344 | فروری ۲۰۱۱ء

مدیرِ اعلیٰ
حافظ عبد الرحمن مدنی
حفظہ اللہ

مدیر
ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

ملتِ اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

مُحدّث

۲ سلمان تاثیر کے قتل سے پیدا ہونیوالے سوالات
۱۶ توہین رسالت کی سزا: کتاب وسنت کی نظر میں
۸۴ گورنر کا جنازہ: عبرت آموز حقائق

ISLAMIC RESEARCH COUNCIL

مجلس التحقیق الاسلامی

ماہنامہ محدث لاہور

شمارہ: 343 جلد 43/ عدد 2 فروری 2011ء صفر المظفر ۱۴۳۲ھ

ماہنامہ 'محدث' لاہور کا اجمالی تعارُف

مُدیر اعلیٰ: حافظ عبد الرحمٰن مدنی مُدیر: ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

ماہنامہ 'محدث' لاہور، ہندوستان سے نکلنے والے ایک رسالے کی ہی ارتقائی شکل ہے۔ جامعہ رحمانیہ دہلی سے نکلنے والے رسالے - جس کا نام محدث تھا- کو پروان چڑھاتے ہوئے تقسیمِ ہند کے بعد دوبارہ ماہنامہ 'محدث' لاہور کے نام سے پاکستان میں معروف عالم دین ودانشور حافظ عبد الرحمٰن مدنی حفظہ اللہ نے اس کا اِجراء کیا۔ یہ تحقیقی رسالہ ۱۹۷۰ء سے اب تک کامیابی وکامرانی سے شائع ہورہا ہے، وللہ الحمد!

محدث کی علمی پہچان کے حوالے سے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ ہر صاحبِ علم وفضل کی ضرورت بن چکا ہے کیونکہ اس کے مضامین جدید فکر کے حامل اور ملحدانہ افکار کیلئے شمشیر بے نیام کی حیثیت رکھتے ہیں۔

گھر بیٹھے 'محدث' وصول کیجئے!

قارئین کرام! گھر بیٹھے محدث حاصل کرنے کیلئے درج ذیل طریقہ کار اختیار کریں!

فی شمارہ: ۲۰ روپے زرِ سالانہ: ۲۰۰ روپے بیرون ملک: ۲۰ ڈالر

بذریعہ منی آرڈر / بینک ڈرافٹ ۲۰۰ روپے بھیج کر سال بھر گھر بیٹھے محدث وصول کریں اور علمی و تحقیقی مضامین سے استفادہ کریں۔ ایڈریس: ماہنامہ محدث، ۹۹ جے، ماڈل ٹاؤن، لاہور ۵۴۷۰۰

فون نمبر: 35866476 / 3586639 - 042 موبائل: 4600861 - 0305

انٹرنیٹ پر محدث پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ کرنے کیلئے درج ذیل ویب سائٹ دیکھئے!

www.mohaddis.com __ www.kitabosunnat.com

مزید تفصیلات کیلئے: webmaster@kitabosunnat.com

اجرائے مُحدث کے مقاصد

☜ عناد اور تعصّب قوم کیلئے زہر ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں!

لیکن تعصّبات سے بالاتر رہ کر افہام و تفہیم اُمت کیلئے رحمت کا باعث ہے۔

☜ علومِ جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار، انسانی ارتقاء کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں!

لیکن قدیم علومِ اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دَقیانوس بتانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔

☜ غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اَقدار کے منافی ہے!

لیکن دینِ اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام نہ دینا حمیت دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

☜ تبلیغ دین اور اشاعت اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالح دینیہ کے خلاف ہے!

لیکن حلال اور حرام کے امتیاز میں رَواداری برتنا اور قوانین و مسائل اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

☜ آئین و سیاست سے بیگانہ ہر کر عبادت کیلئے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے!

لیکن جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی۔

☜ جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اَوصاف میں داخل ہے!

لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو

ماہنامہ محدث لاہور

کا مطالعہ فرمایئے، آپ اس کو ان جملہ صفات و محاسن سے مزین پائیں گے، ان شاء اللہ!

کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

ملتِ اسلامیہ کا علمی و اصلاحی مجلہ

ماہنامہ محدث لاہور پاکستان

مدیر: ڈاکٹر حافظ حسن مدنی
Only For SMS
0333-4213525

مدیر اعلیٰ: حافظ عبد الرحمن مدنی

جلد ۴۳ رشمارہ ۲ ـــــ صفر المظفر ۱۴۳۲ھ ـــــ فروری ۲۰۱۱ء

فہرست مضامین

فکر و نظر

سلمان تاثیر کے قتل سے پیدا ہونیوالے سوالات — ڈاکٹر حافظ حسن مدنی — ۲

کتاب و حکمت

توہین رسالت کی سزا؛ قرآن وحدیث کی نظر میں — مبشر احمد ربانی — ۱۶

فقہ واجتہاد

توہین رسالت کی سزا: بعض اہم سوالات — ڈاکٹر حافظ حسن مدنی — ۴۶

گستاخ رسول کی سزا اور فقہا احناف — مولانا تصدق حسین — ۷۰

تحقیق وتنقید

بارہ ربیع الاوّل: غور وفکر کے چند پہلو — عطیہ انعام الٰہی — ۷۵

حقائق وعبر

اللہ کے ہاں مقدمہ لکھا جاچکا ہے! — اوریا مقبول جان — 81

گورنر کا جنازہ: عبرت آموز حقائق — محمد نوید شاہین — ۸۴

مکاتیب وتاثرات

مکتوبات — اُمّ عبد منیب رابو رجال — ۹۵

معاون مدیر: کامران طاہر

زرِ سالانہ: -/۲۰۰ روپے
فی شمارہ: -/۲۰ روپے

بیرونِ ملک
زرِ سالانہ: -/۲۰ ڈالر
فی شمارہ: -/۲ ڈالر

Monthly MUHADDIS A/c No: 984-8
UBL- Model Town
Bank Squre Market, Lahore.

دفتر کا پتہ
۹۹ جے، ماڈل ٹاؤن، لاہور 54700

☎ : 5866476
5866396
5839404

Email:
hhasan@wol.net.pk

Publisher:
Hafiz Abdul Rahman Madani

Printer:
Shirkat Printing Press, Lahore

Islamic Research Council

محدث کتاب و سنت کی روشنی میں آزادانہ بحث وتحقیق کا حامی ہے ادارہ کا مضمون نگار حضرات سے کُلّی اتفاق ضروری نہیں!

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فکر و نظر

سلمان تاثیر کے قتل سے پیدا ہونیوالے سوالات

۴ جنوری ۲۰۱۱ء کی شام ۵ بجے پنجاب کے گورنر سلمان تاثیر کو اسلام آباد میں قتل کر دیا گیا۔ قتل کے فوراً بعد گرفتار ہونے والے ممتاز قادری کا موقف یہ تھا کہ اس نے یہ قتل خالصتاً ذاتی نیت اور اِرادے سے کیا ہے، اور سلمان تاثیر کو قتل کرنے کی وجہ اس کے سوا کچھ نہ تھی کہ اس نے 'قانونِ امتناع توہین رسالت' کو 'کالا قانون' کہا اور توہین رسالت کے مجرموں کی تائید اور پشت پناہی کی۔ نئے عیسوی سال کے آغاز پر اس اہم ترین واقعہ نے دنیا بھر کو پاکستان کی طرف متوجہ کر دیا اور اندرون وبیرونِ ممالک بڑی تکرار سے کہا جانے لگا کہ پاکستانی معاشرہ انتہاپسندی کی طرف مائل ہے۔ اس معاشرے سے برداشت اور رواداری ختم ہوتی جارہی ہے۔ کیا محض کسی ایک مظلوم عورت کی تائید کر دینا اتنا بڑا جرم ہے کہ ایسا کرنے والے کو جینے کے حق سے محروم کر دیا جائے؟ اگر کوئی شخص کسی قانون کے بارے میں مخالفانہ رائے رکھتا اور اس پر شدید تنقید کرتا ہے تو دلیل واستدلال سے اس کا جواب دینے کی بجائے بندوق اور گولی کی زبان سے اس کا خاتمہ کیوں کر دیا جاتا ہے؟

سلمان تاثیر کے اس سنگین قتل نے ملک بھر میں ایک نظریاتی جنگ کو شروع کر دیا اور ٹی وی واخبارات پر موجود جدت پسند طبقہ نے بہانے بہانے سے اس قتل کے خلاف طرح طرح کے سوالات پیدا کئے۔ رواداری کی ہر دم دوسروں کو تلقین کرنے والا یہ طبقہ اس موقعہ پر شدید عدم برداشت کا مظاہرہ کرتا نظر آیا، اور اپنی تحریروں میں بالخصوص انہوں نے جو زبان استعمال کی اور جیسے الزامات دہرائے، اس سے ان کی عدم برداشت کا پول کھل گیا۔ بعض ایسے بھی تھے جو اس معاملے کی سنگینی محسوس کرکے عذر آرائیاں کرنے لگے جبکہ انگریزی میڈیا کے بعض انتہاپسندوں نے عبرت نہ پکڑتے ہوئے توہین رسالت کے قانون کو تکرار سے سیاہ قانون بلکہ 'ڈریکولین لاء' کہنے کی جسارتیں بھی کیں۔

پاکستان میں یہ ایک محدود مگر متحرک وبااثر اقلیت کا ردعمل تھا جو اِن سطور میں بیان کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا، دوسری طرف بیشتر عوام الناس نے نہ صرف اس قتل کو سراہا، بلکہ قتل کرنے والے ممتاز قادری کو پھولوں کے ہار بھی پیش کیے۔ سینکڑوں وکلا نے عدالت میں پیشی کے موقع پر اس کے حق میں نعرہ بازی کی، پشاور کے تین سو وکلا نے اس کا کیس مفت لڑنے کی پیش کش کی، راولپنڈی اور اسلام آباد بار نے ممتاز قادری کی مکمل حمایت کا اعلان کیا۔ کراچی میں تحریک ناموسِ رسالت کی کال پر عوام الناس کے ایک سیلِ رواں نے عظیم الشان ریلی نکالی۔ ممتاز قادری کے والد کی رہائی کے موقع پر ہزاروں لوگوں نے ان کا ایسا شاندار استقبال کیا کہ تا حد نگاہ افراد ہی افراد دکھائی دیتے تھے۔ اس کے علاوہ ۳۶ دینی وسماجی جماعتوں نے لاہور میں ۳۰ جنوری کو ریلی اور عظیم احتجاجی جلسہ کیا۔

اب جب کہ اس وقوعہ قتل پر کئی روز گزر چکے ہے، تو جذبات اور ردعمل سے مغلوب ہونے کی بجائے اس امر کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ ایک طرف اس موقعہ پر سیکولر لابی کی طرف سے اُٹھائے جانے والے اعتراضات کا جائزہ لیا جائے تو دوسری طرف سلمان تاثیر کے قتل اور ممتاز قادری کے اقدام کے بارے میں اسلامی شریعت سے رہنمائی لی جائے کہ اسلام ایسا معتدل ومتوازن دین اس اہم قانونی مرحلہ پر ہماری کیا رہنمائی کرتا ہے؟ زیر نظر مضمون میں اُن اعتراضات وشبہات کو موضوع بنایا گیا ہے جو میڈیا پر بطورِ خاص ان دنوں اس واقعہ کے حوالہ سے نمایاں ہوئے:

کیا پاکستانی معاشرہ انتہاپسندی کی جانب گامزن ہے؟

اس سلسلے میں جو تشویش اندرون وبیرونِ ملک سب سے زیادہ پھیلتی نظر آئی، وہ یہی ہے۔ یہ بات ایک حد تک درست ہے لیکن اس کی حقیقت یہ نہیں جسے ہمارے میڈیا میں نمایاں کیا جارہا ہے کہ پاکستان کے مذہبی طبقات میں انتہاپسندی فروغ پارہی ہے۔ درحقیقت پاکستان ایٹمی دھماکہ کرنے کے بعد سے عالمی قوتوں کے ایجنڈے پر سرفہرست ہے۔ گذشتہ دس سال کے عرصے میں پاکستان میں اسلام اور اہل اسلام کو بطورِ خاص نشانہ بنایا گیا ہے۔ افغانستان بظاہر امریکہ کا ہدف ہے لیکن حقیقی نشانہ پاکستان ہے، جس سے ایٹمی قوت ہونے کے ناطے کھلم کھلا جنگ جوئی کا خطرہ مول نہیں لیا جاسکتا۔ اوباما کی 'پاکستان فرسٹ پالیسی' اب ایک کھلی حقیقت بن چکی ہے۔ پاکستان پر جو سماجی، تعلیمی، ثقافتی اور اقتصادی یلغار جاری ہے، اس کا ایک پہلو قانون توہین رسالت بھی ہے جو امریکہ کی امداد کے ساتھ اکثر ایک شرط

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے طور پر موجود رہا ہے۔ گذشتہ دس برس کے واقعات نے پاکستان کے عوام سے لے کر خواص تک میں ایک شدید ردعمل کی کیفیت پیدا کی ہے۔ ظلم وستم یا مسلمہ اقدار کو پامال کرنے کے حوالے سے یہی ردّعمل کبھی طالبان کی صورت میں سامنے آتا ہے تو کبھی لال مسجد کی صورت میں۔ لاہور میں ۲۷ جنوری کو ایک امریکی ریمونڈ ڈیوس کے ہاتھوں تین پاکستانی شہریوں کی ہلاکت نے قومی میڈیا میں جو نمایاں جگہ پائی ہے اور پنجاب کے وزیر اعلیٰ کو بطورِ خاص مقتولین کے ورثا سے ملاقات کرکے ان کو تسلی دینا پڑی ہے، اس سے ایسے واقعات کی حساسیت کا پتہ چلتا ہے کہ ان سالوں میں امریکہ کی بڑھتی مداخلت اور حکومت سے جاری مفاہمت کو عوام کس تناظر میں دیکھتے ہیں۔

اس انتہاپسندی کو بڑھانے میں مشرف حکومت کا بڑا کردار ہے جس کے ایک نمائندہ پرویز مشرف کے مقرر کردہ گورنر سلمان تاثیر بھی تھے۔ پیپلز پارٹی کی حکومت کے بعد سے یہ انتہا پسندی ہماری سیاست کا ایک لازمی حصہ بن گئی ہے جس کی ایک نمایاں مثال گورنر پنجاب اور ن لیگ کی باہمی انتہاپسندانہ سیاست اور بیان بازی بھی رہی ہے۔ سیاست کے ایوانوں میں یہی انتہا پسندی کبھی ن لیگ اور ایم کیو ایم کے مابین سنگین الزامات کی صورت اختیار کرتی نظر آتی ہے۔ امریکی تسلط اور جارحیت کے اس دور میں ہمارے معاشرے کا عام آدمی غربت کی چکی میں پس کر رہ گیا ہے۔ یہ مظلومیت اور بداعتادی پاکستان ہی نہیں، پورے عالم اسلام کی پہچان بنتی جارہی ہے کہ یہاں کے حکمران عوام کی خواہشات کے برعکس اُن پر مسلط ہیں ۔ اور عالمی قوتیں اپنے ملکوں میں عوامی خواہشات کی پاسداری کے دعووں کے باوجود عالم اسلام کے ایسے مطلق العنان حکمرانوں کو نہ صرف اپنی ہر طرح کی تائید سے نواز رہی ہیں بلکہ اُن سے ایسے معاہدے کررہی ہیں جو مسلم عوام اور ان کے نظریات واقدار پر مزید ظلم وستم ڈھانے کے مترادف ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ معاشرے کے مختلف طبقات میں انتہاپسندی کو پروان چڑھاتے چڑھاتے حکمران جماعت کا کوئی فرد اپنی پیدا کردہ آگ میں جل جائے تو معاشرے کے متاثر طبقوں میں اس کے ساتھ وہ ہمدردی بھی نظر نہیں آتی جو ہر مقتول کا ایک انسانی حق ہوا کرتی ہے۔ اگر پاکستان کا لادین اور مقتدر طبقہ اس انتہاپسندی کا شاکی ہے تو پاکستان کے عوام پر جبر وستم کی سیاست کا خاتمہ کرکے، ان کی مرضی اور پاکستان کے مقصد کے عین مطابق سنجیدہ اور ٹھوس اقدامات کرنے ہوں گے، وگرنہ حکمران عالمی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قوتوں سے اپنے مفادات کے حصول کے لئے گٹھ جوڑ کرتے رہیں گے اور عوام اپنے دائرہ اختیار میں اپنی مرضی کریں گے۔

اگر آج پاکستان کے حکمران پاکستان کا حقیقی منظرنامہ دیکھنا چاہتے ہیں تو توہین رسالت کے قانون اور اس سلسلہ میں حکومتوں کے کردار پر ملک بھر میں ریفرنڈم کرا کے دیکھ لے، ممتاز قادری کے اقدام قتل اور سلمان تاثیر کے واقعہ پر عوامی ریفرنڈم کرائے۔ ڈرون حملوں پر ریفرنڈم کرا کے دیکھے، امریکی مداخلت پر ریفرنڈم کرائے تو رائے عامہ کی کثرت سے اُن کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی۔

پاکستان میں زندگی کے ہر میدان میں جاری دس سالہ جارحیت کے بعد ایک انقلاب دستک دے رہا ہے جو کبھی طالبان کی صورت میں دین کے نام کا سہارا لیتا ہے تو کبھی وکلا تحریک کی صورت میں سیاسی بدعنوانیوں کا راستہ روکنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اس انتہا پسندی کے خاتمے کے لئے ہمیں پاکستانیوں کو جائز حقوق دینے ہوں گے، وگرنہ جبر کا سلسلہ جوابی ردعمل کی صورت میں جاری رہ کر پاکستانی معاشرے کو تباہ وبرباد کر دے گا۔

یہاں قابل توجہ امر یہ بھی ہے کہ اس انتہاپسندی کی قیادت روایتی مذہبی طبقے نہیں کر رہا بلکہ اس غم وغصہ کا حالیہ مظہر مغربی نظام تعلیم کے فیض یافتہ ایک نوجوان ممتاز قادری میں نظر آیا ہے۔ اخبارات میں آیا ہے کہ ممتاز قادری عام پاکستانی نوجوانوں جیسے رجحانات اور کردار کا حامل ہے، اور دینی مدارس یا دینی تنظیمیں جنہیں مغرب زدہ لوگ فرسٹریشن کا شکار قرار دے کر نظر انداز کر دیتے ہیں، ان میں قادری کا شمار نہیں ہوتا۔

حکومت کے لئے فکر مندی کا پیغام یہ ہے کہ اگر یہ انتہاپسندی راسخ العقیدہ لوگوں سے بڑھ کر پورے معاشرے میں سرایت کر چکی ہے تو پھر حکومت اس کا علاج چند لوگوں کو نشانہ بنا کر نہیں کر سکتی۔ اس کے لئے حکومت کو معاشرے سے ظلم وجبر اور تشدد و جارحیت کا خاتمہ کرنا ہوگا، اس کے لئے عملی اور ٹھوس اقدامات بروے کار لانا ہوں گے۔ رواداری کی یک طرفہ تلقین، بے کار وعظ کے سوا کچھ نہ ہوگی!!

الغرض پاکستان کا یہ المناک منظر نامہ حکمران طبقہ اور مغرب زدہ اقلیت کے انتہاپسند اقدامات کا ہی ردّعمل ہے۔ سلمان تاثیر نے قانون توہین رسالت کو 'سیاہ قانون' کہہ کر جس انتہاپسندی کو اختیار کیا تھا، اُسی کے ردعمل کا وہ شکار ہو گیا!!

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلمان تاثیر کا قتل کیا ایک مظلوم عورت آسیہ مسیح کی مدد کی سزا ہے؟

اگر ہمارے حکمران عوام میں ہونے والے کسی ظلم کے خلاف ان کی داد رسی کے لئے کھڑے ہوں تو یہ ایک قابل قدر امر ہے اور ہر شریف انسان اس کی تائید کرے گا، لیکن افسوس ہمارے حکمرانوں کا ماضی اس کردار سے آشنا نہیں۔ درحقیقت سلمان تاثیر نے کسی مظلوم عورت کی مدد نہیں کی، بلکہ ایسی عورت جو نہ صرف توہین رسالت بلکہ توہین قرآن اور توہین ازواجِ مطہرات کی مرتکب ہے اور کئی بار اس کا اعتراف کر چکی ہے، سیشن کورٹ کے جج نے سال بھر کی تفصیلی سماعت کے بعد اس کو توہین رسالت کا مجرم قرار دے کر، ایک لاکھ روپے جرمانہ اور موت کی سزا سنائی ہے، ایسی عورت کو سلمان تاثیر نے بری قرار دے کر، توہین رسالت کے خلاف اپنے داخلی رجحانات کی نشاندہی اور پاکستان کے عدالتی نظام پر بے اعتمادی کا برملا اظہار کیا ہے۔ اور بعد ازاں یہ دعویٰ کیا ہے کہ میں جو کچھ کرتا ہوں، اس پر یقین رکھتا ہوں۔ گورنر تو قانون کا محافظ اور سربراہِ مملکت کا نمائندہ ہوتا ہے لیکن یہی صوبے کا قانونی سربراہ اگر قانون شکنی کو اپنی پہچان بنالے اور عدالتی نظام کو بھی پس پشت ڈال دے تو عوام الناس کے لئے اس سے کیا پیغام ملتا ہے۔ یہ سلمان تاثیر ہی تھے، جنہوں نے گذشتہ سال بسنت کے موقع پر قانون سازی اور عدالتی فیصلوں کے باوجود کھلم کھلا یہ کہا تھا کہ میں تو گورنر ہاؤس میں پتنگ بازی کروں گا!!

اگر آسیہ مسیح توہین رسالت کے علاوہ کسی اور جرم کی مرتکب ہوتی تو سلمان تاثیر اس کو کبھی معصوم اور مظلوم بی بی قرار نہ دیتے۔ ان کا یہ صفائی نامہ اور اپنی بیٹیوں اور بیوی کے ہمراہ جا کر اس سے اظہارِ ہمدردی کرنے کا پروٹوکول آسیہ مسیح کو قطعاً حاصل نہ ہوتا۔ توہین رسالت کے واضح ارتکاب اور مکرر اعتراف کے باوجود آسیہ کے بارے میں معمولی سی ذہنی خلش اور نفرت کا بھی پیدا نہ ہونا گورنر کے دل میں دینی غیرت وحمیت کے خاتمے کی دلیل ہے۔ ایسے ہی موقع پر اللہ نے قرآن کریم میں یہ تعجب آمیز انداز اختیار کیا ہے:

قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٦٥﴾

”کیا تمہیں تمسخر اور استہزا کے لئے اللہ، اس کی آیات اور اس کا رسول ہی ملتے ہیں۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا سلمان تاثیر نے ایک قانون کو ہی 'کالا قانون' قرار دیا تھا؟

اخبارات میں سیکولر دانشور اور ٹی وی کے اینکر پرسن بڑی تکرار سے یہ بات دہرا رہے ہیں کہ سلمان تاثیر نے کالا قانون تو محض ایک پاکستانی قانون کو قرار دیا تھا، شریعت اسلامیہ کو تو نعوذ باللہ کالا قانون نہیں کہا تھا۔

سلمان تاثیر کا قانون توہین رسالت کے بارے جو رویہ تھا، اور آسیہ مسیح کی صفائی کے بارے جو موقف تھا، وہ اخبارت میں تکرار سے شائع ہوتا رہا ہے۔ ان کی رو سے سلمان نہ صرف اس قانون کو 'کالا قانون' قرار دیتے رہے بلکہ علماے کرام کے بارے میں بھی یہ کہتے کہ ''میں ان کو جوتے کی نوک پر رکھتا ہوں، ان کے فتووں کی ذرہ بھر پروا نہیں کرتا اور جو کہتا ہوں، اس پر دلی ایمان رکھتا ہوں۔'' سلمان تاثیر نے آسیہ مسیح کی بریت کے بارے میں ۲۰ نومبر کو شیخوپورہ جیل میں کی جانے والی پریس کانفرنس میں توہین رسالت کے قانون کو تکرار کے ساتھ 'ظالمانہ قانون' بھی قرار دیا۔ ان ہفوات کے بارے میں یہ نکتہ طرازی کرنا کہ یہ شریعتِ اسلامیہ کی توہین نہیں، بلکہ چند انسانوں کے بنائے ہوئے قانون کی توہین ہے، جس کی سنگین سزا نہیں ہوسکتی، ایک عذرِ لنگ کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اوّل تو یہ پارلیمنٹ کی توہین ہے جس کا موقف جمہوری دعویٰ کے مطابق عوام الناس کی رائے سمجھا جاتا ہے۔ ان بیانات میں عوامی رائے کی تذلیل پائی جاتی ہے۔ یہ اس دستور اور قانون کی بھی توہین ہے جس کی پاسداری اور احترام کا حلف اٹھا کر ہی گورنر جیسے اہم منصب پر فائز ہوا جاسکتا ہے۔ گورنر جو کسی صوبے کا آئینی سربراہ ہے، وہ ملک کے نظام عدل کا محافظ ہوتا ہے۔ اگر وہ اس اہم منصب پر بیٹھ کر پارلیمنٹ کے بنائے ہوئے قوانین اور نظامِ عدل کی توہین شروع کر دے تو اس سے عوام میں کیسی قانون پسندی کو رواج ملے گا؟ جہاں تک ۲۹۵ سی میں درج قانون توہین رسالت کی بات ہے جو صرف تین سطروں پر مشتمل ہے، تو یہ کوئی انسانی قانون نہیں بلکہ قرآن وسنت کا براہِ راست تقاضا اور شریعت کے عین مطابق ہے۔ اس کی اصلاح پہلے وفاقی شرعی عدالت کے فاضل جج صاحبان نے ملک بھر کے جید علماے کرام کی تفصیلی معاونت سے کی، پھر پاکستان کے دونوں ایوانوں نے ۱۹۹۲ء میں متفقہ منظوری دے کر اس پر مہر تصدیق ثبت کی ہے۔ قانونِ امتناع توہین رسالت کا متن حسبِ ذیل ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جو کوئی الفاظ کے ذریعے خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا نقوش کے ذریعہ، یا کسی تہمت، کنایہ یا درپردہ تعریض کے ذریعے بلاواسطہ یا بالواسطہ رسول پاک حضرت محمد ﷺ کے پاک نام کی توہین کرے گا تو اسے موت کی سزا دی جائے گی اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔''

مذکورہ بالا قانون اسلامی تقاضوں کے عین مطابق ہے۔ اس کو 'انسانی قانون' قرار دینا ایسے ہی ہے جیسے کوئی شخص نعوذ باللہ قرآنِ کریم کی توہین کرنے کے بعد کہے کہ میں نے تو اس کتاب کی توہین کی ہے جسے پرنٹنگ مشین نے چند سو صفحات پر شائع کیا تھا۔

شریعت کے متعدد احکام علما اور فقہاے کرام اپنے الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔ کیا ان احکام کا محض اس بنا پر انکار کر دیا جائے کہ یہ ہو بہو قرآن یا رسول کریم ﷺ کے اپنے الفاظ نہیں ہیں؟ ان حالات میں شریعتِ اسلامیہ پر عمل کیسے کیا جائے؟ قرآن کے کسی حکم کو جب ہم اپنے الفاظ میں بولیں گے تو کیا محض اس بولنے کی بنا پر وہ قرآنی حکم نہیں رہ جائے گا۔

جب قانون توہین رسالت اور شریعتِ اسلامیہ کے مقصود و مدعا میں معمولی فرق بھی نہیں ہے، اور ماضی میں جو معمولی فرق تھا، اس کو طویل عدالتی جدوجہد کے بعد رفع کر دیا گیا ہے تو پھر یہ دعویٰ کیا حقیقت رکھتا ہے کہ میں تو چند انسانوں کے بنائے ہوئے قانون کی مخالفت کر رہا ہوں؟ پاکستان میں کسی قانون کو شریعتِ اسلامیہ کے عین مطابق کرنے کی جو زیادہ سے زیادہ ممکنہ اور معیاری ترین صورت ہے، قانون توہین رسالت ان تمام معیارات کو سو فیصد پورا کرتا ہے۔ اس کے بعد اس کو چند انسانوں کا قانون کہہ کر تختۂ تمسخر و مذاق نہیں بنایا جاسکتا بلکہ اسے شریعتِ اسلامیہ کی ہی توہین قرار دیا جائے گا۔

کوئی مسلمان شریعت کے کسی ایک مسلمہ حکم کے انکار سے ہی دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے، کجا یہ کہ شریعت کے کسی مسلمہ حکم کو 'کالا قانون' کہہ کر اس کی توہین بھی کی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ سلمان تاثیر کے ان بیانات پر اخبارات میں شائع ہو چکا ہے کہ پاکستان کے علما کی اکثریت نے ۳۰ نومبر کو ہی اس کو دائرۂ اسلام سے خارج قرار دے دیا تھا۔

قانون توہین رسالت موجود ہے، ممتاز قادری کو عدالت سے رجوع کرنا چاہئے تھا

کہا جاتا ہے کہ ممتاز قادری کو اپنے تئیں کوئی سنگین اقدام کرنے سے بہتر تھا کہ وہ قانون کا سہارا لیتا اور اگر کہیں شرعاً کوئی زیادتی ہوئی ہے تو اس پر عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانا چاہئے تھا۔ جہاں تک ممتاز قادری کے سلمان تاثیر کو قتل کرنے کی بات ہے تو اس سلسلے میں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک سے زیادہ رائے ہوسکتی ہیں، اور شریعتِ اسلامیہ میں بھی یہی واحد حل نہیں ہے کہ کوئی مسلمان اُٹھ کر سلمان تاثیر کو قتل کردیتا۔ تاہم عدالت سے رجوع کرکے آسیہ مسیح یا سلمان تاثیر کو توہین رسالت کی سزا دلوانے کا مطالبہ کرنے والے لوگ بھی خیالوں اور واہموں کی جنت میں رہتے ہیں۔ اوّل تو اُنہیں معلوم ہونا چاہئے کہ پاکستان کی تاریخ میں اس قانون کی تاریخ نفاذ ۱۹۹۲ء سے اَب تک توہین رسالت کے ۹۸۶ کیس درج ہوئے ہیں، لیکن آج تک کسی کو توہین رسالت کی سزا نہیں ہوسکی۔

دوسری طرف یہ بھی حقیقت ہے کہ پاکستان میں توہین رسالت کا ارتکاب ایسے ملعونوں کو کافرانہ قوتوں کی آنکھ کا تارا بنا دیتا ہے، ان کو خصوصی پروٹوکول دیا جاتا اور کفر کا پورا طائفہ اپنا لاؤ لشکر لے کر اس کی حمایت میں کھڑا ہوجاتا ہے۔ ایسے بدبختوں اور ان کے خاندانوں کو عیسائی مشنری ادارے اور مغربی این جی اوز سپانسر کرتے اور ان کے تحفظ کے لئے عالمی قوتوں کی مدد حاصل کرتے ہیں۔ جیسا کہ پوپ کے حالیہ بیانات، آسیہ کے لئے دعا اور پاکستان پر دباؤ اس ملاقات کا نتیجہ ہیں جو وزیر اقلیتی اُمور شہباز بھٹی نے براہ راست ویٹی کن میں جاکر لابنگ اور جوڑ توڑ کے نقطہ نظر سے کی۔ ہماری عدالتیں بھی آغاز میں تو ان کو سزا دے لیتی ہیں، لیکن جونہی ان پر پریشر پڑتا ہے تو اعلیٰ عدالتوں کے لئے اپنے فیصلوں پر ڈٹے رہنا مشکل ہوجاتا ہے۔ اس سلسلے میں ۱۹۹۴ء میں رحمت اور سلامت مسیح کا کیس بالکل واضح ہے، جن کو سیشن کورٹ سے سزائے موت کے بعد ہائیکورٹ میں اس کی اپیل کے مراحل اس سرعت سے طے کئے گئے اور اس کے فوراً بعد ان کو بیرونِ ملک جرمنی روانہ کردیا گیا کہ مزید کسی قانونی پیش قدمی کی گنجائش ہی باقی نہ رہی۔

جہاں تک سلمان تاثیر کی ممکنہ براہِ راست توہین رسالت اور اس کی سزا کا تعلق ہے تو یہ بھی یاد رہنا چاہئے کہ پاکستان کے دستور کی دفعہ ۲۴۸ کی رو سے صدر، گورنر اور وزرا کو عدالتی بازپرس سے استثنا حاصل ہے جو شریعتِ اسلامیہ کے سراسر خلاف ہے۔ جب اسلام کی مقدس ترین ہستی سید المرسلین محمد ﷺ اور آپ کی محبوب بیٹی سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا اور خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم کو عدالتی بازپرس سے کوئی استثنا حاصل نہیں تو پھر مسلمانوں کا ایک ذیلی حکمران کس بنا پر قانون سے بالاتر ہونے کا استحقاق حاصل کرتا ہے؟

دراصل امتناعِ توہین رسالت کا حقیقی قانون نہ صرف مسلمانوں بلکہ غیر مسلموں کی اہم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضرورت ہے۔ اوّل تو اس قانون کے ذریعے نبی کریم ﷺ کی اہانت اور دیگر مذاہب کی توہین ایک قابل سزا جرم بن جاتی ہے۔ ثانیاً، برصغیر کی ماضی قریب کے تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ اس قانون کی غیر موجوگی یا غیر مؤثر ہونے کے دوران قانون کو ہاتھ میں لے کر گستاخِ رسول کو موت کے گھاٹ اُتارا گیا۔ اس قانون کی عدم تاثیر مسلم عوام کو کسی گستاخ رسول کا خاتمہ خود کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ غازی علم الدین شہید کے ہاتھوں واصل جہنم ہونے والا لاہور کا راج پال ہو یا کراچی کا نتھورام، اُن کا قتل انہی حالات میں ہوا جب یہ قانون موجود نہیں تھا۔ اور سلمان تاثیر کے حالیہ قتل کے پیچھے بھی اس قانون کے غیر مؤثر ہونے کی بنیادی وجہ موجود ہے۔ یہی بات مجاہد ناموسِ رسالت جناب محمد اسمٰعیل قریشی ایڈووکیٹ نے اپنی کتاب میں بھی لکھی ہے:

> ''قانون توہین رسالت ان تمام لوگوں کی زندگی کے تحفظ کی ضمانت ہے جن کے خلاف فردِ جرم ثابت نہ ہو۔ ورنہ ماضی میں بھی مسلمان سرفروشوں نے ایسے موقعوں پر قانون کو ہاتھ میں لیا اور گستاخانِ رسول کو کیفر کردار تک پہنچایا۔ اس قانون کے پاکستان میں نافذ ہونے کا فائدہ یہ ہوگا کہ ایسے ملزم کی سزا کا معاملہ افراد کے ہاتھوں کے بجائے عدالتوں کے دائرہ اختیار میں آگیا ہے جو تمام حقائق اور شہادتوں کا بغور جائزہ لے کر جرم ثابت ہونے کے بعد ہی کسی ملزم کو مستوجبِ سزا قرار دے گی۔''

جناب قریشی صاحب نے قانون سازی ہوجانے کے بعد اس امر کو پاکستان کے لئے خوش کن قرار دیا ہے لیکن دوسری طرف حقیقت یہ ہے کہ پاکستان میں قانون سے کھلم کھلا مذاق کیا جاتا ہے اور اعلیٰ عدالتوں کے فیصلوں کی سرعام توہین کی جاتی ہے۔ یہاں تو قانون موم کی ایسی ناک ہے جس کو ہر طرف موڑا جاسکتا ہے۔ این آر او کے فیصلے سے کیا گیا مذاق ایک کھلی حقیقت ہے۔ سلمان تاثیر کے قتل کے روز ق لیگ کے ایم این اے وقاص اکرم سے کیپٹل ٹاک میں انٹرویو کیا گیا، ان کے چچا بھی اسی طرح اپنے محافظوں کے ہاتھوں قتل ہوگئے تھے۔ وقاص اکرم جو برسر اقتدار ایم این اے ہیں، کا کہنا تھا کہ سالہا سال کے عدالتی عمل کے بعد ہماری عدالتوں نے تمام مجرموں کو بری کردیا اور ہم اپنے چچا کے قاتلوں کو سزا دلوانے سے قاصر ہیں۔ اس سے بڑھ کر پاکستان کے نظامِ عدل کا اور نوحہ کیا ہوسکتا ہے؟ سلمان تاثیر کا قتل موجودہ عدالتی نظام کے غیر مؤثر ہونے کی دلیل اور عوام کے اس پر بے اعتمادی کا استعارہ ہے۔ اگر پاکستان کے نظامِ عدل میں یہ قوت ہوتی اور وہ شریعتِ اسلامیہ کی رہنمائی پر کاملاً

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استوار ہوتا تو واقعتاً آج ممتاز قادری کو قانون کو ہاتھ میں لینے کی ضرورت قطعاً پیش نہ آتی اور اسلامیانِ پاکستان شاتمانِ رسول کو اس عدالتی نظام سے سزا دلوانے کا ہی راستہ اختیار کرتے۔

پاکستان میں گذشتہ دنوں دہشت گردی اور اجتماعی قتل وغارت کے اس قدر سنگین واقعات پیش آئے کہ اگر کسی مغربی ملک میں ایسا کوئی ایک بم دھماکہ بھی ہو جاتا تو پوری حکومت مستعفی ہو جاتی۔ ان بم دھماکوں کے ذریعے پاکستانی قوم پر اجتماعی ہلاکت وغارت گری مسلط کر دی گئی ہے، عوام اپنی لاشیں اُٹھا اُٹھا کر نڈھال ہیں اور ظلم سہنے والوں کی آنکھیں رنج وغم سے پتھرا چکی ہیں، اس کے باوجود کسی ایک واقعہ میں کسی ایک مجرم کو بھی قرارِ واقعی سزا نہ دی گئی۔ دہشت گردی کی عدالتیں اور وسیع وعریض نظامِ عدل کی ناکامی کی اس سے بڑی کیا دلیل ہو سکتی ہے؟ اس کے بجائے ان مجرموں کی روزانہ میل ملاقات، عدالتی حاضریاں اور پیشیاں، گواہیاں ایسا مذاق ہے جس کو دیکھ کر متاثرہ فرد کا خون کھولتا ہے۔ اس نظامِ عدل کی کسمپرسی کا اندازہ تو اس سے لگایئے کہ گورنر پنجاب جیسے بڑے عہدے کے فرد کو برسرعام قتل کر دیا گیا، مجرم نے اعتراف بھی کر لیا اور معاملہ بڑا واضح ہے لیکن چار ہفتے ہونے کو آئے ہیں، اور فیصلہ کا دور دور تک کوئی امکان نہیں۔ ہر طرف ابہام ہی ابہام اور تاخیر ہی تاخیر ہے حالانکہ فیصلہ میں تاخیر بھی تو انصاف کا قتل ہے۔ اس انگریز پرور نظامِ عدل سے مسلم معاشرے کبھی چین وسکون حاصل نہ کر سکیں گے۔ اگر دہشت گردی کے کسی حقیقی مجرم کو سرعام پھانسی دے کر عبرت کا نشان بنا دیا جاتا تو آج پاکستان میں عوام کا خون اور معاشرے کا چین سکون اتنا ارزاں نہ ہوتا۔

جب قانون موجود ہی نہ ہو، قانونی استثنا حاصل ہو یا سنگین جرم کے باوجود مظلومین کے لئے دادرسی کے دروازے بند ہوں اور انصاف میں بلاجواز تاخیر ہو رہی ہو تو ایسے حالات میں توہین رسالت ایسا حساس مسئلہ ہے کہ مسلم عوام قانون کو ہاتھ میں لینے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ غازی علم دین شہید کو بھی قانون سے دادرسی کی کوئی اُمید نہ تھی، جانے سے قبل باپ سے مکالمہ کر کے گیا اور اس کے باپ نے اس کو قتل کی سزا سے خبردار کر دیا تھا، لیکن اس نے حبِ رسول ﷺ میں شاتم رسول کے ایک معاون راج پال کو، جس نے 'رنگیلا رسول' شائع کی تھی، قانون کو ہاتھ میں لیتے ہوئے جہنم واصل کر دیا۔ اور یہ ہماری قومی تاریخ کا ایک اہم واقعہ ہے کہ اس نازک موقع پر لاہور میں علامہ اقبال نے مسلمانانِ برصغیر کی قیادت کی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قائد اعظم جو اس وقت چوٹی کے مسلم وکیل تھے، اُنہیں علم دین شہید کے اقدامِ قتل کے دفاع کے لئے انہوں نے بلایا۔ قائد اعظم لاہور ہائیکورٹ میں ایک ہی بار پیش ہوئے اور وہ غازی علم دین کے دفاع کا مقدمہ تھا۔ علم دین کو معافی تو نہ ملی اور پھانسی کی سزا ہوگئی لیکن اس سے برصغیر کے مسلمانوں کا جوش وجذبہ شعلہ جوالا کا روپ دھار گیا۔ علامہ اقبال کی قیادت میں مسلمانوں کے پرزور مطالبے پر غازی علم دین کی میت کو میانوالی جیل سے لاہور منتقل کیا گیا۔ لاہور میں مسلمانوں کی نمائندہ شخصیات نے اس معاملہ میں عوامی جذبات کی قیادت کی، علامہ اقبال کو علم دین کا جنازہ پڑھانے کی دعوت دی گئی۔ مولانا ظفر علی خاں نے علم دین کو قبر میں اُتارا اور محبِ رسول اقبال علیہ الرحمہ نے یہ تاریخ ساز جملہ کہا کہ

”ترکھانوں کا بیٹا، پڑھے لکھوں پر بازی لے گیا اور ہم دیکھتے رہ گئے۔“

آج موقع بے موقع 'قائد اعظم کے پاکستان' کی بات کی جاتی ہے۔ ان کی مزعومہ روشن خیالی کو دلیل بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ مقتول گورنر نے بھی آسیہ مسیح کو معصوم قرار دینے والی پریس کانفرنس میں تین بار قائد اعظم کا حوالہ دے کر پاکستان کو روشن خیال بنانے کی بات کی ہے۔ تحریکِ پاکستان کی قیادت بشمول قائد اعظم کا اس معاملے میں موقف تو بالکل واضح ہے، توہین رسالت ایسے حساس مسئلہ پر قانون کو ہاتھ میں لینا تو کجا، جبکہ اس پر کوئی قانون ہی موجود نہ تھا، قتل کے مجرم کا پرزور دفاع قائد کے دلی جذبات کا بہترین عکاس ہے۔ سب بخوبی جانتے ہیں کہ جناح ایسے مقدمہ کی وکالت کی کبھی حامی نہ بھرتے جس سے وہ متفق نہ ہوتے۔ علامہ اقبال نے اُنہیں علم دین کے دفاع کی دعوت بھی دی اور تحریکِ پاکستان کی قیادت کی دعوت بھی دی ۔ قیام پاکستان سے ۱۸ برس قبل یہ واقعہ اس قومی رجحان اور ضرورت کی بھی بھرپور عکاسی کرتا ہے جس کے لئے پاکستان کی دھرتی حاصل کی گئی۔

علم دین شہید کے مقدمہ کے چند سال بعد، مارچ ۱۹۳۴ء میں کراچی میں بھی ایسا ہی ایک واقعہ پیش آیا تھا، جس میں نتھورام نامی ہندو کو 'ہسٹری آف اسلام' میں توہین رسالت کے ارتکاب پر ایک باغیرت مسلم نوجوان غازی عبد القیوم نے عین کمرۂ عدالت میں جج کے سامنے ذبح کر دیا تھا۔ یہ واقعہ بھی بڑا ایمان افروز ہے جس میں قانون کو ہاتھ میں لیا گیا تھا۔ اس موقعہ پر بھی اہل کراچی نے عبد القیوم کی حمایت میں ایک عظیم الشان جلوس نکالا اور کراچی کے عمائدین لاہور میں علامہ اقبال کے پاس حاضر ہوئے اور اُن سے کہا کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وائسرائے ہند سے آپ عبد القیوم کی سزا میں تخفیف کا مطالبہ کریں۔ علامہ اقبال نے پوچھا کہ ''کیا عبد القیوم گھبرا گیا اور اس کے قدم ڈگمگا گئے ہیں؟ اس کو کہو کہ میں جنت کو اس سے چند قدم کے فاصلے پر دیکھ رہا ہوں۔'' کراچی کے لوگوں کے مکرر مطالبے پر علامہ اقبال نے ایک تاریخ ساز رباعی کہی جو 'ضربِ کلیم' میں 'لاہور و کراچی' کے نام سے موجود ہے:

نظر اللہ پہ رکھتا ہے مسلمان غیور
موت کیا شے ہے، فقط عالم معنی کا سفر
ان شہیدوں کی دیت اہل کلیسا سے نہ مانگ
قدر و قیمت میں ہے خون جن کا حرم سے بڑھ کر

ہماری عدلیہ کو ممتاز قادری کے مقدمہ کا فیصلہ کرتے ہوئے، مسلمانان برصغیر کے جذبہ ایمانی، غیرت ملی اور بانیانِ پاکستان کی اس تاریخ ساز رہنمائی کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیے۔

سلمان تاثیر کے جرم کی سنگینی

سلمان تاثیر کی سزائے قتل پر شریعت اسلامیہ میں ایک سے زیادہ آرا ہیں جن کی تفصیل ممتاز قادری کے اقدام کی شرعی حیثیت کے ضمن میں پیش کی جائے گی۔ تاہم اسلام جو جدید نظام ہائے عدل سے بڑھ کر ایک ایسا بھرپور اور مکمل عادلانہ نظام ہے جس کی قانونی جزئیات اور دقیق تصورات عالمانہ گہرائی اور گیرائی سے مالا مال ہیں، اس میں جرم کی سزا کا تعین جرم کی نوعیت کے عین مطابق کیا جاتا ہے، نیز اس میں کسی جرم کے ردّ عمل میں ہونے والے جرم کی سزا کا تعین پہلے جرم کی روشنی میں ہوتا ہے۔

سلمان تاثیر نے توہین رسالت ایسے حساس شرعی قانون کو کالا قانون قرار دیا، کھلم کھلا یہ ہفواتی دعویٰ کیا، ایک انتہائی ذمہ دار عہدے پر فائز ہوتے ہوئے کیا، اور توہین رسالت کی مجرمہ کی اپنے پورے کنبہ کے ساتھ تائید کی، اس کو معصوم قرار دیتے ہوئے اس سے اظہارِ ہمدردی کیا، اس کے جرم کو اپنے ذمہ لے لیا اور اس کو معافی کی ضمانت دی۔ جس کا اس کے سوا کیا مطلب ہے کہ اس نے توہین رسالت کے مجرموں کی حوصلہ افزائی کر کے اُنہیں قانونی بازپرس اور گرفت سے بالاتر کرنے کی کوشش کی۔ ان حقائق کو دیکھا جائے تو سلمان تاثیر کا یہ جرم محض شریعت کے کسی حکم کے انکار تک محدود نہ تھا، بلکہ شریعتِ اسلامیہ کی اہم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترین شخصیت ﷺ کی توہین کی تائید، اس تائید پر اصرار اور عملاً اس کے مرتکبوں کی حمایت تھا اور ظاہر ہے کہ یہ سب کوئی چھوٹے جرائم نہیں!

احادیث میں عکل اور عرینہ کے بادیہ نشینوں کا قصہ آتا ہے جو نبی کریم ﷺ کے پاس اسلام سیکھنے کے لئے آئے۔ جب مدینہ کی آب وہوا ان کو راس نہ آئی تو آپ نے اپنے چرواہے کے ساتھ اُنہیں بیت المال کے اونٹوں کا دودھ پینے کی تلقین کی۔ مدینہ کے مضافات میں کچھ دن رہنے کے بعد جب یہ لوگ صحت یاب ہوگئے تو جاتے ہوئے آپ کے چرواہے کو قتل کر دیا اور بیت المال کے اونٹ ہنکا کر لے گئے۔ آپ ﷺ کو جب اس کی خبر ہوئی تو آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اُنہیں پکڑنے کو بھیجا اور گرفتار ہونے کے بعد رحمۃ للعالمین نے اُنہیں دردناک سزا سنائی، جو اسلامی تاریخ کی ایک سنگین سزا ہے:

① اس جرم کے مرتکبین کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمت سے کاٹ دیے جائیں، اور ان کو داغ کر خون کو تھمنے نہ دیا جائے۔

② ان کی آنکھوں میں آگ پر تپائی ہوئی سلاخیں پھیری جائیں، جبکہ بعض احادیث میں آتا ہے کہ گرم سلاخوں سے اُن کی آنکھیں پھوڑ دی جائیں۔

③ تپتی ریت پر ان کو تڑپنے کے لئے چھوڑ دیا جائے۔

④ ان کی پیاس کی شدت یہ تھی کہ زمین کو کاٹتے اور چاٹتے تھے، لیکن ان کو پانی نہ دیا گیا اور وہ تڑپ تڑپ کر مر گئے۔

عکل اور عرینہ کے لوگوں کی یہ دردناک سزا محض ارتداد کی نہیں بلکہ اس میں احسان فراموشی، مسلم چرواہے کا قتل، بیت المال کے اونٹوں کو ہنکا کر لے جانا وغیرہ تمام جرائم کی سزا شامل تھی جو رحمۃ للعالمین ﷺ کی عدالت سے صادر ہوئی۔ یہ واقعہ درجنوں احادیث میں بیان ہوا اور سنداً متواتر ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جرم کی سنگینی کی بنا پر اس کی شرعی سزا میں بھی شدت پیدا ہو جاتی ہے۔

شریعتِ اسلامیہ کا ایک معروف اُصول یہ بھی ہے جو اس فرمانِ نبوی میں بیان ہوا ہے:

كل أمتي معافى إلا المجاهرين (المعجم الصغير للطبراني: ٢/٢٣٧)

''میری ساری اُمت کو معافی دی جاسکتی ہے مگر کھلم کھلا گناہ کرنے والے کو نہیں۔''

چوری چھپے زناکاری کرنے والے کی بہ نسبت اس زناکار کا جرم زیادہ سنگین ہے جو عوام

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الناس میں کھلم کھلا اور ڈنکے کی چوٹ پر اس فعل بد کا ارتکاب کرتا ہے۔ چوری کی سزا قطع ید ہے، لیکن دھونس اور دہشت گردی سے مال چرانے والے پر اسلام نے حرابہ کی سنگین تر سزا عائد کی ہے۔ مزید برآں اہم ذمہ داری پر فائز شخص کا جرم بھی بڑا ہوتا ہے۔

سلمان تاثیر کے قتل نے بہت سے تلخ حقائق کو ظاہر کیا ہے۔ ممتاز قادری نے صرف اس کو قتل نہیں کیا بلکہ اپنے بھرپور غم وغصہ کا اظہار اس پر ۲۶ گولیوں کا برسٹ مار کر کیا ہے۔ سلمان کے محافظوں نے اس کو نہ روک کر اور اقدامِ قتل کے بعد اس پر کسی جارحیت نہ کر کے بہت سے پیغامات دیے ہیں۔ کسی دفاعی یا جوابی گولی کے بغیر ممتاز کو گرفتار کرنے میں بہت سی عبرتیں پوشیدہ ہیں۔ کیا ممتاز قادری کی کوئی ذاتی دشمنی گورنر سے تھی جس کے لئے اس نے یہ بے دردانہ رویہ اختیار کیا۔ ان محافظوں کی اس سے وہ کونسی دلی ہمدردی تھی کہ اُنہوں نے اس پر معمولی سی جارحیت بھی نہ کی اور محافظوں کی جانب سے کسی گولی یا معمولی مزاحمت کا بھی سامنا نہ کرنا پڑا۔ وقوعہ قتل کا یہ نقشہ قتل سلمان تاثیر کے جرم اور اس کے بارے میں رائے عامہ کو ظاہر کرتا ہے۔

سلمان تاثیر کا جنازہ نہ پڑھنے کے بارے میں علمائے کرام میں پائی جانے والی شدید تشویش بھی اسی عمومی تاثر کو ظاہر کرتی ہے جس میں سلمان تاثیر کا جرم اگر براہِ راست اہانت رسول نہیں تو توہین رسالت مآب کی معاونت، سرپرستی اور تائید ضرور تھا جو انتہائی سنگین جرائم ہیں۔ ذاتِ رسالت سے مسلمان کا تعلق چونکہ قانونی سے زیادہ جذباتی محبت کا متقاضی ہے، اس بنا پر علماء کرام سلمان تاثیر کے جنازے سے کنارہ کش رہنے کو ہی ترجیح دیتے رہے۔

ممتاز قادری کو ملنے والی اپنائیت بھی مسلمانوں کے نبی کریم ﷺ سے والہانہ عقیدت اور محبت کا ایک پہلو ہے کہ وہ ایسے کسی بھی شخص سے جو تقدیس رسالت کی حفاظت کیلئے جان تک قربان کر دینے کو تیار ہو، ایک گہری محبت اور اپنائیت رکھتے ہیں۔ سلمان تاثیر مقتول ہونے کے باوجود انسانی ہمدردی سے محروم ہوا اور ممتاز قادری قانون کو ہاتھ میں لینے کے باوجود محبت کا حصہ وصول کر رہا ہے، یہ مسلمانان پاکستان کے اپنے نبی مکرم ﷺ سے گہری وارفتگی اور دلی محبت کا آئینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ملتِ اسلامیہ کے حبِ رسول میں اسقدر اضافہ فرمائے کہ آپکی شان میں دریدہ دہنی کرنے والوں پر دلی رعب مسلط ہو جائے اور وہ محبوب الٰہی کے تقدس کو پامال کرنے کے مکروہ خیال سے بھی عبرت پکڑیں۔ (ڈاکٹر حافظ حسن مدنی)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا مبشر احمد ربانی

قرآن وحدیث میں شاتم رسول کی سزا

رسولِ کریم ﷺ کی عزت، عفت، عظمت اور حرمت اہل ایمان کا جزوِلا ینفک ہے اور حب ِرسول ﷺ ایمانیات میں سے ہے اور آپ کی شانِ مبارک پر حملہ اسلام پر حملہ ہے۔ عصر حاضر میں کفار و مشرکین کی جانب سے نبوت ورسالت پر جو رکیک اور ناروا حملے کئے جارہے ہیں، دراصل یہ ان کی شکست خوردگی اور تباہی وبربادی کے ایام ہیں۔ آسیہ مسیح نے جو رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ ستودہ صفات پر گستاخانہ حملے کئے، اس کے بچاؤ کے لئے بعض دانشورانِ سوء اور نام نہاد مفکرین و متجددین الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا پر لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں اور یہ پروپیگنڈہ کررہے ہیں کہ گستاخِ رسول کی سزا کا ذکر قرآن میں نہیں ہے، تو اس سلسلے میں ہماری معروضات درج ذیل ہیں:

کیا احکام شریعت کے لئے قرآنِ کریم ہی کافی ہے؟

ایسے لوگ منکرینِ حدیث سے تعلق رکھتے ہیں اور حقیقۃً قرآنِ مجید، فرقانِ حمید کی تعظیم سے عاری اور کورے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ قرآن حکیم میں جس چیز کا ذکر ہو، صرف اسے ہی مانا جائے گا، احادیث و سننِ ثابتہ کو مد نظر نہ رکھا جائے گا، پھر بد عملی کی راہ ہموار ہو جائے گی، کیونکہ ارکانِ اسلام کا حکم تو اللہ کے قرآن میں موجود ہے، لیکن ان کی تفصیل سے قرآنِ حکیم خاموش ہے:

مثلاً اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں اقامتِ صلوۃ کا حکم دیا ہے اور سورۃ النساء کی آیت نمبر ۱۰۳ میں فرمایا ہے: اِنَّ الصَّلٰوۃَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا

''بلاشبہ نماز مؤمنین پر مقررہ اوقات میں فرض کی گئی ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اس کی فرضیت اور اَوقات کا مجمل طور پر ذکر کیا ہے اور اس کی تفسیر نہیں بتائی۔ نمازوں کی تعداد، اوران کے ابتدائی و انتہائی اوقات، ادائیگی کا طریقہ کار، اس کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرائط ولوازمات وغیرہا، قرآن میں بیان نہیں کیے تو کیا پانچوں نمازوں اور اس کی ادائیگی کے طریقۂ کار کا انکار کر دیا جائے گا کہ قرآنِ کریم میں اس کا بیان نہیں ہوا؟

اسی طرح مسافر، مریض، بچوں اور عورتوں کے نماز کے حوالے سے احکام کا قرآن حکیم میں ذکر نہیں۔ اگر انسان فوت ہو جائے تو اس کے ساتھ کیا کیا جائے؟اس کے غسل، کفن و دفن اور نمازِ جنازہ کے احکام کا ذکر اللہ کے قرآن میں نہیں ہے تو کیا جب ایسے افراد وفات پا جائیں تو ان کی لاشوں کو اسی طرح گلنے سڑنے دیا جائے اور اگر زمین کے اندر دفنانا ہے تو گڑھا کھود کر اوپر مٹی ڈال دی جائے؟ جنازہ نہ پڑھا جائے! صرف قرآن حکیم کو ہی دلیل شرعی ماننے والوں کا کیا یہی انجام ہونا چاہیے؟

ایتائے زکوٰۃ کا حکم بھی قرآن پاک میں ہے، لیکن کس کس مال پر زکوٰۃ فرض ہے اور کتنی فرض ہے اور کب ادائیگی کرنا ہے۔ رقم پر کتنی زکوٰۃ ہے؟ گائے، اونٹ، بھیڑ بکری کا نصابِ زکوٰۃ کیا ہے؟ سونا چاندی اور کرنسی کا کیا حساب ہے؟ اللہ کا قرآن اس سے بھی خاموش ہے۔

فریضۂ حج کا ذکر تو قرآن میں ہے لیکن حج کیسے ہو گا، اس کی حدود، فرائض اور طریقہ کار کیا ہے؟ حج کہاں سے شروع ہو گا؟ حج کے مہینے تو قرآن کی رو سے معلوم ہیں تو کیا شوال وذیقعد میں ہی حج ہو گا یا ذوالحج کے مہینے میں ہو گا؟ احرام کیسا ہو گا، احرام کی حالت میں کون کون سے اُمور کا ارتکاب حرام ہے۔ طواف کا حکم ہے، طواف میں کل کتنے چکر ہیں اور کہاں سے شروع کریں گے اور کہاں ختم کریں گے، اس پر اللہ کا قرآن خاموش ہے۔ الغرض قرآنِ پاک میں بے شمار احکام میں ان کی تفصیلات سے قرآن خاموش ہے تو کیا ان اُمور کا انکار کر دیا جائے گا صرف اس بنیاد پر کہ ان کا حکم قرآن میں نہیں ہے؟

اہل اسلام کے ہاں اللہ کے قرآن کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ کی سنت و حدیث بھی شرعی دلیل و برہان ہے۔ قرآن کو سنت و حدیث سے علیحدہ کر کے سمجھنا اہل باطل اور صراطِ مستقیم سے گمراہ لوگوں کا شیوہ ہے۔

◉ خلیفۃ المسلمین عمر بن خطاب نے فرمایا:

سيأتي أناس سيجادلونكم بشبهات القرآن، خذوهم بالسنن فإن

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أصحاب السنن أعلم بكتاب الله ①

"عنقریب ایسے لوگ آئیں گے جو تمہارے ساتھ قرآنِ حکیم کے شبہات کے ساتھ جدال کریں گے تو ان کو سنت کے ساتھ پکڑ کرنا، اس لئے کہ سنن والے اللہ کی کتاب کو سب سے زیادہ جانتے ہیں۔"

◉ خلیفۃ المسلمین عمر بن عبد العزیز نے فرمایا:

لا عذر لأحد بعد السنة في ضلالة ركبها يحسب أنها هدى ②

"سنت کے بعد کسی کے پاس گمراہی کو ہدایت سمجھ کر اس کا مرتکب ہونے کا کوئی عذر وبہانہ نہیں ہے۔"

◉ امام اسمٰعیل بن عبید اللہ دمشقی فرماتے ہیں:

"ينبغي لنا أن نحفظ ماجاءنا عن رسول الله ﷺ فإن الله يقول: وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَ مَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ(الحشر:٧) فهو عندنا بمنزلة القرآن"③

"ہمارے لئے لازم ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ سے جو کچھ بھی آئے، اُسے محفوظ کرلیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اور جو کچھ رسول ﷺ تمہیں دے دیں، اسے لے لو اور جس چیز سے وہ تمہیں منع کردیں، اس سے باز آجاؤ۔" تو (اللہ کے رسول ﷺ کی احادیث وسنن) ہمارے نزدیک قرآن کی منزلت پر ہیں۔"

◉ امام حسان بن عطیہ ابو بکر شامی جو ثقہ تابعی ہیں، فرماتے ہیں:

كان جبريل ينزل على رسول الله ﷺ بالسنة كما ينزل عليه بالقرآن و يعلّمه إياها كما يعلّمه القرآن ④

① شرح أُصول اعتقاد أهل السنة والجماعة:١/ ٩٠(٢٠٢)مسند الدارمي:١/ ٢٤١ (١٢١) الشريعة للآجري:١/ ١٧٥(٩٩)،جامع بيان العلم وفضله(١٩٢٧)،الفقيه والمتفقه (٦٠٨)

② كتاب السنة للإمام محمد بن نصر المروزي (٨٤) ص٢٤٧

③ كتاب السنة للمروزي:٩٠، ذم الكلام للهروي:٢/ ١٤٩،١٥٠ (٢٢٥)، الكفاية في علم الرواية (١٧)

④ كتاب السنة للمروزي (٩١)، الكفاية في علم الرواية(١٧)، شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة (٩٩)، الفقيه والمتفقه (٢٦٩)، ذم الكلام(٢٢٤)، الابانة لابن بطة (٢١٩)، مسند الدارمي:٥٨٨

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ پر سنت لے کر اسی طرح اُترتے تھے جیسے آپ ﷺ پر قرآن کے ساتھ نازل ہوتے تھے اور جیسے آپ ﷺ کو قرآن تعلیم دیتے تھے، اسی طرح سنت کی تعلیم بھی دیتے تھے۔“

اس مختصر سی توضیح سے یہ بات آشکارا ہوگئی کہ نام نہاد متجددین کا ٹی وی اور ریڈیو وغیرہ پر یہ واویلا کرنا کہ گستاخِ رسول کی سزا کا ذکر قرآن میں نہیں ہے، واضح طور پر سنت اور حدیث کی مخالفت کی دلیل ہے۔ ایسے منکرین کو مسلمانوں کا نمائندہ ظاہر کرنا اسلام اور اہل اسلام کے ساتھ زیادتی اور ظلم ہے۔ جبکہ یہ مسلمہ امر ہے کہ قرآن و سنت ہی اُمتِ مسلمہ کے تمام مسائل کے لئے اتھارٹی ہیں۔

قرآنِ کریم میں شاتم رسول کی سزا کا تذکرہ

گستاخ رسول کی سزا کا تذکرہ کئی ایک آیاتِ قرآنیہ میں مذکور ہے۔ اس کے لئے قرآنِ پاک کو غور و فکر اور تفکر و تدبر سے پڑھنے کی ضرورت ہے۔ اللہ جل مجدہٗ نے فرمایا:

❶ وَ اِنْ نَّكَثُوْۤا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَ طَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْۤا اَىِٕمَّةَ الْكُفْرِ١ۙ اِنَّهُمْ لَاۤ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ۝ اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْۤا اَيْمَانَهُمْ وَ هَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَ هُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ١ؕ اَتَخْشَوْنَهُمْ١ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۝ قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَ يُخْزِهِمْ وَ يَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَ يَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ۝ وَ يُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ١ؕ وَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ١ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ①

”اور اگر وہ اپنے عہد کے بعد اپنی قسمیں توڑ دیں اور تمہارے دین میں طعن کریں تو کفر کے سرداروں سے قتال کرو۔ بے شک ان لوگوں کی کوئی قسمیں نہیں تاکہ وہ باز آجائیں۔ کیا تم ان لوگوں سے نہیں لڑو گے جنھوں نے اپنی قسمیں توڑ دیں اور رسول ﷺ کو نکالنے کا ارادہ کیا اور اُنہوں نے ہی پہلی بار تم سے ابتدا کی۔ کیا تم ان سے ڈرتے ہو تو اللہ زیادہ حقدار ہے کہ تم اس سے ڈرو اگر تم مؤمن ہو۔ ان سے قتال کرو، اللہ اِنہیں تمہارے ہاتھوں سے عذاب دے گا اور اُنہیں رسوا کرے گا اور ان کے خلاف تمہاری مدد کرے گا اور مؤمنوں کے سینوں کو شفا دے گا اور ان کے دلوں کا غصہ دور کرے گا اور

① التوبۃ:۱۲ تا ۱۵

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ جسے چاہتا ہے توبہ کی توفیق دیتا ہے اور اللہ سب کچھ جاننے اور کمال حکمت والا ہے۔"

ان آیاتِ بینات میں اللہ تعالیٰ نے نقضِ عہد کے مرتکبین اوردین اسلام میں طعن کرنے والے جیسے: اللہ کی گستاخی یا اللہ کے رسول کی گستاخی یا اسلام کے کسی بھی مسئلے پر طعن وتشنیع سے کام لینے والے اور اللہ کے رسول ﷺ کو مکہ مکرمہ سے نکالنے کا پروگرام بنانے والے لوگوں سے قتل وقتال کا حکم دیا ہے۔

کفارِ مکہ نے دارالندوہ میں جمع ہوکر نبی کریم ﷺ کی شانِ باکمال میں گستاخی کرتے ہوئے تین کاموں میں سے ایک کام کے کرگزرنے کا پروگرام بنایا۔ یا آپ کو قتل کیا جائے یا قید کردیا جائے یا مکہ سے نکال دیا جائے، جیسا کہ اس سے پچھلی سورۃ الانفال کی آیت نمبر ۳۰ میں اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمادیا ہے تو ان کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں۔

جس شخص کے دل میں محبتِ رسول ﷺ موجزن ہے، اُسے یہ آیات پکار پکار کر بتا رہی ہیں کہ اخراج الرسول، قتل الرسول اور اثبات الرسول کا ارادہ رکھنے والے گستاخوں کے ساتھ اللہ نے قتال کا حکم دیا ہے اور ذکر فرمایا ہے کہ ایمان والے لوگوں کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ اُن گستاخوں کو عذاب دینا اور رسوا کرنا چاہتا ہے اور جو لوگ ان گستاخوں کے خلاف صف بستہ ہوجائیں گے، ان کی نصرت ومدد اللہ تعالیٰ خود فرمائے گا اور ان کے قتل پر اللہ ایمان والوں کے سینوں کو شفا اور ٹھنڈک پہنچائے گا اور ان کے دلوں کا غیض وغضب دور کرے گا، کیونکہ گستاخانِ رسول کو قلع قمع کرنے سے اہل ایمان کو سکون واطمینان ملتا ہے اور دلوں کا غصہ اُترتا ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کی تشریحات درج ذیل ہیں:

① امام ابواسحٰق ابراہیم بن سری زجاج (المتوفی ۳۱۱ھ) رقم طراز ہیں:

"وهذه الأية توجب قتل الذي اذا أظهر الطعن في الإسلام لأن العهد معقود عليه بأن لا يطعن فإذا طعن فقد نكث."①

"یہ آیتِ کریمہ ذمی (یہودی، عیسائی) کے قتل کو واجب کرتی ہے، جب وہ اسلام میں طعن کا اظہار کرے۔ اس لئے کہ اس کے ساتھ اس بات پر عہد تھا کہ وہ طعن وتشنیع سے کام نہیں لے گا، جب اس نے طعن کیا تو اس کا عہد ٹوٹ گیا۔"

---

① معاني القرآن و إعرابه: ۲/ ۳۵۱، دارالحديث، القاهرة

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی جب کوئی یہودی یا عیسائی مسلمانوں کے ملک میں ذمی بن کر رہتا ہے اور جزیہ و ٹیکس اَدا کرتا ہے تو مسلمان اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ اس کا مسلمانوں کے ساتھ عہد وپیمان ہوتا ہے کہ وہ دین اسلام پر طعن نہیں کرے گا۔ جب وہ دین پر طعن کرتا ہے جیسے اللہ کے رسول ﷺ کی ذاتِ گرامی کو دشنام دینا وغیرہ تو پھر مسلمانوں پر اس کی حفاظت لازم نہیں رہتی۔ وہ نقض عہد کا مرتکب ہوجاتا ہے اور اس کو قتل کرنا واجب ہوجاتا ہے۔

② امام فخر الدین رازی راقم ہیں:

المسألة الثالثة: قال الزجاج هذه الآية توجب قتل الذمي إذا أظهر الطعن في الإسلام لأن عهده مشروط بأن لا يطعن فإن طعن فقد نكث ونقض عهدهم ①

”تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ امام زجاج نے فرمایا: یہ آیتِ کریمہ ایسے ذمی کے قتل کو واجب کرتی ہے جب وہ اسلام میں طعن کا اظہار کرے۔ اس لئے کہ اس کا عہد اس بات کے ساتھ مشروط تھا کہ وہ طعن سے کام نہیں لے گا۔ تو اگر وہ طعن کرے تو اس نے عہد وپیمان توڑ دیا۔“

علامہ رازی نے امام زجاج کی بات کو نقل کرکے برقرار رکھا اور اس کی تائید فرمادی۔ آج کے تجدد پسند طبقہ کی اگر آنکھیں بند ہیں اور اُنہیں یہود و نصاریٰ کی امداد قرآن فہمی سے عاری کئے ہوئے ہو، لیکن متکلم زمان اور اپنے دور کے مایہ ناز مفکر علامہ رازی کو تو قرآن حکیم سے ایسے گستاخ یہودیوں اور عیسائیوں کا قتل واضح طور پر دکھائی دے رہا ہے۔

③ امام ابن کثیر دمشقی اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”وطعنوا فی دینکم“ أی عابوه وانتقصوه ومن ھاھنا أخذ قتل من سب الرسول صلوات الله و سلامه علیه أو من طعن في دین الإسلام أو ذکره بتنقص

”اور اللہ کا فرمان ”اور وہ تمہارے دین میں طعن کریں“ یعنی اس میں عیب نکالیں اور تنقیص کریں۔ یہیں سے شاتم رسول ﷺ کے قتل کا حکم اخذ کیا گیا ہے یا جو بھی شخص دین اسلام میں طعن کرے یا تنقیص کے ساتھ اس کا تذکرہ کرے۔“

① التفسیر الکبیر ۵/ ۵۳۵، دار إحیاء التراث العربي:۱۵/ ۲۳۴، ایران

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

④ قاضی ابو بکر محمد بن عبد اللہ المعروف بابن العربی فرماتے ہیں:

إذا طعن الذمي في الدين انتقض عهده لقوله ”وإن نكثوا أيمانهم---- فقاتلوا أئمة الكفر“ فأمر الله بقتلهم وقتالهم إذا طعنوا في دينكم[1]

”جب ذمی دین میں طعنہ زن ہو تو اللہ کے فرمان ”وَاِنۡ نَّكَثُوۡۤا اَيۡمَانَهُمۡ فَقَاتِلُوۡۤا.... اَٮِٕمَّةَ الۡكُفۡرِ “[”اور اگر وہ اپنی قسمیں توڑ ڈالیں “ ”ائمہ کفر سے لڑائی کرو“] کے مطابق اس کا عہد ٹوٹ جاتا ہے۔ جب وہ تمہارے دین میں طعن کریں تو اللہ نے ان کے ساتھ قتل وقتال کا حکم دیا ہے۔

⑤ امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی رقم طراز ہیں:

أكثر العلماء على أن من سب النبي ﷺ من أهل الذمة أو عرض واستخف بقدره أو وصفه بغير الوجه الذي كفر به فإنه يقتل----[2]

”اکثر علما کا یہی کہنا ہے کہ اہل ذمہ (یہود و نصاریٰ) میں سے جو شخص نبی کریم ﷺ کو گالی دے یا تعریض کرے یا آپ کی قدر ہلکی جانے یا اپنے کفر کے علاوہ کسی چیز سے آپ کو موصوف کرے تو اسے قتل کیا جائے گا۔ ہم اسے ذمہ یا عہد وپیمان نہیں دے سکتے۔“

پھر امام قرطبی نے اس مسئلہ میں ڈھیل اختیار کرنے والے لوگوں کا ذکر کر کے دلائل وبراہین کے ساتھ ان کی تردید کی ہے۔

⑥ علامہ علاء الدین علی بن محمد المعروف بالخازن (المتوفی۷۲۵ھ) نے اپنی تفسیر لباب التأويل في معاني التنزيل جو ’تفسیر خازن‘ کے نام سے معروف ہے۔ اس میں اس آیت کے تحت مذکورہ بالا مسئلہ تحریر کیا ہے۔[3]

⑦ امامِ جلیل محی السنۃ حسین بن مسعود بغوی (المتوفی۵۱۶ھ) اپنی تفسیر معالم التنزيل المعروف تفسیر بغوی میں بھی اسی موقف کے حامی ہیں۔[4]

⑧ امام ابو الفرج عبد الرحمن بن علی بن جوزی (المتوفی۵۹۷ھ) اپنی تفسیر زاد المسير في

---

① أحكام القرآن:۲ /۳۵٦، دارالكتاب العربي
② الجامع لاحكام القرآن:۸ /۵٤
③ ملاحظہ ہو:۷/۳۳۹،ط، دارالكتاب العلمية، بيروت
④ ۲/۲۷۲، اداره تالیفات أشرفية، ملتان

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علم التفسیر میں بھی اسی کے مؤید ہیں۔ ①

⑨ علامہ ابوالبرکات عبد اللہ بن احمد نسفی (المتوفی ۷۱۰ھ) نے اپنی تفسیر مدارك التنزيل وحقائق التأويل میں ذمی کے واجب القتل ہونے کا یہ مسئلہ بیان کیا ہے۔ ②

⑩ امام ماتریدیہ ابو منصور محمد بن محمد سمرقندی (المتوفی ۳۳۳ھ) نے بھی اہل الذمہ کے نقض عہد پر ان کے قتل کے مسئلہ کو درج بالا آیت کے تحت ذکر کیا ہے۔ ③

تلك عشرة كاملة

مذکورہ بالا آیتِ کریمہ اور معروف ائمہ مفسرین کے حوالہ جات سے یہ بات بالکل عیاں اور ظاہر و باہر ہو جاتی ہے کہ ایسا یہودی و عیسائی جو گستاخِ رسول ہو کر دین اسلام میں طعنہ زنی کرے، وہ واجب القتل ہے۔ جن لوگوں نے آنکھوں پر معاونتِ نصاریٰ اور حبِ یہود کی پٹی باندھ رکھی ہو، اُنہیں قرآن حکیم میں سے کہاں گستاخِ رسول کی سزا نظر آئے گی؟ قرآن حکیم کی آیاتِ بینات سے اللہ تعالیٰ اہل ایمان اور اللہ اور رسول ﷺ کے محبان کو شفا عطا فرماتا اور بصیرت کی عظیم شاہراہ سے نوازتا ہے اور جن متجددین، متفلسفین، ملحدین اور ضالین و مضلین نے دشمنانِ دین کی زبان بولنا ہو اور ان کی حمایت میں راگنی الاپنی ہو اُنہیں قرآن کی آیات سے کچھ نظر نہیں آتا۔

❷ قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللهَ وَ رَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللهُ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا ۝ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِينًا (سورۃ الاحزاب:۵۷،۵۸)

”بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا پہنچاتے ہیں، اللہ نے ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی ہے اور ان کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کیا ہے اور وہ لوگ جو ایمان دار مردوں اور ایماندار عورتوں کو ایذا دیتے ہیں بغیر کسی گناہ کے جو اُنہوں نے کمایا ہو تو یقیناً اُنہوں نے بہتان باندھا اور صریح گناہ کا بوجھ اُٹھایا ہے۔“

① ۲/۲۴۰، دارالكتاب العربي بتحقيق عبدالرزاق مهدي
② ۱/۶۶۷، مكتبة رحمانية، لاهور
③ تأويلات أهل السنة۲/۳۸۸، مؤسسة الرسالة، بيروت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مندرجہ بالا آیتِ کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی کریم ﷺ اور اہل ایمان کو ایذا دینے والوں کا ذکر کیا ہے اور ایمان والوں کی ایذا اور رسول اللہ ﷺ کی ایذا میں فرق ذکر کیا ہے۔ اہل ایمان کو بلا وجہ اذیت دینے کو بہتان اور واضح گناہ قرار دیا جبکہ نبی ﷺ کی ایذا پر دنیا و آخرت کی لعنت اور ذلیل کرنے والا عذاب ذکر فرمایا۔ جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی گستاخی عام مومنوں کی گستاخی کی طرح نہیں ہے۔

پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ایذا، تکلیف اور ضرر کوئی نہیں پہنچا سکتا اور نہ ہی اس کو کوئی ضرر لاحق ہو سکتا ہے تو پھر کیوں فرمایا: جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا پہنچاتے ہیں؟ اللہ کی طرف ایذا کی نسبت کرنا دراصل بالخصوص اس کے رسول ﷺ کو ایذا دینا ہے یعنی رسول اللہ ﷺ کی ایذا و تکلیف کو اللہ اپنی ایذا فرماتا ہے کیونکہ وہ تو قاہر، غالب اور ہر چیز پر قادرِ مطلق ہے اور اس بات کی قرآنِ حکیم میں کئی ایک اَمثلہ وارد ہوئی ہیں جیسے ارشادِ باری تعالیٰ ہے: اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَ يُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ (محمد:۷)

"اگر تم اللہ کی مدد کروگے تو وہ تمہاری مدد کرے گا۔"

اس آیتِ کریمہ میں اللہ کی مدد کرنے سے مراد اللہ کے دین کی مدد ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت کو اپنی طرف منسوب کرنے سے مراد اس کا دین اور اس کے انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ اجمعین ہوتے ہیں۔ یعنی اللہ کے دین کی مدد، اللہ کے انبیا کی مدد، اللہ کے اولیا کی مدد کرنا درحقیقت اللہ کی مدد کرنا ہے۔ ایسے ہی اللہ کے رسول ﷺ کو اذیت وتکلیف دینا اللہ کو اذیت وتکلیف دینے کے مترادف ہے۔

① امام عزالدین عبد الرزاق بن رزق اللہ رسعنی (متوفی ٦٦١ھ) رقم طراز ہیں:

أن المعنى يؤذون نبي الله فجعل أذى نبيه أذى له تشريفًا لمنزلته[1]

"یقیناً اس آیتِ کریمہ میں اللہ کو تکلیف دینے کا معنی یہ ہے کہ وہ اللہ کے نبی ﷺ کو تکلیف دیتے ہیں تو اللہ نے مقام و مرتبہ عطا فرماتے ہوئے اپنے نبی ﷺ کی تکلیف کو اپنی تکلیف قرار دیا ہے۔"

لعنت سے مراد: نیز اس آیتِ کریمہ میں گستاخِ رسول کو ملعون قرار دیا اور اس کے

① رموز الكنوز في تفسير الكتاب العزيز: ٦/ ١٩٣، مكتبة الأسدي، المكة المكرمة

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئے رسوا کن اور ذلت آمیز عذاب و سزا کا بیان فرمایا۔ اس آیت میں گستاخانِ رسول پر جو دنیا اور آخرت کی لعنت کا ذکر کیا گیا ہے تو یہاں لعنت سے کیا مراد ہے؟

④ امام ابن جوزی فرماتے ہیں:

ولعنهم في الدنيا بالقتل والجلاء وفي الآخرة بالنار[1]

''دنیا میں لعنت سے مراد قتل اور جلاوطنی کی سزا اور آخرت میں آگ کی سزا ہے۔''

امام عبدالرزاق رسفی فرماتے ہیں:

لعنتهم في الدنيا القتل والجلاء وفي الآخرة عذاب النار[2]

''دنیا میں لعنت سے مراد قتل وجلاوطنی اور آخرت میں آگ کا عذاب ہے۔''

راقم الحروف کے نزدیک ان کو 'دنیا میں لعنت' سے مراد قتل کی سزا دینا ہے، کیونکہ ایذائے رسول کی یہی سزا نبی کریم ﷺ نے متعین فرمائی ہے اور قرآن پاک کا سیاق و سباق اسی کی تائید کرتا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے قرآنِ کریم کا سیاق وسباق:

قرآنِ حکیم میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے سورہ احزاب کی ۵۶ نمبر آیت میں رسول اللہ ﷺ پر صلاۃ و سلام کا ذکر فرمایا، پھر آیت نمبر ۵۷ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ایذا دینے والوں کا ذکر کرکے دنیا و آخرت کی لعنت اور ذلیل کرنے والے عذاب اور سزا کا بیان فرمایا۔ پھر آیت نمبر ۵۸ میں اہل ایمان کو ایذا دینے والوں کا ذکر کرکے اس کو بہتان اور صریح گناہ قرار دیا۔ آیت نمبر ۵۹ میں نبی کریم ﷺ کی بیویوں، بیٹیوں اور ایمان والوں کی عورتوں کے پردے کا ذکر کیا تاکہ اُنہیں ایذا نہ دی جائے۔ آیت نمبر ۶۰ میں ایسی حرکات سے باز نہ آنے والے منافقوں کا ذکر کیا اور ناشائستہ حرکات کرنے والے اور پروپیگنڈہ کرنے والے لوگوں پر آپ کے تسلط کا ذکر کیا اور نمبر ۶۱ میں فرمایا: مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا یعنی ''اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے گستاخان ملعون ہیں، جہاں بھی پائے جائیں، پکڑ لئے جائیں اور بُرے طریقے کے ساتھ ٹکڑے ٹکڑے کردیئے جائیں۔'' اور آیت نمبر ۶۲ میں پھر اسے اللہ کی سنت اور قانون قرار دیا گیا ہے یعنی توہین رسالت کے بارے

---

① تفسیر زاد المسیر:۳/ ۴۸۳

② رموز الکنوز:٦/ ۱۹٤

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قانونِ الٰہی یہی ہے کہ ایسے ناپاک ملعون لوگ بُری سزا کے حقدار اور واجب القتل ہیں۔ سورۃ الاحزاب کی آیت ۵۶ سے لے کر آیات ۶۲ تک کا مفہوم و مراد یہی ہے۔

'اَذیت' سے مراد: نبی کریم ﷺ نے جب کعب بن اشرف یہودی کے قتل کا حکم نامہ جاری کیا تو اس کی علت اور وجہ یہ بیان کی کہ فإنه قد آذى الله ورسوله "اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت دی ہے۔" ①

بعض لوگ کہتے ہیں کہ کعب بن اشرف یہودی نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ معاہدے کی خلاف ورزی کی اور آپ کے خلاف اہل مکہ کی معاونت کی، اس لئے اس کے قتل کا حکم جاری کیا گیا۔

یاد رہے کہ کعب یہودی نقض عہد کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ کی ہجو اور توہین کا بھی مرتکب تھا، اسی لئے آپ نے فرمایا: «فإنه قد آذى الله ورسوله»

- امام مازری فرماتے ہیں:

إنما قتله كذلك لأنه نقض عهد النبي ﷺ وهجاه وسبه وكان عاهده أن لا يعين عليه أحدًا ثم مع أهل الحرب معينًا عليه②

"کعب بن اشرف کو اس لئے قتل کیا کہ اس نے نبی کریم ﷺ کے عہد کو توڑا۔ آپ ﷺ کی توہین کی اور آپ کو گالی دی اور اس کا یہ معاہدہ تھا کہ وہ آپ ﷺ کے خلاف کسی کی مدد نہیں کرے گا پھر وہ آپ ﷺ کے خلاف اہل حرب کا معاون ہو گیا۔"

- محی السنۃ امام بغوی فرماتے ہیں:

وكان كعب بن الأشرف ممن عاهد رسول الله ﷺ أن لا يعين عليه أحدًا ولا يقاتله ثم خلع الأمان ونقض العهد ولحق بمكة وجاء معلنًا معاداةً النبي يهجوه في أشعاره ويسبه، فاستحق القتل لذلك③

① صحيح البخاري(٤٠٣٧،٣٠٣١،٢٥١٠)، صحيح مسلم (١٨٠١)، سنن أبي داود (٢٧٦٨) السنن الكبرى للبيهقي:٧/٤٠ و٩/٨١، شرح السنة للبغوي:١١/٤٣: ٢٦٩٢،المستدرك للحاكم:٣/٤٣٤ (٥٨٤١)
② شرح صحيح مسلم للنووي:١٢/١٣٦، دارالكتب العلمية، بيروت
③ شرح السنة:١١/٤٥، المكتب الإسلامي

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”کعب بن اشرف یہودی ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ معاہدہ کر رکھا تھا کہ وہ آپ کے خلاف کسی کی مدد نہیں کریں گے اور نہ ہی آپ ﷺ سے لڑیں گے۔ پھر اس نے امان ترک کی اور عہد توڑا اور مکہ چلا گیا اور اعلانیہ نبی کریم ﷺ سے عداوت کرتے ہوئے آیا اور اپنے شعروں میں آپ ﷺ کی توہین کرتا اور گالیاں بکتا تھا اس لئے واجب القتل ہوگیا۔“

لہٰذا کعب بن اشرف کو صرف نقضِ عہد کی سزا نہیں دی گئی بلکہ وہ گستاخِ رسول تھا اور اَشعار میں آپ ﷺ کو گالیاں بکتا اور ہذیان گوئی کرتا تھا اور ویسے بھی رسول اللہ ﷺ کی توہین سے نقضِ عہد ہو جاتا ہے جیسا کہ پیچھے مفصل باحوالہ بحث گزر چکی ہے اور اس کی تائید درج ذیل روایات سے بھی ہوتی ہے:

① کعب بن مالک بیان کرتے ہیں:

أن كعب بن الأشرف اليهودي كان شاعرًا وكان يهجو رسول الله ﷺ و يحرض عليه كفار قريش في شعره ...... فأمر الله تعالى رسوله والمسلمين بالصبر على ذلك والعفو عنهم ففيهم أنزل الله جل ثناءه ﴿وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا﴾ (آل عمران:۱۸۶) وفيهم أنزل الله: ﴿وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ﴾ (البقرة:۱۰۹) فلما أبى كعب بن الأشرف أن ينزع عن أذى رسول الله ﷺ وأذى المسلمين وأمر رسول الله ﷺ سعد بن معاذ أن يبعث رهطاً ليقتلوه ....[①]

”کعب بن اشرف یہودی شاعر تھا اور رسول اللہ ﷺ کی شان میں بکواس کرتا تھا۔ اور اپنے شعروں میں قریش کے کافروں کو آپ ﷺ کے خلاف بھڑکاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو اہل مدینہ ملے جلے لوگ تھے۔ ان میں وہ مسلمان بھی تھے جنہیں رسول اللہ ﷺ کی دعوت نے جمع کر دیا تھا اور ان میں مشرکین بھی تھے جو بت پوجتے تھے اور اُن میں یہودی بھی تھے جو ہتھیاروں اور قلعوں کے مالک تھے اور وہ

① دلائل النبوة للبيهقي :۳/۱۹۷ واللفظ له، سنن أبوداود (۳۰۰۰) الترمذي بحواله فتح الباري شرح صحيح البخاري:۹/۹۶

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوس و خزرج قبائل کے حلیف تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی جب مدینہ تشریف آوری ہوئی تو آپ ﷺ نے سب لوگوں کی اصلاح کا ارادہ فرمایا۔ ایک آدمی مسلمان ہوتا تو اس کا باپ مشرک ہوتا۔ کوئی دوسرا مسلمان ہوتا تو اس کا بھائی مشرک ہوتا اور رسول اللہ ﷺ کی آمد مبارک پر مشرکین اور یہودانِ مدینہ آپ ﷺ کو اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شدید قسم کی اذیت سے دوچار کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ اور مسلمانوں کو اس پر صبر و تحمل اور ان سے درگزر کرنے کا حکم دیا۔

انہی کے بارے اللہ جل شانہ کا فرمان نازل ہوا۔ ''اور یقیناً تم ان لوگوں سے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اور ان لوگوں سے جنھوں نے شرک کیا، ضرور بہت سی اِیذا سنو گے اور اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو بلاشبہ یہ ہمت کے کاموں سے ہے۔''

اور انہی لوگوں کے بارے میں اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل کی ''بہت سارے اہل کتاب چاہتے ہیں، کاش وہ تمہیں تمہارے ایمان کے بعد پھر کافر بنا دیں اپنے دلوں کے حسد کی وجہ سے، اس کے بعد کہ ان کے لئے حق خوب واضح ہو چکا سو تم معاف کرو اور درگزر کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم لے آئے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری طرح قدرت والا ہے۔''

جب کعب بن اشرف رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو اذیت دینے سے باز نہ آیا تو رسول اللہ ﷺ نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس کے قتل کے لئے لشکر روانہ کرو۔''

② . حافظ ابن حجر عسقلانی نے امام حاکم کی الإکلیل کے حوالے سے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«فقد أذانا بشعره وقوّى المشركين» ①

''اس نے ہمیں اذیت دی اور مشرکوں کو تقویت پہنچائی ہے۔''

③ ابن حجر فرماتے ہیں کہ امام ابن اسحٰق نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ

إن النبي ﷺ مشى معهم إلى بقيع الغرقد ثم وجههم فقال: انطلقوا على اسم الله: اَللّٰهُمَّ اَعِنْهم ②

''بلاشبہ نبی کریم ﷺ ان کے ساتھ بقیع غرقد تک چلے، پھر ان کو متوجہ کرکے فرمایا:''اللہ

① فتح الباري :٩/٩٦
② فتح الباري :٩/٩٧ بسندٍ حسن

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے نام پر روانہ ہو جاؤ۔ اے اللہ ان کی مدد فرما!''

یعنی محمد بن مسلمہ ؓ وغیرہ کو جب کعب کے قتل کے لئے روانہ فرمایا تو آپ ﷺ ان کے ہمراہ بقیع غرقد تک خود تشریف لے گئے اور اللہ کے نام پر اُنہیں روانہ کیا اور ان کے حق میں اللہ تعالیٰ سے مدد کی دعا فرمائی۔

پہلے شاتمانِ رسول کے لئے مسلمانوں کو عفو ودر گزر کرنے کا حکم تھا!

امام بیہقی نے دلائل النبوة میں کعب بن مالک کی جس روایت کا ذکر فرمایا، اس میں گستاخانِ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بارے صبر و تحمل کے متعلقہ دو قرآنی آیات کا ذکر ہے۔ ایک آیتِ کریمہ سورۃ آل عمران اور دوسری سورۃ البقرۃ میں ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تا حکم ثانی ان کے عفو ودر گزر کا معاملہ تھا پھر اللہ وحدہ لاشریک نے ان کے ساتھ قتل و قتال کا حکم فرمایا۔

خود امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں باب باندھا ہے:

مبتدأ الإذعان بالقتال وما ورد بعده في نسخ العفو عن المشركين وأهل الكتاب بفرض الجهاد[1]

اسی طرح السنن الکبریٰ کی كتاب السير باب مبتدأ الإذن بالقتال بھی ملاحظہ کریں۔ اعلانِ قتال کی ابتدا اور اس کے بعد مشرکوں اور یہود و نصاریٰ کی معافی، جہاد کی فرضیت سے منسوخ ہوگئی۔ اس باب میں امام بیہقی نے پھر اس عفو و درگزر کے نسخ کے دلائل بیان فرمائے جن میں سے ایک مفصل صحیح حدیث وہ ذکر کی ہے جسے اُسامہ بن زید ؓ نے بیان کیا کہ

''رسول اللہ ﷺ اس گدھے پر سوار تھے جس پر فدک کی بنی ہوئی مخمل کی چادر پر زین کسی ہوئی تھی اور اُسامہ بن زید رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار تھے۔ آپ بنو حارث بن الخزرج میں واقعہ بدر سے پہلے سعد بن عبادہ ؓ کی عیادت کے لئے چلے تھے۔ آپ کا گزر ایک مجلس کے پاس سے ہوا جس میں عبداللہ بن اُبی بن سلول بھی تھا اور اس وقت ابھی عبداللہ بن اُبی بن سلول نے اسلام کا اظہار نہیں کیا تھا۔ اتفاق سے اس مجلس میں مسلمان،

---

① ۵۷۶/۲

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بت پرست، مشرکین اور یہودی ملے جلے بیٹھے تھے۔ اور مسلمانوں میں عبد اللہ بن رواحہ بھی تھے۔ جب مجلس کو سواری کے پاؤں سے اُڑنے والے غبار نے ڈھانپ لیا تو عبد اللہ بن اُبی نے اپنی ناک کو چادر سے چھپا لیا پھر کہنے لگا۔ تم ہمارے اوپر غبار نہ ڈالو۔ اللہ کے رسول ﷺ نے سلام کیا، پھر رُکے۔ سواری سے اُترے اور اُنہیں اللہ کے دین کی دعوت پیش کی اور ان پر قرآنِ کریم پڑھا۔ عبد اللہ بن ابی نے کہا: ارے میاں! تم جو بات کہہ رہے ہو، اس سے بہتر بات کوئی نہیں۔ اگر یہ حق ہے تو تم ہماری مجلس میں آکر ہمیں تکلیف نہ دو، اپنے گھر واپس پلٹ جاؤ اور جو آدمی تمہارے پاس آئے، اسے یہ کہانی سنانا۔ عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ! آپ ہماری مجالس میں آیا کریں ہم اس بات کو پسند کرتے ہیں۔ بس پھر مسلمان، مشرکین اور یہودی ایک دوسرے کو گالی گلوچ کرنے لگے۔ قریب تھا کہ ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑتے۔ آپ ﷺ مسلسل اُنہیں خاموش کراتے رہے یہاں تک کہ وہ چپ ہوگئے۔ پھر اللہ کے رسول ﷺ اپنی سواری پر سوار ہوئے اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئے۔ آپ ﷺ نے انہیں کہا: ''أيا سعد ألم تسمع ما قال أبو حباب يريد عبدالله بن أبي قال: كذا وكذا''

''اے سعد! کیا تم نے نہیں سنا جو اَبوحباب نے کہا؟ اس سے آپ ﷺ کی مراد عبد اللہ بن اُبی تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے ایسی ویسی باتیں کی ہیں۔ سعد بن عبادہ کہنے لگے: ''يارسول الله اعف عنه واصفح فو الذي عليك الكتاب لقد جاء الله بالحق الذى أنزل عليك ولقد اصطلح أهل هذه البحيرة على أن يتوجهوه فيعصبوه بالعصابة فلما ردّ الله بالحق الذى أعطاك شرق بذلك، فذلك الذي فعل به ما رأيت''

''اے اللہ کے رسول ﷺ! اس کو معاف کر دیں اور درگزر فرمائیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ پر کتاب نازل کی یقیناً اللہ تعالیٰ حق لے آیا ہے جو اس نے آپ ﷺ پر نازل کیا اور یقیناً اس مدینہ کی بستی والے اس حق کی طرف متوجہ ہونے اور اپنی برادری کے ساتھ اس کی مدد کرنے کو تیار ہوگئے۔ جب اللہ نے اس حق سے اسے پھیر دیا جو اس نے آپ ﷺ کو عطا کیا تو اس نے ازراہِ حسد اس سے انکار کیا اور جو کرتوت اس نے کیا، آپ ﷺ نے دیکھ لیا ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے اس سے درگزر کیا اور معاف کر دیا۔ آپ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مشرکوں اور یہود و نصاریٰ سے درگزر کرتے تھے اور ان کی تکالیف پر صبر کرتے تھے، جیسا کہ اللہ نے حکم دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَ لَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ مِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ۭ وَ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ①

''اور یقیناً تم ان لوگوں سے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اور ان لوگوں سے جنھوں نے شرک کیا، ضرور بہت سی ایذا سنو گے اور اگر تم صبر اور تقویٰ اختیار کرو تو بلاشبہ یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے۔'' اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ښ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا وَ اصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ②

''بہت سارے اہل کتاب چاہتے ہیں کاش وہ تمہیں تمہارے ایمان کے بعد پھر کافر بنادیں اپنے دلوں کے حسد کی وجہ سے، اس کے بعد کہ حق ان کے لئے خوب واضح ہوچکا۔ سو تم معاف کرو اور درگزر کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لے آئے بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر کمال قدرت والا ہے۔''

اس کے بعد اُسامہ بن زید اپنی اس طویل حدیث میں بیان کرتے ہیں:

''وکان رسول الله ﷺ یتأول في العفو ما أمره الله عزوجل به حتی أذن الله فیهم فلما غزا رسول الله ﷺ بدرًا و قتل الله به من قتل من صنادید قریش''

''نبی کریم ﷺ درگزر سے کام لیتے تھے جس کا اللہ نے آپ کو حکم دیا، یہاں تک کہ جب ان کے بارے اللہ نے آپ کو اجازت دی۔ پھر جب آپ نے غزوۂ بدر لڑا اور اللہ تعالیٰ نے اس غزوے میں جن قریش کے کافر سرداروں کو قتل کرنا تھا، قتل کرادیا۔''

پھر عبد اللہ بن اُبي اور اس کے بت پرست مشرک ساتھیوں نے کہا: یہ ایسا دین ہے جو غالب ہو کر رہے گا تو اُنہوں نے آپ ﷺ کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کرلی اور اسلام میں داخل ہوگئے۔'' ③

---

① آل عمران:١٨٦

② البقرة:١٠٩

③ دلائل النبوة:٥٧٦/٧، ٥٧٨، صحیح البخاري (٤٥٦٦) مع فتح الباري:١٧/١٠،صحیح مسلم:١٧٩٨/١١٦، مسنداحمد:٢٠٢/٥، تاریخ مدینة لعمر بن شبه: ٣٥٨/١، السنن الکبری للنسائي (٧٥٠٢)، مسند الشامیین (٢٦٨)، المصنف لعبد الرزاق(٩٧٨٤) تفسیر ابن کثیر: ١٦٠/٢، ١٦١، تفسیر الدرّ المنثور: ٥٥٧/١

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

◉ اسی طرح امام ابن ابی حاتم رازی نے اُسامہ بن زید سے مختصراً یہی روایت بیان کی ہے:

"كان النبي ﷺ وأصحابه يعفون عن المشركين وأهل الكتاب كما أمرهم الله ويصبرون على الأذى قال الله تعالى: وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا قال: وكان رسول الله ﷺ يتأول في العفو ما أمره الله به حتى أذن الله فيهم" ①

"نبی اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مشرکوں اور یہود و نصاریٰ سے اللہ کے حکم کے مطابق عفو و درگزر کرتے اور ان کی تکالیف پر صبر کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اور آپ یقیناً ان لوگوں سے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اور اُن لوگوں سے جنھوں نے شرک کیا، ایذا اور تکلیف دہ باتیں سنو گے۔" اُسامہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ ان سے عفو و درگزر سے کام لیتے تھے جس کا اللہ نے آپ کو حکم دیا تھا، یہاں تک کہ ان کے بارے اللہ نے اجازت دے دی۔"

امام ابن کثیر فرماتے ہیں: وهذا إسناد صحيح یہ سند صحیح ہے۔

تفسیر ابن کثیر میں حتى أذن الله فيهم کے بعد یہ الفاظ ہیں: "بالقتل فقتل الله به من قتل من صناديد قريش" "یہاں تک کہ اللہ نے ان کے متعلق قتل کی اجازت دے دی پھر قریش کے سرداروں میں سے جن کو قتل کرنا تھا، اللہ نے قتل کر دیا۔"

ان احادیثِ صحیحہ میں حتى أذن الله فيهم یہاں تک کہ ان کے متعلق اللہ نے اجازت دے دی، سے مراد قتال کی اجازت ہے۔

◉ حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

قوله: (حتى أذن الله فيهم) أي في قتالهم أي فترك العفو عنهم ②

"حدیث میں حتى أذن الله فيهم سے مراد ان کے ساتھ عفو و درگزر کو ترک کر کے قتال کرنے کی اجازت مراد ہے۔"

◉ شیخ الاسلام زکریا انصاری رقم طراز ہیں:

"حتى أذن فيهم" أي في قتالهم فترك العفو عنهم ③

---

① تفسير ابن أبي حاتم الرازي:٣/٨٣٤(٤٦١٨) تفسير ابن كثير:٢/١٦٠

② فتح الباري:١٠/٢٠

③ تحفة الباري بشرح صحيح البخاري :٥/٤٨

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو ان کفار یہود و نصاری اور مشرکین کے بارے میں قتال کی اجازت دے دی تو آپ ﷺ نے ان کے ساتھ معافی ودرگزر کو ترک کردیا۔"

سورہ آلِ عمران کی مذکورہ بالا آیت کریمہ کی تفسیر صحیح حدیث سے واضح ہوگئی کہ عفو ودرگزر اور معافی کا حکم قتال فی سبیل اللہ کا حکم آنے سے قبل کا معاملہ تھا جب جہاد وقتال والا حکم آگیا تو پھر گستاخانِ اللہ اور رسول ﷺ کی معافی والا معاملہ منسوخ ہوگیا اور ان کے قتل وقتال کا حکم وارد ہوگیا۔

اسی طرح مندرجہ بالا بحث میں سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۱۰۹ کا ذکر بھی آیا ہے:

◉ حبر الامہ ترجمان القرآن سیدنا عبداللہ بن عباسؓ سے اس کی یہ تفسیر مروی ہے:

فَاعْفُوْا وَ اصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ "معاف کرو اور درگزر کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم لے آئے، یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر کمال قدرت والا ہے۔" یہ عفوودرگزر کا حکم اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے ساتھ منسوخ ہوگیا: فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ① "مشرکوں کو قتل کرو جہاں بھی تم ان کو پاؤ۔"

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ لَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّ هُمْ صٰغِرُوْنَ ②

"اور ان لوگوں سے قتال کرو جو اللہ تعالیٰ اور قیامت والے دن پر ایمان نہیں رکھتے اور ان چیزوں کو حرام نہیں سمجھتے جنہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام قرار دیا ہے اور نہ ہی دین حق کو اختیار کرتے ہیں ان لوگوں میں سے جو کتاب دیئے گئے یہاں تک کہ وہ ہاتھ سے جزیہ دیں اور وہ ذلیل وخوار ہوں۔"

ابن عباسؓ فرماتے ہیں: فنسخ هذا عفوه عن المشركين ③

---

① التوبة: ٥

② التوبة:٢٩

③ ملاحظہ ہو: صحيفة علي بن أبي طلحة في تفسير القرآن ص٨٦ ، السنن الكبرى للبيهقي:٩/ ١١،دلائل النبوة للبيهقي:٢/ ٥٨٢، تفسير ابن كثير:١/ ٣٣٥، التفسير الطبري:٢/ ٤٢٤، تفسير الدر المنثور:١/ ٥٥٨ (علامہ سیوطی نے اسے ابن جریر طبری، ابن ابی حاتم،

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اس نے مشرکوں کے بارے میں آپ کی معافی کو منسوخ کر دیا ہے۔"

◉ امام ابن کثیر فرماتے ہیں:

وكذا قال ابوالعالية والربيع بن أنس وقتاده والسدي إنما منسوخة بآية السيف ويرشد إلى ذلك أيضاً قوله تعالى حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ①

"یہی قول ابو العالیہ، ربیع بن انس، قتادہ اور سدی کا ہے کہ آیتِ سیف کے ساتھ یہ حکم منسوخ ہو چکا ہے اور اس کی راہنمائی اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ بھی کرتا ہے کہ "یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لے آئے" یعنی حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ کا ارشادِ گرامی بھی اس کے منسوخ ہونے پر دلیل ہے۔"

☜ سورۃ البقرۃ کے مذکورہ مقام سے پہلے آیت نمبر ۱۰۴ میں مشرکین اور یہود کی شانِ رسالت میں گستاخی کا ذکر ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْا ؕ وَ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

"اے ایمان والو تم رَاعِنَا مت کہو اور اُنْظُرْنَا کہو اور سنو۔ اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔"

یہودی اور مشرک لفظ راعنا کو بگاڑ کر راعینا وغیرہ بنا دیتے یعنی ہمارا چرواہا۔ یا اور اس قسم کے توہین آمیز کلمات و معانی اختیار کرتے تو اللہ نے اہل ایمان کو تعلیم دیتے ہوئے فرمایا راعنا کی بجائے اُنظرنا کہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس لفظ کا استعمال ہی درست قرار نہیں دیا جس سے توہین رسالت کا پہلو نکلتا ہو۔ اور ایسے گستاخوں کے لئے عذابِ الیم کی وعید بیان کی اور تا حکم ثانی صبر و تحمل اور معافی و درگزر کا حکم دیا جو بعد ازاں سیف والی آیات کے ساتھ منسوخ کر کے گستاخوں کی سزا قتل تجویز کی۔

☜ اور اسی گستاخی کا ذکر سورۃ النساء کی آیت نمبر ۴۶ میں کیا کہ وہ نبی ﷺ کی توہین بھی کرتے اور دین اسلام میں طعنہ زن ہوتے ہیں۔ وہاں پر بھی اللہ نے ان پر اپنی لعنت کا ذکر کیا اور ملعونین کی سزا کے بارے پیچھے آپ پڑھ چکے ہیں کہ وہ واجب القتل ہیں۔

ابن مردویہ اور دلائل النبوۃ للبیہقی کی طرف منسوب کیا ہے)

① تفسیر ابن کثیر: ۳۳۶/۱

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی بات کی تفصیل امام مفسرین ابن جریر طبری نے اپنی تفسیر ''جامع البیان عن تاویل آی القرآن'' المعروف بہ تفسیر طبری:۲/ ۴۲۳، ۴۲۴ میں بیان کی ہے۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ سورہ توبہ قرآن حکیم کی وہ سورت ہے جو سب سے آخر میں نازل ہوئی جیسا کہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''وآخر سورة نُزلت براءة''[1]

لہٰذا اب کفار و مشرکین، یہود و نصاری اگر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی گستاخی کا ارتکاب کریں اور دین اسلام میں طعن و تشنیع سے کام لیں تو اُنہیں معافی نہیں دی جائے گی ان کا علاج صرف اسلام کی تلوار ہے۔ ایسے افراد واجب القتل ہیں، انہیں اللہ کی زمین پر زندہ رہنے کا حق نہیں ہے۔

☜ بعض احادیثِ صحیحہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایسے گستاخوں کے قتل و ذبح کا حکم آپ ﷺ کو مکہ میں ہی معلوم ہو چکا تھا، لیکن اس کی باقاعدہ تنفیذ مدینہ طیبہ میں آکر ہوئی، جیسا کہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

> ''اُن سے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے کسی ایسے سخت واقعہ کے متعلق خبر دو جو مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روا رکھا ہو اور ان کی عداوتِ رسالت کا آئینہ دار ہو۔ تو بتانے لگے کہ میں ان میں موجود تھا کہ ایک دن قریش کے چوہدری حطیم میں جمع ہوئے اور اُنہوں نے رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا اور کہنے لگے: جتنا ہم نے اس شخص پر صبر کیا ہے، کسی اور پر کبھی ایسا صبر ہم نے نہیں دیکھا۔ اس نے ہمارے دانشوروں کو بے وقوف کہا اور ہمار باپ دادا کو بُرا بھلا کہا اور ہمارے دین پر عیب لگایا اور ہماری جماعت کو منتشر کیا اور ہمارے معبودوں کو گالی دی۔ ہم نے اس کے بارے بہت زیادہ صبر کر لیا ہے۔ اسی دوران وہاں سے رسول اللہ ﷺ کا گزر ہوا۔ آپ چلتے ہوئے آگے بڑھے یہاں تک کہ حجر اسود کا استلام کیا اور بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے ان کے پاس سے گزرے جب آپ کا گزر ان کے پاس سے ہوا تو وہ آپ کی باتوں میں عیب جوئی کرتے ہوئے ایک دوسرے کو آنکھوں سے اشارہ کرنے لگے تو میں نے اس بات کے اثرات نبی مکرم ﷺ کے چہرۂ مبارک پر پہچان لئے پھر آپ آگے گزر گئے۔ پھر جب دوسرے چکر پر ان کے پاس سے گزرے تو اُنہوں نے پہلے جیسی حرکت کی۔ پھر میں ناگواری کے اثرات آپ کے

[1] صحيح البخاري مع فتح الباري: ١٠/١٦١(٤٦٥٤)، تفسير ابن كثير: ٣/٣٤٦

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چہرے پر پہچان گیا۔ پھر آپ آگے گزر گئے۔ پھر جب تیسرے چکر پر آپ ان کے پاس سے گزرنے لگے تو اُنہوں نے پہلے جیسی پھر حرکت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: «تسمعون يا معشر قريش! أما والذي نفس محمد بيده لقد جئتكم بالذبح» ''اے قریش کے گروہ! تم سنتے ہو، اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے یقیناً میں تمہارے پر ذبح کا حکم لے کر آیا ہوں'' اور ایک روایت میں ہے: «ما أرسلت إليكم إلا بالذبح وأشار بيده إلى حلقه» ''نہیں میں تمہاری طرف بھیجا گیا مگر ذبح کے حکم کے ساتھ اور آپ نے اپنے حلق کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔''[1]

اس صحیح حدیث سے بھی واضح ہو گیا کہ گستاخانِ رسول اور شاتمانِ نبی کی سزا یہی ہے کہ انہیں ذبح کر دیا جائے اور قرآن حکیم کی رو سے وہ بُری طرح قتل کر دیئے جائیں۔ نبی اکرم ﷺ کو مکہ کی زندگی میں کفار و مشرکین کی طرف سے بہت ستایا گیا۔ مصائب و آلام سے دوچار کیا گیا اور ایذا رسانی اور گستاخی کی کافروں نے حد کر دی اور کعبۃ اللہ میں کبھی آپ کے اوپر حالتِ نماز میں اونٹنی کی بچہ دانی لا کر ڈال دی جاتی[2] کبھی آپ کے گلے میں کپڑا ڈال کر گھونٹا جاتا[3] الغرض ہر طرح سے گستاخی کا ایک تسلسل تھا۔ لیکن ابتدا میں آپ کو صبر و تحمل اور عفو و درگزر کا حکم تھا۔ پھر اس کے بعد اس حکم کو منسوخ کر کے ایسے گستاخوں کے لئے قتل و قتال کا حکم آ گیا۔ اس کی مزید تفصیل کے لئے امام بیہقی کے 'دلائل النبوۃ' اور السنن الکبریٰ کی کتاب السير باب ماجاء فی نسخ العفو عن المشركين اور امام شافعی کا 'الرسالہ' وغیرہ ملاحظہ کریں۔

---

① مسند الإمام أحمد:١١/٦١٠(٧٠٣٦)، صحيح ابن حبان(١٦٨٥)، مسند أبي يعلى:١٣/٣٢٥ (٧٣٣٩) بتحقيق حسين سليم أسد، المصنف ابن ابي شيبة: كتاب المغازي:١٤/٢٩٧ (١٨٤١٠)، دلائل النبوة لأبي نُعيم الأصبهاني:١/٢٠٩ (١٥٩)، دلائل النبوة للبيهقي:٢/٢٧٥، ٢٧٦، تغليق التعليق لابن حجر العسقلاني :٤/٨٦، مجمع الزوائد:٦/١٠ بتحقيق عبد الله محمد الدرويش، خلق أفعال العباد للامام البخاري (٢٣٤) ٨٦، ٨٧، فتح الباري :٨/٥٧٥، امام بخاری نے بھی اپنی صحیح میں کتاب مناقب الانصار باب ما لقي النبي ﷺ وأصحابه من المشركين بمكة نمبر(٣٨٥٦) حدیث کے تحت اس روایت کی طرف توجہ دلائی ہے۔

② صحيح البخارى:٢٤٠

③ صحيح البخارى :٣٨٥٦

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ بالا تفصیل سے درج ذیل نکات واضح ہوتے ہیں:

① اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت دینا حرام ہے۔

② رسول اللہ ﷺ کو اذیت دینا اللہ تعالیٰ کو اذیت دینے کے مترادف ہے۔

③ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت دینے والے ملعون ہیں۔

④ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت دینے والوں کے لئے دنیا اور آخرت دونوں جہانوں میں سزا اور عقاب ہے۔

⑤ ان گستاخوں کی سزا عام مسلمانوں کو اذیت دینے سے کہیں بڑھ کر اور علیحدہ ہے۔

⑥ اہل ایمان پر بہتان تراشی صریح گناہ اور اذیت دینا حرام ہے۔

⑦ ان ملعونوں کی یہ سزا ہے کہ جہاں پائے جائیں بُری طرح قتل کر دیئے جائیں۔

⑧ نبی کریم ﷺ نے کعب بن اشرف یہودی کے قتل کی علت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت دینا بیان کی ہے۔

⑨ کعب بن اشرف یہودی نقض عہد وپیمان اور نبی کریم ﷺ کے دشمنوں کا مددگار اور اپنے شعروں میں آپ کی گستاخی کرنے والا تھا، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا کھلا دشمن تھا۔

⑩ آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کے قتل کا ذمہ لیا اور حُب رسول ﷺ کا مظاہرہ گستاخ رسول کو قتل کرکے کیا۔

⑪ نبی ﷺ نے گستاخوں کے قتل کا حکم نامہ بھی جاری کیا اور اس کیلئے لشکر خود روانہ کیا۔

⑫ اس لشکر کو اللہ کے نام پر روانہ فرمایا اور اللہ تعالیٰ سے ان کی مدد کے لئے دعا بھی کی۔

⑬ جب آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو اہل مدینہ ملے جلے لوگ تھے۔ مسلمان، یہودی اور مشرکین مدینہ میں قیام پذیر تھے۔

⑭ آپ ﷺ نے اپنی تشریف آوری پر بلا امتیاز سب کی خیر خواہی اور اصلاح کا ارادہ فرمایا۔

⑮ آپ ﷺ کی آمد مبارک پر مشرکین اور یہود نے آپ کو اذیت دی بلکہ اذیت کی حد کردی۔

⑯ ابتدا میں اللہ تعالیٰ نے ان کی ایذا رسانی اور گستاخی پر صبر و تحمل اور عفو و درگزر کا حکم فرمایا اور اس صبر و تحمل اور عفو و درگزر کی غایت حکم ثانی تک رہی جو کہ حتىٰ يأتي الله بأمره کی نص قطعی سے واضح ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑰ جب کعب بن اشرف رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو اذیت پہنچانے سے باز نہ آیا تو پھر نبی ﷺ نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس کے قتل کے لئے لشکر روانہ کریں۔

معلوم ہوا کہ گستاخانِ رسول کے ساتھ ابتدائے زمانہ میں عفو ودرگزر اوران کی تکالیف اور ایذا رسانی پر صبر و تحمل کا حکم تھا۔ لیکن بعد میں قتل کی اجازت وارد ہوئی، تبھی اللہ کے رسول ﷺ نے کعب بن اشرف کے قتل کے لئے لشکر روانہ کیا۔

ساری تفصیل سے پتہ چلا کہ اللہ کے قرآن میں گستاخِ رسول کی سزا کا قانون موجود ہے اور معافی دینے والے حضرات کے موقف کا بھی ردّ ہوگیا کہ یہ ابتدائی دور میں معاملہ تھا، بعد میں قتل کا حکم آچکا۔ لہٰذا گستاخ رسول خواہ یہودی ہو یا عیسائی، ہندو ہو یا مسلم، جب گستاخی کا ارتکاب کرے گا تو واجب القتل ہے، حد قتل کی معافی نہیں ہوگی۔ بالخصوص توہین رسالت پر، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی گستاخی عام لوگوں کی طرح نہیں ہے۔ اس کے ساتھ بہت سارے حقوق مل جاتے ہیں، جیسے:

① اللہ کا حق: جب کوئی شخص اللہ کے رسول ﷺ کی گستاخی کا مرتکب ہوتا ہے تو اس نے اللہ کے سب سے بڑے ولی کی گستاخی کرکے اللہ سے اعلانِ جنگ کیا ہے۔

② اس نے اللہ کی کتاب اور اس کے دین میں طعن کیا ہے اس لئے کہ اللہ کے دین اور کتاب کی صحت رسالت و نبوت کی صحت پر موقوف ہے۔ توہین رسالت کرکے وہ دین اسلام اور کتاب اللہ کی توہین کا بھی مرتکب ہوا ہے۔

③ یہ اللہ کی اُلوہیت میں بھی طعن ہے۔ اس لئے کہ رسالت و نبوت پر طعن و تشنیع اللہ کی اُلوہیت میں تشنیع ہے جس نے اپنے نبی اور رسول ﷺ کو مبعوث کیا۔ رسول کی تکذیب اللہ کی تکذیب ہے، اللہ کے نبی کے حکم و معنی کا انکار اللہ کے حکم کا انکار ہے۔

④ یہ تمام اہل ایمان کے حق پر ڈاکہ اور سب و شتم ہے۔ اس لئے کہ تمام اہل ایمان رسول اللہ ﷺ اور آپ سے پہلے تمام انبیاء و رُسل علیہم السلام پر بلا امتیاز ایمان رکھتے ہیں۔ اس لئے رسالت و نبوت کی توہین کرکے تمام اہل ایمان کو تکلیف دی جاتی ہے۔ نبوت و رسالت کی گستاخی اہل ایمان کے ہاں ان کے والدین، عزیز و اقارب، آباء و ابنا، خاندان و برادری کی گستاخی سے کہیں بڑھ کر ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ کی عزت و حرمت اہل

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایمان کو اپنی جانوں سے بھی زیادہ عزیز ہے۔[1]

ان آیات بینات کے علاوہ بھی بہت ساری آیات اس مسئلہ کے متعلق وارد ہیں جن کا ذکر کرنا طوالت کا باعث ہے۔ تفصیل کے لئے 'الصارم المسلول علی شاتم الرسول ﷺ' از شیخ الاسلام والمسلمین امام ابن تیمیہ اور 'توہین رسالت کی شرعی سزا' از شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز وغیرہما ملاحظہ کریں۔

توہین رسالت کی سزا: احادیث کی روشنی میں

کتبِ احادیث وسنن میں اس موضوع پر کئی ایک احادیثِ صحیحہ و آثارِ حسنہ موجود ہیں۔ کعب بن اشرف یہودی کے قتل کے بعد نبی کریم ﷺ نے ابورافع عبداللہ بن ابی الحقیق جسے سلام بن ابی الحقیق بھی کہا جاتا ہے، کے قتل کی اجازت دی۔

① **کعب بن اشرف کا قتل:** اس بارے میں پیچھے کافی تفصیل گزر چکی ہے۔

② **ابورافع کا قتل:** امام بخاریؒ نے صحیح بخاری[2] میں اس روایت کو مفصل ذکر کیا ہے۔

◉ امام المغازی وامیر المومنین فی الحدیث امام محمد بن اسحق فرماتے ہیں:

ولما انقضى شأن الخندق وأمر بنى قريظة وكان سلام بن أبي الحقيق وهو أبو رافع فيمن حزب الأحزاب على رسول الله ﷺ وكانت الأوس قبل أحد قتلت كعب بن الأشرف في عداوته لرسول الله ﷺ وتحريضه عليه استأذنت الخزرج رسول الله ﷺ في قتل سلام بن أبي الحقيق وهو بخيبر فأذن لهم.[3]

"جب غزوۂ خندق اور بنو قریظہ کے یہود کا معاملہ پورا ہوگیا۔ سلام بن ابی الحقیق ابورافع یہودی ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے خلاف اتحادیوں کو جمع کیا تھا۔ اُحد سے پہلے اَوس قبیلے کے لوگوں نے کعب بن اشرف کو رسول اللہ ﷺ کی عداوت اور لوگوں کی وجہ سے قتل کیا تھا تو خزرج والوں نے ابورافع یہودی کے قتل کی

---

① ملاحظہ ہو: الصارم المسلول على شاتم الرسول لابن تيمية: ٥٣١/٤، ٥٣٢

② صحيح البخاري: كتاب المغازي، باب قتل أبي رافع ٤٠٣٨، ٤٠٣٩، ٤٠٤٠

③ السيرة النبوية لابن إسحق: ص٤٣٠، البداية والنهاية: ٣٤٠/٤، دلائل النبوة للبيهقي: ٤/ ٣٣، فتح الباري: ١٠٣/٩

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجازت رسول اللہ ﷺ سے طلب کی اور اس وقت ابو رافع خیبر میں تھا تو آپ ﷺ نے اس کے قتل کی اجازت دی۔"

◉ اور امام حاکم کی الإكليل اور امام ابن اسحٰق کی السيرة النبوية میں ہے کہ

"جس لشکر کو رسول ﷺ نے ابو رافع یہودی کے قتل کے لئے روانہ کیا تھا، ان میں عبد اللہ بن عتیک، عبد اللہ بن انیس، ابو قتادہ، حارث بن ربعی اور مسعود بن سنان شامل تھے۔"①

◉ ابو رافع کے قتل کا سبب بھی ایذائے رسول تھا جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے:

وكان أبو رافع يؤذي رسول الله ﷺ ويعين عليه②

"ابو رافع رسول اللہ ﷺ کو اذیت دیتا اور آپ کے خلاف تعاون کرتا تھا۔"

◉ ابن حجر عسقلانی نے ذکر فرمایا ہے کہ

"عروہ فرماتے ہیں ابو رافع غطفان وغیرہ مشرکینِ عرب کو رسول اللہ ﷺ کے خلاف بہت زیادہ مالی معاونت کرتا تھا۔"③

اس سے معلوم ہوا کہ اذیتِ رسول اور رسالت مآب ﷺ کے خلاف لوگوں کو اُبھارنے اور مالی سپورٹ کرنے کی وجہ سے ابو رافع یہودی کو قتل کیا گیا۔ پھر اس سے اوس و خزرج کے قبائل کا گستاخانِ رسول کے تعاقب میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کا عزم بھی معلوم ہوتا ہے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ کے خلاف بولنے والی زبان، دشمنانِ رسالت کے معاونین خواہ مالی سپورٹر ہوں یا زبانی کلامی، واجب القتل ہو جاتے ہیں۔ آج مسلمانانِ عالم کو گستاخانِ رسول کے تعاقب میں ایک دوسرے سے بڑھ کر حریص اور میدانِ کارزار میں کود جانے کا کردار اَدا کرنے کی شدید حاجت وضرورت ہے۔

③ **شاتمہ کا قتل:** عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک نابینے کی اُمّ ولد تھی جو نبی کریم ﷺ کو گالیاں بکتی اور آپ کی شان میں گستاخی کا ارتکاب کرتی تھی۔ وہ نابینا صحابی رضی اللہ عنہ اسے منع کرتا تھا، وہ باز نہ آتی تھی۔ اسے ڈانٹتا تھا وہ سمجھتی نہ تھی۔ ایک رات جب وہ نبی کریم ﷺ کی بدگوئی کرنے لگی تو اُس نے برچھا پکڑا تو اسے اس کے پیٹ پر رکھ دیا

---

① فتح الباري :۹/۱۰۳
② الرقم:٤٠٣٩
③ فتح الباري:۹/۱۰٤

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اُس پر اپنا بوجھ ڈالا اور اسے قتل کر دیا۔ جب یہ بات نبی کریم ﷺ کو معلوم ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: «ألا اشهدوا إن دمها هدر» ①

''خبر دار، گواہ ہو جاؤ اس لونڈی کا خون ضائع ورائیگاں ہے۔''

علامہ البانیؒ اس حدیث کے بارے فرماتے ہیں: إسناده صحيح على شرط مسلم ② ''اس کی سند مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔''

اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی کو سب و شتم کرنے والی عورت بھی ہو تو اسے معافی نہیں دی جائے گی اس کو قتل کیا جائے گا اور اس کا خون رائیگاں اور بے کار ہو گا، کوئی قصاص وبدلہ نہیں اور نہ ہی دیت ہے۔

علامہ شمس الحق عظیم آبادیؒ فرماتے ہیں:

وفيه دليل على أن الذمي إذا لم يكف لسانه عن الله ورسوله فلا ذمة له فيحل قتله ③

''اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ ذمی جب اللہ اور رسول ﷺ کے بارے اپنی زبان بند نہیں کرتا تو اس کا کوئی عہد وپیمان نہیں اس کا قتل حلال ہو جاتا ہے۔'' ④

④ **مشرکہ شاتمہ کا قتل:** عمیر بن اُمیہ کی ایک بہن تھی اور عمیر جب نبی کریم ﷺ کی طرف نکلتے تو وہ اُنہیں رسول اللہ ﷺ کے بارے اذیت دیتی اور نبی کریم ﷺ کو گالیاں بکتی اور وہ مشرکہ تھی۔ اُنہوں نے ایک دن تلوار اُٹھائی پھر اس بہن کے پاس آئے، اسے تلوار کا وار کرکے قتل کر دیا۔ اس کے بیٹے اُٹھے، اُنہوں نے چیخ وپکار کی اور کہنے لگے کہ ہمیں معلوم ہے، کس نے اسے قتل کیا ہے؟ کیا ہمیں امن و امان دے کر قتل کیا گیا ہے؟ اور اس قوم کے آباء و اجداد اور مائیں مشرک ہیں۔ جب عمیر رضی اللہ عنہ کو یہ خوف لاحق ہوا کہ وہ اپنی ماں کے بدلے میں کسی کو ناجائز قتل کر دیں گے تو وہ نبی

---

① سنن أبي داود (٤٣٦١)، سنن النسائي (٤٠٧٥)،سنن الدارقطني:٣/١١٢، ١١٣ و٤/٢١٧، المطالب العالية (٢٠٤٦)، إتحاف الخيرة المهرة للبوصيرى(٤٦١٠)

② إرواء الغليل:٥/٩٢

③ عون المعبود:٤/٢٢٦

④ نیز دیکھیں: فتح الودود في شرح سنن أبي داود لأبي الحسن السندي:٤/٢٧٦

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریم ﷺ کے پاس گئے اور آپ کو خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا: «أقتلت أختك» کیا تم نے اپنی بہن کو قتل کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ آپ ﷺ نے کہا: «ولم؟» تم نے اسے کیوں قتل کیا تو اُنہوں نے کہا: إنها كانت تؤذيني فيك ''یہ مجھے آپ کے بارے میں تکلیف دیتی تھی۔'' تو نبی ﷺ نے اس کے بیٹوں کی طرف پیغام بھیجا اور ان سے پوچھا تو اُنہوں نے کسی اور کو قاتل بنایا۔ پھر آپ ﷺ نے ان کو خبر دی اور اس کا خون رائیگاں قرار دیا تو اُنہوں نے کہا: ہم نے سنا اور مان لیا۔''①

⑤ گستاخِ رسول ابو جہل کا انجام: سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے کہا: میں بدر والے دن صف میں کھڑا تھا۔ میں نے اپنے دائیں بائیں جانب نظر ڈالی تو دیکھا کہ میرے دونوں طرف دو نوجوان انصاری لڑکے کھڑے ہیں۔ میں نے تمنا کی: کاش! میرے نزدیک کوئی طاقتور اور مضبوط آدمی ہوتے۔ ان میں سے ایک مجھے میرے پہلو میں ہاتھ مار کر کہنے لگا:

يا عم! هل تعرف أباجهل؟ ''چچا! کیا تم ابو جہل کو پہچانتے ہو؟'' میں نے کہا: ہاں، بھتیجے! تمہیں اس کی کیا غرض ہے؟ اُس نے کہا: أُخبرت أنه يسبّ رسول الله ﷺ والذي نفسي بيده لئن رأيته لا يفارق سوادی سواده حتى يموت الأعجل منا

''مجھے خبر دی گئی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو گالی دیتا ہے۔ اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر میں نے اسے دیکھ لیا تو میرا جسم اس کے جسم سے اتنی دیر تک جدا نہیں ہوگا جب تک ہم میں سے جس کو جلدی موت آنی ہے، آجائے۔''

عبدالرحمن بن عوف فرماتے ہیں کہ مجھے اس نوجوان لڑکے کے جذبات پر بڑا تعجب ہوا۔ پھر مجھے دوسرے لڑکے نے بھی اسی طرح پہلو میں ہاتھ مارا اور اُس جیسی بات کہی۔ اتنے میں میری نظر ابو جہل پر پڑی۔ وہ لوگوں میں گھوم رہا تھا۔ میں نے کہا: کیا تم دیکھتے نہیں کہ وہ ابو جہل ہے جس کے بارے میں تم دونوں سوال کر رہے تھے۔ ابن عوف کہتے ہیں: وہ دونوں جلدی سے اس کی طرف دوڑے اور دونوں نے اس پر تلوار کا وار کیا یہاں تک کہ اسے جہنم رسید کر دیا۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آکر آپ کو خبر دی۔ آپ ﷺ نے پوچھا

① المعجم الكبير ١٧/ ٦٤(١٢٤)، مجمع الزوائد:٦/ ٣٩٨ (١٠٥٧٠)، أسد الغابة:٤/ ٢٧٣، الإصابة:٤/ ٥٩٠

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

«أيكما قتله؟» تو دونوں میں سے کس نے اس کو قتل کیا؟ اُن دونوں میں ہر ایک کہنے لگا: ''أنا قتلته'' میں نے اسے قتل کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: «هل مسحتما سيفيكما؟» ''کیا تم دونوں اپنے تلواریں صاف کر دی ہیں؟ اُنہوں نے کہا: نہیں آپ ﷺ نے ان دونوں تلواروں پر نظر دوڑائی اور فرمایا: «كلا كما قتله» تم دونوں نے اسے قتل کیا ہے اور ابو جہل کا پہنا ہوا سامان وغیرہ معاذ بن عمرو بن الجموع کو عطا کر دیا۔

اور وہ دونوں نوجوان لڑکے معاذ بن عمرو بن جموع اور معاذ بن عفراء تھے۔ ①

اور صحیح البخاري ② میں ہے کہ عبد اللہ بن عوف کہتے ہیں: ''فأشرت لهما إليه فشدّا عليه مثل الصقرين حتى ضرباه وهما ابنا عفراء''

''میں نے ابو جہل کی طرف ان دونوں کو اشارہ کیا۔ وہ دونوں لڑکے دو عقابوں کی طرح اس پر شدت سے ٹوٹ پڑے یہاں تک کہ اسے واصل جہنم کر دیا اور وہ دونوں عفراء کے بیٹے تھے۔''

⑥ **یہودیہ کا قتل:** اس کی تائید سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے:

''أن يهودية كانت تشتم النبي ﷺ وتقع فيه فخنقها رجل حتى ماتت فأبطل رسول الله ﷺ دمها'' ③

''بلا شبہ ایک یہودیہ عورت نبی کریم ﷺ کو گالیاں دیا کرتی اور آپ کے بارے میں نازیبا کلمات کہا کرتی تھی۔ ایک آدمی نے اس کا گلا گھونٹ دیا یہاں تک کہ وہ مرگئی تو اللہ کے رسول ﷺ نے اس کا خون باطل قرار دیا۔''

اس روایت کے بارے میں علامہ البانیؒ نے فرمایا ہے: إسناده صحيح على شرط الشيخين ④ ''اس کی سند بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔''

یہ حدیث ہم نے بطورِ شاہد اور تائید ذکر کی ہے۔

---

① صحيح مسلم:١٧٥٢/٤٢، صحيح البخاري (٣١٤١) مع فتح الباري:٤٢٢/٧، مسند أحمد: ٣/ ٢٠٧(١٦٧٣)، صحيح ابن حبان(٤٨٤٠) ١٧٢/١١، مسند أبي يعلى (٨٦٦) ١٧٠/٢، المستدرك على الصحيحين للامام الحاكم:٤٢٥/٣، السنن الكبرى للبيهقي:٣٠٥/٦، ٣٠٦، البحر الذخار المعروف بمسند البزار:٢٢٥/٣ (١٠١٣)، مسندالشاشي:(٢٤٨)/٢٧٩

② رقم الحديث:٣٩٨٨

③ سنن أبي داود (٤٣٦٢)، السنن الكبرى للبيهقي:٦٠/٧، ٢٠٠/٩، ٣٧٥/٩

④ إرواء الغليل:٩١/٥، تحت رقم ١٢٥١

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑦ **حد قتل صرف مرتکبِ توہین رسالت کے لیے:** ابوبرزہ کہتے ہیں: میں ابو بکر صدیق کے پاس تھا، وہ کسی آدمی پر بہت زیادہ ناراض ہوئے۔ میں نے کہا: اے خلیفۃ الرسول! مجھے اجازت دیں، میں اس کی گردن مار دوں۔ میری اس بات نے ان کا غصہ ختم کر دیا۔ ابو بکر صدیق اُٹھے اور گھر چلے گئے اور مجھے پیغام بھیجا اور کہا: تم نے ابھی کیا کہا تھا۔ میں نے کہا: مجھے اس کی گردن مارنے کی اجازت دیں۔ کہنے لگے: اگر میں تمہیں اس بات کا حکم دیتا تو کیا واقعی تم یہ کام کر گزرتے۔ میں کہا: ہاں۔ تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لا واللہ ما كانت لبشر بعد محمد ﷺ ①

''نہیں۔ اللہ کی قسم! محمد ﷺ کے بعد کسی بشر کو یہ مقام حاصل نہیں۔''

⑧ **توہین رسالت کے مرتکب عیسائی کو سزا:** کعب بن علقمہ کہتے ہیں کہ غرفہ بن الحارث کندی کے پاس سے ایک عیسائی گزرا تو اُنہوں نے اسے اسلام کی دعوت پیش کی تو اُس عیسائی نے رسول اللہ ﷺ کی اہانت کی۔ غرفہ کندی رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ اُٹھایا اور اس کی ناک پھوڑ دی۔ یہ کیس عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا تو عمرو فرمانے لگے: ہم نے ان کو عہد و پیمان دیا ہے (یعنی ان کی حفاظت ہم پر لازم ہے) غرفہ کندی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

معاذ الله أن نكون أعطيناهم على أن يظهروا شتم النبي ﷺ إنما أعطيناهم على أن نخلي بينهم وبين كنائسهم يقولون فيها ما بدا لهم وأن لا نحملهم مالا يطيقون وإن أرادهم عدد قاتلناهم من ورائهم ونخلي بينهم و بين أحكامهم إلا أن ياتوا راضين بأحكامنا فنحكم بينهم بحكم الله وحكم رسوله وإن غيبوا عنا لم لفرض لهم فيها

''اللہ کی پناہ! ہم ان کو اس بات پر عہد و پیمان دیں کہ وہ نبی کریم ﷺ پر سب و شتم کا اظہار کریں۔ ہم نے ان کو اس بات کا عہد دیا ہے کہ ہم اُنہیں ان کے گرجاگھروں میں چھوڑ دیں

---

① سنن أبي داؤد (٤٣٦٣) سنن النسائي (٤٠٧٣) ذخيرة العقبى في شرح المجتبى :٢٧/٣٢، السنن الكبرى للنسائي (٣٥٢٠ تا ٣٥٢٦)، مسند أحمد(٥٤) ٤٤٦-٤٤٨، المستدرك ٤: ٣٥٤/ كتاب المختارة (٢٠تا٢٦)، مسند أبي بكر الصديق للمروزي (٦٦، ٦٧)، مسند أبي يعلى (٧٤-٧٧) وفي نسخة (٨١،٨٢)، مسند أبي داؤد الطيالسي(٤)، مسندالبزار (٤٩)، تهذيب الكمال:٤٤٣/١٥، مسندحميدي(٦) امام حاکم نے اسے شیخین کی شرط پر صحیح کہا اور امام ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ اپنے گرجاگھروں میں جو کہنا ہے کہیں اور ان کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہ ڈالیں اور اگر کوئی دشمن ان کا قصد کرے تو ہم ان کے پیچھے ان سے لڑائی لڑیں اور اُنہیں ان کے احکامات پر چھوڑ دیں، اِلا یہ کہ وہ ہمارے احکامات پر راضی ہو کر آئیں تو ہم ان کے درمیان اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق فیصلہ کریں اور اگر وہ ہم سے غائب ہوں تو ہم ان کے پیچھے نہ پڑیں۔"

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: صدقتَ "تم نے سچ کہا"[1]

عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے اس کی متابعت کر رکھی ہے۔[2]

مذکورہ بالا احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہوا کہ شاتم رسول اور دشنام طرازی کرنے والے گستاخ کا علاج قتل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایسے لوگوں سے توبہ کا مطالبہ کئے بغیر اُنہیں قتل کیا۔ اور عفو و درگزر کا حکم مدینے کی ابتدائی زندگی میں تھا۔ نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کی اذیتوں اور گالی گلوچ پر صبر و تحمل سے کام لیتے رہے۔ پھر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی جانب سے ان کا علاج قتل و قتال تجویز کیا گیا۔ لہٰذا شاتم الرسول کو بالخصوص قتل کی سزا سے معافی نہیں دی جاسکتی۔ اگر کوئی غیر مسلم پکڑے جانے کے بعد توبہ کرلے تو اس کی توبہ کا فائدہ عند اللہ تو ہو سکتا ہے، لیکن دنیا میں حد کی معافی نہیں ہو گی۔

محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم نے کتبِ احادیث میں کتاب الحدود قائم کرکے شاتم رسول کی سزا قتل بیان کی ہے اس میں مسلم اور غیر مسلم کا کوئی فرق نہیں کیا اور یہ بات کتاب و سنت کے دلائل کی رو سے قوی اور مضبوط ہے، اس میں کسی قسم کی کوئی لچک نہیں ہے!

---

① السنن الكبرى للبيهقي:٣٧٥/٩ بتحقيق اسلام منصور عبد الحميدي وقال:حسن: ٦٠٠٩ ط.قديم،المعجم الأوسط:٣٤١٩، ٣٤٢ (٨٧٤٣)، مجمع الزوائد (١٠٥٦٩)ط قديم:٢٦٠/٦،وقال:فيه عبدالله صالح كاتب الليث وقد وثق وفيه ضعف وبقية رجاله ثقات

② ملاحظہ ہو: المطالب العالية (٢٠٤٨) اتحاف الخيرة المهرة للبوصيري (٤٦٩٠) وغيره، الإصابة في تمييز الصحابة ص١٠٣٥، أسد الغابة:٣٢٣/٤،الاستيعاب في معرفة الأصحاب:٣٢٠/٣

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

توہین رسول ﷺ کی شرعی سزا: بعض اہم سوالات

توہین رسالت کے حوالہ سے ملک بھر میں جاری بحث مباحثہ میں بعض ایسے اعتراضات بھی اُٹھائے جارہے ہیں جن سے یہ تاثر دیا جاسکے کہ توہین رسالت کی سزا یا تو شرعی طورپر ایک مسلمہ امر نہیں، یا اس کا اطلاق موجودہ حالات پر نہیں ہوتا۔ اس نوعیت کے اعتراضات نے چونکہ میڈیا کے ذریعے ہر عام وخاص کو متاثر کیا ہے، اس لئے ان کے بارے میں شریعتِ اسلامیہ کے موقف کی وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے۔

نبی کریم ﷺ تو معاف کرنے والے اور رحمت للعالمین ہیں!

کہا جاتا ہے کہ آپ ﷺ کی سیرت سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے اوپر ہونے والے ظلم کو معاف کردیا کرتے تھے۔ آپ پر بہت طعنہ زنی کی جاتی رہی، آپ کو ایذا دی گئی اور طائف کی وادی میں آپ پر پتھراؤ تک کیا گیا، حتیٰ کہ خونِ مبارک آپ کے جوتوں میں جم گیا، آپ نے تب بھی کسی کو سزا نہ دی تو پھر ایسے رحمۃ للعالمین اور محسن انسانیت ﷺ سے توہین رسالت کی اتنی سنگین سزا کا صدور بڑا عجیب معلوم ہوتا ہے۔

جواب: آپ ﷺ کی سیرتِ مطہرہ کا یہ پہلو بڑا ہی واضح ہے جس کا اعتراف مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلموں نے بھی کیا ہے، تاہم قرآن وسنت کی نصوص اور صحابہ کرام کے واقعات سے یہ امر ایک مسلمہ اُصول کے طورپر ثابت شدہ ہے کہ نہ صرف شانِ رسالت میں گستاخی کی سزا قتل ہی ہے بلکہ نبی کریم ﷺ نے خود مدینہ منورہ میں اپنے بہت سے گستاخان کو قتل کرنے کا براہِ راست حکم صادر فرمایا۔ اور صحابہ کرام کی مجلس میں اس دشنام طرازی کے جواب میں اُن کو قتل کرنے کی دعوتِ عام دی۔ ایسے جانثار صحابہ کی آپ نے حوصلہ افزائی کی اور اُن کی مدد کے لئے دعا بھی فرمائی جیسا کہ خالد بن ولید، حضرت زبیر، عمیر بن عدی اور محمد بن مسلمہ کے واقعات احادیث میں موجود ہیں کہ اِن کے ہاتھوں قتل

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے والے گستاخانِ رسول کو قتل کرنے کے لئے آپ نے کھلی دعوت دی۔ محمد بن مسلمہ کو آپ نے خود کعب بن اشرف کے قتل کی مہم پر بھیجتے ہوئے اُن کے لیے اللہ تعالیٰ سے نصرت کی دعا فرمائی، ایسے ہی حضرت حسان بن ثابت کے حق میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ

''روح القدس کے ذریعے ان کی مدد فرما!''

جہاں تک سیرتِ نبوی کے اس پہلو کا تعلق ہے جس میں آپ نے اپنے دشمنوں کو معاف فرمایا، تو اس کی وضاحت یہ ہے:

① اس سلسلے میں آپ کو شخصی اذیت دینے والے اور آپ کی رسالت پر زبان طعن دراز کرنے والوں میں فرق کرنا ہوگا۔ جن لوگوں نے آپ کی ذاتِ مبارکہ یعنی محمد بن عبداللہ کو اذیت دی، تو آپ نے اپنی وسیع تر رحمت کی بنا پر ان کو معاف فرمادیا، لیکن جو لوگ آپ کے منصبِ رسالت پر حرف گیری کرتے تھے، اس کو طعن و تشنیع کا نشانہ بناتے تھے، اُنہیں آپ نے معاف نہیں کیا کیونکہ منصبِ رسالت میں یہ گستاخی دراصل اللہ تعالیٰ کی ذات پر زبان درازی ہے، جیسا کہ قرآنِ کریم میں بیسیوں مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اپنا اور اپنے رسول مکرم کا تذکرہ یکجا کیا ہے۔ آپ کی ذات کے سلسلے میں زیادتی کی معافی بھی آپ ﷺ خود ہی دے سکتے ہیں، آپ کا کوئی اُمتی ایسا نہیں کرسکتا۔

② تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے لوگ جو منصبِ نبوت میں نقب لگانے والے تھے، ان کا عبرت ناک انجام ہوا۔ ان لوگوں میں ابولہب کے ذکر بد کے لئے ایک پوری سورت مخصوص کرکے اُسے نمونۂ عبرت بنادیا گیا، ابوجہل بدر میں مارا گیا، عاص بن وائل اور ولید بن مغیرہ، اَسود بن عبد یغوث، اَسود بن مطلب، حارث بن عبطل سہمی اور عاص بن وائل یہ تمام نام اس انجام کا مظہر ہیں جو اللہ ربّ العزت ایسے لوگوں کا کیا کرتے ہیں۔ تفسیر درِّ منثور میں مذکور ہے:

''[مذکورہ بالا] افراد نے نبی کریم کا استہزا کیا جس سے آپ رنجیدہ خاطر ہوئے۔ فوراً حضرت جبریلؑ تشریف لائے، اور ولید بن مغیرہ کی آنکھ کی طرف اشارہ کیا، اس کی آنکھ پھوٹ گئی، آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے تو کچھ نہیں کیا اور نہ کچھ کہا تو جبریل بولے: میں نے آپ کی طرف سے انتقام لیا ہے۔ پھر حارث کی طرف متوجہ ہوئے تو آپ نے دیکھا کہ وہ اپنا پیٹ پکڑے درد سے لوٹ پوٹ ہورہا ہے۔ آپ نے کہا: میں نے تو کچھ نہیں کیا،

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

> تو جبریل بولے: میں نے آپ کا دفاع کیا ہے۔ ایسے ہی عاص بن وائل کے پاؤں کے ساتھ ہوا، اسود بن مطلب ایک درخت کے نیچے لیٹا تھا کہ ایک ٹہنی درخت سے گر کر اس کی آنکھ میں پیوست ہوگئی اور وہ اندھا ہوگیا۔ اسود بن یغوث کے سر میں شدید زخم نمودار ہوگیا جس سے وہ مارا گیا۔ اور حارث بن غیطل کے پیٹ میں صفرا اتنا شدید ہوگیا کہ غلاظت اس کے منہ سے خارج ہونے لگی اور اسی حال میں اس کی موت واقع ہوئی۔ یہ پانچوں اپنی قوم کے سردار تھے، نبی کریم ﷺ کا مذاق اڑانے پر اللہ تعالیٰ نے ان کی گرفت فرمائی اور انہیں کیفر کردار تک پہنچایا۔"[①]

جب طائف کی وادی پر محسن انسانیت ﷺ کو پتھر مارے گئے اور آپ کے قدمِ مبارک سے خون جاری ہوگیا تو جبریل امین ؑ نے آسمان سے نازل ہو کر کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو ان پر میں طائف کے پہاڑوں کو اُلٹادوں۔ جواب میں آپ نے تاریخ ساز جملہ بول کر اپنی رحمت للعالمینی کو ثابت کردیا: جعلوا يرجمونه بالحجارة، وهو يقول: «اللهم اهد قومي، فإنهم لا يعلمون»[②]

> "[طائف کے بدبختوں نے] آپ پر پتھراؤ شروع کردیا اور آپ جواب میں فرماتے جاتے: الٰہی! میری قوم کو ہدایت عطا فرما، یہ جانتے نہیں ہیں۔"

انسانی تاریخ میں شاتمانِ رسالت کا کیسا عبرت ناک انجام ہوا، اس کے لئے دیکھئے مضمون: 'شاتمین رسول کا عبرت ناک انجام: تاریخ کے آئینے میں'[③]

③ بعض آیاتِ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ مسلمان اس وقت خود ایسے شاتمانِ رسالت کی سرکوبی کی قوت نہ رکھتے تھے، حتیٰ کہ بیت اللہ میں نماز سرعام پڑھنے سے بھی بعض اوقات گریز کرنا پڑتا تھا، سو اُس دور میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس اذیت پر صبر و تحمل کی تلقین کی اور نبی کریم ﷺ کو خود دلاسہ دیا کہ آپ کی شان میں دریدہ دہنی کرنے والے دراصل اللہ کی تکذیب کرتے ہیں[④] جنہیں اللہ ہی خوب کافی ہے[①]

---

① دلائل النبوۃ از اصبہانی: ۱/ ۶۳، طبرانی الاوسط، دلائل النبوۃ للبیہقی، درّ منثور: ۵/ ۱۰۱ (زیر آیت الحجر: ۹۵)

② تفسیر ابن کثیر: ج ۶/ ص ۵۷۱

③ فرائیڈے سپیشل بحوالہ کتابچہ 'قانونِ توہین رسالت کیوں ضروری ہے؟'

④ قَدْ نَعْلَمُ إِنَّهُ لَيَحْزُنُكَ الَّذِي يَقُولُونَ فَإِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُونَكَ وَلَكِنَّ الظَّالِمِينَ بِآيَاتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ ﴿۳۳﴾
اور وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ ﴿۹۷﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنقریب وہ وقت آنے والا ہے جب پتہ چل جائے گا کہ کون مجنوں اور دیوانہ ہے؟[۲]

قرآنِ کریم میں صحابہ کو ایسے وقت صبر و تحمل کی ہدایت کی گئی:

لَتُبْلَوُنَّ فِيْۤ اَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ١۫ وَ لَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ مِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْۤا اَذًى كَثِيْرًا١ؕ وَ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ

''البتہ ضرور تم اپنے مالوں اور جانوں کے بارے میں آزمائے جاؤ گے اور تم اہل کتاب اور مشرکین سے اذیت کی بہت سی باتیں سنو گے۔ اگر تم صبر کرو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تو یہ بڑے حوصلہ کا کام ہے۔''

سیدنا اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

وكان رسول الله ﷺ يتأول في العفو ما أمره الله عزوجل به حتى أذن الله فيهم فلما غزا رسول الله ﷺ بدرًا فقتل الله بها من قتل من صناديد الكفار وَسَادَةِ قُرَيْشٍ[۳]

''نبی ﷺ اللہ تعالیٰ کے حکم کی بنا پر ان کے بارے میں درگزر سے کام لیتے تھے حتیٰ کہ اللہ نے آپ کو ان کے بارے اجازت دے دی۔ پھر جب آپ نے غزوۂ بدر لڑا اور اللہ تعالیٰ نے اس غزوے میں قریش کے جن کافر سرداروں کو قتل کرنا تھا، قتل کرا دیا۔''

گستاخانِ رسول کو نظر انداز کرنے کا دور مدینہ منورہ کے ابتدائی سالوں تک رہا، اس دور کے بہت سے واقعات جن میں آپ کو رَاعِنَا وغیرہ کہنا بھی شامل ہیں، ان کی توجیہ بھی یہی ہے جیسا کہ حبر الامہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے[۴] ہیں:

''فَاعْفُوْا وَ اصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ١ؕ کا عفو و درگزر والا حکم آیت فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ (التوبۃ:۵) سے منسوخ ہوا۔ فنُسِخ هذا عفوه عن المشركين ''اس نے مشرکوں کے بارے میں آپ کی معافی کو منسوخ[۵] کر دیا ہے۔'' (مختصراً)

---

① اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَۙ۝۹۵

② فَسَتُبْصِرُ وَ يُبْصِرُوْنَۙ۝۵ بِاَيِّىكُمُ الْمَفْتُوْنُ۝۶

③ صحیح بخاری: رقم ۵۷۳۹

④ تفسیر ابن کثیر: ۱/ ۳۸۳

⑤ مزید تفصیل کے لئے مولانا مبشر ربانی حفظہ اللہ کا مضمون [صفحات تا] میں ملاحظہ فرمائیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان نکات سے معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ میں گستاخانِ رسول کی باقاعدہ سزا سے قبل اللہ تعالیٰ نے شاتمانِ رسالت کو خود کیفر کردار تک پہنچایا اور اس وقت تک مسلمانوں کو اس دشنام طرازی کا ردّ عمل پیش کرنے کی اجازت نہ تھی۔ مزید بر آں نبی کریم ﷺ اپنی رحمت وشفقت کی بنا پر اپنا شخصی حق معاف تو فرما سکتے تھے، لیکن شان رسالت میں زیادتی پر معافی کا حق کسی کو بھی حاصل نہیں۔

شاتم رسول کی توبہ کا مسئلہ ؟

اس سوال کے دو مختلف پس منظر ہیں اور ہر دو کی وضاحت بھی علیحدہ ہے:

(۱) اُصولی طور پر شاتم رسول کی توبہ کے بارے میں یہ واضح رہنا چاہئے کہ شتم رسول صرف ایک گناہ ہی نہیں بلکہ شریعت کی رو سے ایک قابل سزا جرم بھی ہے۔ اس بنا پر دیگر جرائم کی طرح جب اس کا علم عوام تک ہو جائے، مسلم حکمران اور اسلامی عدالت تک پہنچ جائے تو دیگر جرائم کی طرح اس کی سزا کی معافی نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ چوری ایک گناہ ہونے کے ساتھ ساتھ جرم بھی ہے یعنی دنیا میں اس فعل کے ارتکاب پر مسلم حکومت اس کی سزا دینے کی پابند ہے۔ چوری کے بارے میں مشہور واقعہ کتبِ احادیث میں آتا ہے:

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ أَنَّ رَجُلًا سَرَقَ بُرْدَةً فَرَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَمَرَ بِقَطْعِهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ تَجَاوَزْتُ عَنْهُ قَالَ: فَلَوْلَا كَانَ هَذَا قَبْلَ أَنْ تَأْتِيَنِي بِهِ يَا أَبَا وَهْبٍ فَقَطَعَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ [①]

”صفوان بن اُمیہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے چادر چوری کی تو اس کا کیس نبی کریم ﷺ تک پہنچایا گیا، آپ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ شکایت کنندہ نے کہا: میں نے اس کو معاف کر دیا تو آپ نے فرمایا: ابو وہب! میرے پاس آنے سے پہلے پہلے تو نے اسے معاف کیوں نہ کر دیا۔ سو رسول اللہ ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔“

اسلام میں جرائم کے حوالے سے دو طرح کے حقوق میں خلل واقع ہوتا ہے: پہلا حق اللہ اور دوسرا حق العباد۔ یعنی ان جرائم کو اللہ نے بھی حرام قرار دیا ہے اور انسانوں کے مصالح بھی اس سے متاثر ہوتے ہیں۔ چوری اور زنا کی طرح شتم رسول کے مسئلے میں بھی حق

① سنن نسائی: ۴۷۹۶

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے علاوہ حقوق العباد میں نبی کریم ﷺ کا حق شدید متاثر ہوتا ہے اور عامۃ المسلمین کا حق بھی، جنہیں نبی کریم سے غایت درجہ محبت کی بنا پر اس فعل پر شدید تکلیف ہوتی ہے۔

جہاں تک توبہ کی قبولیت کی بات ہے تو جب تک یہ معاملہ اللہ اور بندے کے مابین ہوتا ہے، اس وقت تک اللہ کے حق کی تکمیل خلوصِ دل سے توبہ کرنے کے ذریعے ہو سکتی ہے، ایسے ہی متاثرہ فریق جس کے حق میں زیادتی کی گئی ہے، اگر وہ چوری کی صورت میں قاضی کے پاس پہنچنے سے قبل معاف کر دے تو تب بھی مجرم کی سزا معاف ہو سکتی ہے۔ البتہ جب یہ معاملہ عوام الناس اور حاکم و قاضی کے پاس پہنچ جائے، تو اس وقت مسلم حکام پر برائی کی نشرواشاعت کے خاتمہ اور نفاذِ شرع کی ذمہ داری عائد ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث سے اس کی وضاحت ہو چکی ہے۔ تاہم جرائم کے اس سلسلے میں قتل کا معاملہ دیگر جرائم سے مختلف ہے، کیونکہ کسی نفس کو قتل کر دیا جانا ایک بہت ہی اہمیت والا مسئلہ ہے۔ اس بنا پر حدود یا جرائم سے قطع نظر قصاص کی صورت میں جواباً قتل کی سزا کی معافی کا اختیار بھی حاکم کے پاس پہنچ جانے کے باوجود متاثرہ فریق کے پاس رہتا ہے، جیسا کہ قرآن میں ہے:

وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِفْ فِي الْقَتْلِ إِنَّهُ كَانَ مَنْصُورًا

''اور جو انسان ناحق قتل کر دیا جائے تو اس کے ولی کو ہم نے قصاص کے مطالبے کا حق عطا کیا ہے، پس چاہیے کہ وہ قتل میں حد سے نہ گزرے، اُس کی مدد کی جائے گی۔''

دوسرے مقام پر قرآن کریم میں ہے:

فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ ذَٰلِكَ تَخْفِيفٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ

''اور جو شخص اپنے بھائی کی طرف سے معاف کر دیا گیا، تو معروف طریقہ سے دیت کا تصفیہ ہونا چاہئے اور قاتل کو چاہئے کہ راستی کے ساتھ ادائیگی کرے۔ یہ تمہارے ربّ کی طرف سے تخفیف اور رحمت ہے۔''

واضح ہوا کہ اسلام میں جرائم کی توبہ کے دو پہلو ہیں: اللہ کا حق اور بندوں کا حق۔ مسلمان کی مخلصانہ توبہ سے اللہ کا حق تو ختم ہو جاتا ہے، لیکن متاثرہ فریق اور بعض اوقات مسلم معاشرے کا حق برقرار رہتا ہے، جس بنا پر اس کو دنیاوی سزا دی جاتی ہے۔ اگر محض توبہ کرنے سے اسلام میں سزا معاف ہو جاتی تو اس توبہ کا سب سے زیادہ حق ان صحابہ کرام کو حاصل تھا جنہوں نے گناہ کی سرزدگی کے بعد اپنے آپ کو پاک صاف کرنے کے لئے حضور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ کے دربارِ رسالت میں پیش کر دیا تھا۔ دورِ رسالت میں ایسے واقعات جن میں زنا اور چوری کے مرتکب صحابہ نے اپنے آپ کو خود پیش کیا، ان کی تعداد درجن سے زائد ہے۔ اور اُنہی میں سے ایک صحابیہ غامدیہ کے بارے میں احادیث میں آتا ہے کہ آپ نے اس صحابیہ کو بار بار واپس بھیجا کہ

- کیا تمہیں دیوانگی تو لاحق نہیں ہے؟
- وضع حمل کے بعد آنا: فاذهبي حتى تلدي فلما ولدت أتته بالصبي في خرقة
- پھر وہ صحابیہ وضع حمل کے بعد آئی تو کہا: بچے کی رضاعت کے بعد آنا
- تب وہ صحابیہ آئیں اور بچے کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا۔ (صحیح مسلم:۱۶۹۵)

اگر محض توبہ سے شریعتِ اسلامیہ کے بیان کردہ جرائم کی سزا ختم ہو جاتی تو اس صحابیہ کی ختم ہونا چاہئے تھی جن کے بارے میں نبی کریم نے تعریفی جملہ ارشاد فرمایا تھا۔ ایک اور روایت میں مختصر واقعہ اور تعریفی جملہ یوں بیان ہوا ہے:

امْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ أَتَتْ نَبِيَّ اللهِ ﷺ وَهِيَ حُبْلَى مِنَ الزِّنَى فَقَالَتْ يَا نَبِيَّ اللهِ أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمْهُ عَلَيَّ فَدَعَا نَبِيُّ اللهِ ﷺ وَلِيَّهَا فَقَالَ أَحْسِنْ إِلَيْهَا فَإِذَا وَضَعَتْ فَأْتِنِي بِهَا فَفَعَلَ فَأَمَرَ بِهَا نَبِيُّ اللهِ ﷺ فَشُكَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابُهَا ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَرُجِمَتْ ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهَا فَقَالَ لَهُ عُمَرُ تُصَلِّي عَلَيْهَا يَا نَبِيَّ اللهِ وَقَدْ زَنَتْ فَقَالَ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ سَبْعِينَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ لَوَسِعَتْهُمْ وَهَلْ وَجَدْتَ تَوْبَةً أَفْضَلَ مِنْ أَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا لِلهِ تَعَالَى [①]

''جہینہ قبیلہ کی ایک عورت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور وہ زنا کی بنا پر حاملہ تھی۔ کہنے لگی: یارسول اللہ! مجھ پر حد لگا دیجئے، میں نے شرعی حد کو پامال کیا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے اس کے سرپرست کو بلایا اور کہا کہ اس سے اچھا سلوک کرنا اور وضع حمل کے بعد میرے پاس لے آنا۔ اس نے ایسے ہی کیا، تب نبی کریم نے اس کے بارے میں حکم دیا، اس کے کپڑے باندھ دیے گئے پھر اس کو رجم کر دیا گیا۔ نبی کریم نے اس عورت کی دعائے مغفرت کی۔ سیدنا عمر کہنے لگے: آپ اس کی دعاے مغفرت کیوں کرتے ہیں،

① صحیح مسلم رقم:۳۲۰۹، ج ۹/ ص ۷۰

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالانکہ وہ تو زانیہ تھی۔ سید المرسلین نے فرمایا: اس نے ایسی توبہ کی ہے جو اگر ستر اہل مدینہ پر بھی تقسیم کر دی جائے تو ان کو بھی کافی ہو جائے۔ اس سے بہتر توبہ کیا ہو گی جس میں اس نے اپنے آپ کو خود ربّ کے حضور پیش کر دیا۔"

دورِ نبوی میں ایسے واقعات صرف زنا کے بارے میں نہیں بلکہ چوری وغیرہ کے بارے میں بھی ملتے ہیں۔ ان اعترافات کے پیچھے دراصل شریعتِ اسلامیہ کا یہ تصور موجود ہے:

قَالَ مَنْ أَصَابَ حَدًّا فَعُجِّلَ عُقُوبَتُهُ فِي الدُّنْيَا فَاللهُ أَعْدَلُ مِنْ أَنْ يُثَنِّيَ عَلَى عَبْدِهِ الْعُقُوبَةَ فِي الْآخِرَةِ وَمَنْ أَصَابَ حَدًّا فَسَتَرَهُ اللهُ عَلَيْهِ وَعَفَا عَنْهُ فَاللهُ أَكْرَمُ مِنْ أَنْ يَعُودَ إِلَى شَيْءٍ قَدْ عَفَا عَنْهُ[1]

نبی کریم ﷺ کا فرمان مروی ہے کہ جس شخص نے حد والے جرم کا ارتکاب کیا، اور اسے دنیا میں ہی اس کی سزا دے دی گئی تو اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ عادل ہیں کہ اس شخص پر آخرت میں سزا کو دوبارہ عائد کریں۔ اور جس شخص نے حد والے جرم کا ارتکاب کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے گناہ کو چھپائے رکھا اور اسے معاف کر دیا تو اللہ اس سے کہیں زیادہ کریم ہیں کہ معاف کردہ جرم کی پھر سزا دیں۔"

ان شرعی تصورات کو ملایا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ شریعت میں بیان کردہ جرائم کی سزا محض توبہ، حتیٰ کہ خود اعترافِ جرم کر لینے اور اپنے آپ کو سزا کے لئے پیش کر دینے سے بھی رفع نہیں ہو جاتی۔ تاہم اگر کوئی انسان دنیا میں یہ سزا پالے تو قیامت کے روز یہ سزا اس کے لئے جرم سے کفارہ بن جاتی ہے۔ اور یہ بھی اس حالت میں جب اس سزا کے ملنے پر وہ نادم ہو۔ اگر وہ نادم نہیں تو دنیا میں ملنے والی سزا کے باوجود آخرت میں بھی اس پر مزید سزا دی جائے گی۔ ان حالات میں کسی مجرم کا اپنے آپ کو خود سزا کیلئے پیش کرنا ایک قابل قدر، قابل تعریف اور عزیمت والا فعل ہے جس کی تعریف خود زبانِ رسالت سے بیان ہوئی ہے۔

توہین رسالت دیگر جرائم کی طرح ایک ایسا جرم ہے جس کی سزا مل کر رہے گی۔ مذکورہ بالا استدلال کے علاوہ شاتم رسول کی توبہ قبول نہ ہونے کی براہِ راست دلیل حدیثِ نبوی میں درج وہ مشہور واقعہ بھی ہے جس میں شاتم رسول عبد اللہ بن ابی سرح کی توبہ کا مسئلہ پیش آیا۔ ایک لمبی حدیث کا ٹکڑا یہ ہے:

---

① جامع ترمذی: ۲۵۵۰

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَمَّا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي السَّرْحِ فَإِنَّهُ اخْتَبَأَ عِنْدَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَلَمَّا دَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ النَّاسَ إِلَى الْبَيْعَةِ جَاءَ بِهِ حَتَّى أَوْقَفَهُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ بَايِعْ عَبْدَ اللهِ قَالَ فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَنَظَرَ إِلَيْهِ ثَلَاثًا كُلَّ ذَلِكَ يَأْبَى فَبَايَعَهُ بَعْدَ ثَلَاثٍ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ أَمَا كَانَ فِيكُمْ رَجُلٌ رَشِيدٌ يَقُومُ إِلَى هَذَا حَيْثُ رَآنِي كَفَفْتُ يَدِي عَنْ بَيْعَتِهِ فَيَقْتُلُهُ فَقَالُوا وَمَا يُدْرِينَا يَا رَسُولَ اللهِ مَا فِي نَفْسِكَ هَلَّا أَوْمَأْتَ إِلَيْنَا بِعَيْنِكَ قَالَ إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ خَائِنَةُ أَعْيُنٍ [1]

”جہاں تک عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کی بات ہے تو اس نے سیدنا عثمان بن عفان کے ہاں پناہ لے لی اور جب نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو بیعت کے لئے دعوت دی تو عثمان اس کو بھی ساتھ لے آئے۔ حتیٰ کہ اس کو نبی کریم کے پاس لا کھڑا کیا اور کہنے لگے: یارسول اللہ! عبد اللہ کی بیعت قبول کر لیجیے۔ راویِ حدیث کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے سر مبارک بلند کیا اور تین بار اس کی جانب دیکھا، ہر بار آپ بیعت سے انکار کرتے رہے۔ آخر کار تیسری بار کے بعد آپ نے بیعت لے لی۔ پھر آپ ﷺ صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تم میں کوئی عقل مند آدمی نہیں تھا؟ جو عبد اللہ کو قتل کر دیتا جب وہ مجھے دیکھ رہا تھا کہ میں نے اس کی بیعت کرنے سے اپنے ہاتھ کو روک رکھا ہے۔ صحابہ نے جواب دیا کہ یارسول اللہ! ہمیں پتہ نہ چل سکا کہ آپ کے جی میں کیا ہے؟ آپ ہمیں اپنی آنکھ سے ہی اشارہ فرما دیتے۔ تو آپ ﷺ نے کہا: کسی نبی کے یہ لائق نہیں کہ وہ کن انکھیوں سے اشارے کرے۔“

بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ توہین رسالت کے جرم سے معافی کی سزا اسی وقت مل سکتی ہے جب نبی کریم ﷺ خود اپنے حق میں زیادتی کو معاف فرمادیں جیسا کہ مذکورہ بالا واقعات میں بادلِ نخواستہ آپ نے عبد اللہ بن ابی سرح کی توبہ کو منظور کر لیا تھا۔ آپ کی وفات کے بعد چونکہ اَب آپ کی ذات کی طرف سے یہ معافی دینے کا کوئی اختیار نہیں رکھتا، اس لئے گستاخِ رسول کی سزا بھی معاف نہیں کی جاسکتی۔ بہر حال یہ بعض اہل علم کا قول ہے، تاہم توہین رسالت میں اگر مسلمانوں کی حق تلفی کو بھی شامل کیا جائے جو بہت اہم پہلو ہے، تو اس

---

[1] سنن نسائی رقم:۳۹۹۹، ج ۱۲/ ص ۴۲۷

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی سزا کی معافی کا کوئی اِمکان نہیں رہتا۔

☜ یادرہے کہ مختلف احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ توہین رسالت کے مجرمین سے توبہ کا مطالبہ کبھی نہیں کیا گیا اور ان کا جرم اتنا سنگین ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر عام معافی کے دن اور امن و امان کے مرکز مسجدِ حرام میں بھی آپ ﷺ نے ان کی سزا میں کوئی رعایت نہیں کی۔ جب آپ ﷺ نے تمام لوگوں کو امن وامان دے دی تو اس دن بھی گستاخانِ رسول کو امان نہ دی:

لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ أَمَّنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ النَّاسَ إِلَّا أَرْبَعَةَ نَفَرٍ وَامْرَأَتَيْنِ وَقَالَ اقْتُلُوهُمْ وَإِنْ وَجَدْتُمُوهُمْ مُتَعَلِّقِينَ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ عِكْرِمَةُ بْنُ أَبِي جَهْلٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ خَطَلٍ وَمَقِيسُ بْنُ صُبَابَةَ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي السَّرْحِ فَأَمَّا عَبْدُ اللهِ بْنُ خَطَلٍ فَأُدْرِكَ وَهُوَ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ[1]

"فتح مکہ کے روز نبی کریم ﷺ نے تمام لوگوں کو امان دے دی، سوائے چار مردوں اور دو عورتوں کے۔ فرمایا: ان کو قتل کردو، اگرچہ تم اُنہیں کعبہ کے پردوں سے لٹکے ہوئے بھی پالو۔ ان میں ایک عکرمہ بن ابوجہل تھا، دوسرا عبد اللہ بن خطل، تیسرا مقیس بن صبابہ اور چوتھا عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح۔ عبد اللہ بن خطل کو تو اس حال میں قتل کیا گیا جبکہ وہ کعبہ کے غلاف سے لپٹا ہوا تھا۔" حدیث میں آگے باقی لوگوں کی سزا کا تذکرہ ہے۔

☜ توہین رسالت کو فقہاے کرام نے ارتداد قرار دیتے ہوئے اس کی سزا قتل بیان کی ہے۔ اس سے یہ مغالطہ نہیں ہونا چاہئے کہ ارتداد کے تمام احکام مثلاً توبہ اور معافی وغیرہ بھی اس پر لاگو ہیں۔ بلکہ توہین رسالت کی ارتداد سے جزوی مشابہت پائی جاتی ہے اور فقہا نے سزائے قتل کی توجیہ کے طور پر اسے ارتداد قرار دیا ہے۔ وگرنہ اِرتداد ایک ایسا گناہ اور جرم ہے جس کی بغیر سزا کے بھی توبہ ہوسکتی ہے۔ جبکہ توہین رسالت ارتداد سے زیادہ بڑا گناہ اور سنگین جرم ہے جس کی چوری اور زنا وغیرہ کی طرح سزا معاف نہیں کی جاسکتی۔

توہین رسالت کے ارتداد سے بڑا جرم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ارتداد میں تو صرف اسلام سے خروج پایا جاتا ہے، جبکہ توہین رسالت میں نبی اسلام ﷺ پر جارحیت کرتے ہوئے

① سنن نسائی: ۳۹۹۹

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام سے خروج کیا جاتا ہے۔ اور اس میں آپ کے خلاف پروپیگنڈا اور زبان درازی بھی شامل ہے۔ چنانچہ خروج کی حد تک توہین رسالت کا جرم ارتداد ہے جبکہ مزید زیادتیوں کی بنا پر ایک قابل سزا جرم ہے جو صرف توبہ سے معاف نہیں ہوتا۔ یاد رہے کہ محدث کے گذشتہ شمارے میں توہین رسالت کے قابل سزا جرم ہونے کے بارے میں مسالک اربعہ کے ممتاز فقہا کے اقتباسات شائع کئے گئے تھے۔

☜ پاکستان یا عالم اسلام بلکہ دنیا بھر کے موجودہ حالات میں توہین رسالت کے جرم کا اگر دینی مصالح کے لحاظ سے بھی جائزہ لیا جائے تو اس کو کسی طور قابل توبہ نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ مسلمانوں کے اس دورِ زوال میں ہر کہ ومہ اہانتِ رسول کا مرتکب ہونے کے بعد، بظاہر توبہ کا داعی بن بیٹھے گا، حالانکہ توبہ کی اس کی کوئی خالص نیت نہ ہوگی۔ اس سے رحمۃ للعالمین کا تقدس اور ناموس دشمنوں کے ہاتھ میں کھیل بن جائے گی۔ یہ دور اس لحاظ سے بڑا دردناک ہے کہ اس میں غیر مسلموں نے اہانتِ رسول کو ایک کھیل اور مشغلہ بنا رکھا ہے، میڈیا کے اس دور میں تاریخ کی سب سے بڑی اور وسیع اہانت کا ارتکاب کیا جارہا ہے، جو مسلسل بھی ہے اور تنوع پذیر بھی۔ حتی کہ مسلم ممالک کے حکمران بلادِ اسلامیہ میں ایسا ظلم کرنے والوں کا ناطقہ بند کرنے کی بجائے ان کو فوری طور پر کفار کے محفوظ ہاتھوں میں پہنچانے کی جلدی کرتے ہیں۔ اور پاکستان میں تو صورتحال یہاں تک افسوس ناک ہے کہ ایسے شاتم رسول افراد اور ان کے گھرانے عیسائی کمیونٹی اور مغرب نواز این جی اوز کی طرف سے سپانسر کئے جاتے اور خصوصی اعزاز وپروٹوکول کے مزے اُڑاتے پھرتے ہیں۔ یہ افسوس ناک صورتحال کسی باخبر شخص سے مخفی نہیں ہیں۔ ان حالات میں شریعتِ اسلامیہ کے اس حکم کی معنویت بالکل واضح بلکہ انتہائی ضروری نظر آتی ہے۔

(۲) توہین رسالت کی توبہ کا دوسرا پہلو، اسلام سے قطع نظر، خالص جرم وسزا کے قانونی پہلو سے متعلق ہے۔ پاکستان میں توہین رسالت ایک طے شدہ جرم ہے جس کے جرم قرار پانے کے تمام قانونی ضابطے بالکل مکمل ہیں۔ کیا پاکستان کے مجموعہ تعزیرات میں کوئی اور بھی ایسے قوانین ہیں جن کی توبہ کی بنا پر ان کی سزا ساقط ہوجاتی ہے۔ کیا پاکستان میں چوری یا فراڈ یا دہشت گردی کرنے کے بعد کوئی مجرم اگر توبہ کرلے تو اس کو چھوڑ دیا جاتا ہے؟ اگر یہ ایک مضحکہ خیز بات ہے تو پھر کیا توہین رسالت ہی ایسا ہلکا جرم ہے جسے ایک مستند

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قانون ہوتے ہوئے بھی قابل توبہ قرار دینے کی سعی کی جارہی ہے۔

واضح رہے کہ پنجاب کے مقتول گورنر سلمان تاثیر نے آسیہ مسیح سے ۲۰ نومبر کو شیخوپورہ میں اپنی بیوی اور بیٹیوں کے ہمراہ ملاقات میں یہی قرار دیا تھا کہ ''آسیہ مسیح بے گناہ ہے۔ اگر اس نے کوئی کوتاہی کی بھی ہے تو وہ اب توبہ کرچکی اور معافی کی طالب ہے۔''

کیا توہین رسالت کی سزا غیر مسلم کو بھی دی جائے گی؟

میڈیا میں یہ سوال بھی تکرار سے اُٹھایا جاتا رہا ہے کہ اگر یہ اسلامی قانون ہے تو پھر اس کو صرف مسلمانوں پر ہی نافذ ہونا چاہئے۔ غیر مسلم اور مسیحیوں پر اس قانون کے نفاذ کا کیا مطلب ہے؟ اس سوال کے بھی دو مختلف تناظر میں دو علیحدہ جوابات ہیں:

(ا) اسلامی پہلو سے:

① یہ بات درست ہے کہ یہ اسلامی قانون ہے، لیکن اسلام کا یہ قانون، مسلمانوں سمیت تمام غیر مسلموں کو شامل ہے۔ اسلام کی رو سے جو شخص بھی توہین رسالت کا مرتکب ہو، اس کو یہ سزا دی جائے گی۔ جیسا کہ

۱. نبی کریم ﷺ نے خود کعب بن اشرف یہودی کو اپنی نگرانی میں قتل کرایا۔
۲. ابو رافع سلام بن ابی الحقیق یہودی کو اپنے حکم سے قتل کرایا۔ آپ نے عبد اللہ بن عتیک کو اس یہودی کو قتل کرنے کی مہم پر مامور کیا۔[1]
۳. حضرت زبیر کو آپ ﷺ نے ایک مشرک شاتم رسول کو قتل کرنے بھیجا۔
۴. عمیر بن اُمیہؓ نے اپنی گستاخِ رسول مشرک بہن کو قتل کیا اور آپ نے اس مشرکہ کا خون رائیگاں قرار دیا۔
۵. بنو خطمہ کی گستاخ عورت عصما بنتِ مروان کو عمیر بن عدی خطمی نے قتل کردیا اور نبی کریم ﷺ نے اس فعل پر عمیر بن عدی کی تحسین کی۔
۶. دورِ نبوی میں ایک یہودیہ نبی کریم ﷺ کو دشنام کیا کرتی اور گستاخی کرتی تھی۔ ایک مسلمان نے گلا گھونٹ کر اس کو قتل کردیا تو آپ نے اُس کا خون رائیگاں

① صحیح بخاری: ۴۰۳۹

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرار دیا۔ ①

۷. سیدنا عمر بن خطاب نے اپنے دورِ خلافت میں بحرین کے بشپ کی گستاخی پر اس کے قتل پر اظہارِ اطمینان کیا۔

۸. مکہ مکرمہ اور مدینہ کے ابتدائی سالوں میں دشنام طرازی کرنے والے مشرکین کو اللہ تعالیٰ نے خود نشانِ عبرت بنا کر موت سے ہم کنار کیا۔

ان تمام صورتوں میں کسی کے ذہن میں یہ شبہ تک نہیں اُبھرا کہ اسلام کی رو سے غیر مسلموں کو توہین رسالت پر قتل کرنا درست نہیں، تا آنکہ مملکتِ اسلامیہ پاکستان کے مغرب زدہ دانشوروں کی عقل و منطق کو یہ بات کھٹکی اور اُنہوں نے اس کے لئے حیلے بہانے تراشنے شروع کر دیے۔ شریعت کے اس حکم کی وجہ یہ ہے کہ

② اسلام، جو اللہ کا آخری اور مکمل دین ہے، اپنے بھرپور استحقاق کے باوجود اپنے ماننے والوں کو بھی یہ اجازت نہیں دیتا کہ وہ غیر مسلموں کے معبودوں اوران کی عبادت گاہوں کو مسمار کریں۔ اسلام کا یہ اُصول اس آیتِ کریمہ میں موجود ہے:

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ

''اور تم اُن معبودوں کو جنہیں یہ لوگ اللہ کے ماسوا عبادت کے لئے پکارتے ہیں، گالی مت دو۔ نتیجہ یہ نکلے گا کہ وہ جواباً غصے میں اللہ تعالیٰ کو بغیر علم کے گالیاں بکیں گے۔''

جب اسلام اس ضابطہ اخلاق کو اپنے ماننے والوں پر عائد کرتا ہے تو پھر اسلام اس کا حق رکھتا ہے کہ دیگر مذاہبِ باطلہ کے لوگ بھی اسلام کی مقدس شخصیات اور مقامات و شعائر کا پورا احترام کریں۔

③ اسلام نے صرف اس کو حرام قرار نہیں دیا بلکہ مذاہبِ سماویہ کی مقدس شخصیات کی توہین پر سنگین سزا بھی عائد کی۔ توہین رسالت کے بارے میں یہ شرعی حکم صرف رسالت مآب ﷺ کے لئے نہیں بلکہ تمام سابقہ انبیائے کرام کی توہین کے لئے بھی یہی سزا ہے۔ جیسا کہ حضرت عمر بن خطاب کا فرمان ہے:

من سبّ الله أو سبّ أحدًا من الأنبياء فاقتلوه ①

① سنن ابو داود: ۴۳۶۲، السنن الکبریٰ للبیہقی: ۷/ ۶۰

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جو کوئی اللہ کو گالی دے، یا انبیا کو گالی دے، تو اس کو قتل کر دیا جائے۔"

④ اسلام ایک الہامی شریعت کے ساتھ ساتھ ایک کامل نظریۂ حیات بھی ہے، جس میں سیکولرزم کی طرح پرائیویٹ اور پبلک کی کوئی تقسیم نہیں ہے، نہ ہی دین ودنیا کی کوئی تقسیم موجود ہے۔ چنانچہ اسلام کے سیاسی نظم کا تقاضا یہ ہے کہ دار الاسلام میں اسلامی قوانین کی پاسداری کی جائے۔ اگر دار الاسلام میں غیر مسلم لوگ چوری کریں تو ان پر اسلام کا قانونِ سرقہ یعنی قطع ید کو نافذ کیا جائے گا، جیسا کہ موسوعۃ الاجماع میں ہے:

إن إجماع المسلمين على أن المسلم تقطع يده إذا سرق مالاً لمسلم ولغيرمسلم، وعلى أن غير المسلم يقطع بسرقة مال المسلم ومال غيرالمسلم②

"اس پر اہل اسلام کا اجماع ہے کہ ایسے مسلمان شخص کا ہاتھ کاٹا جائے گا جو کسی دوسرے مسلمان یا غیر مسلم کا مال چوری کرے۔ اسی طرح ایسے غیر مسلم شخص کا بھی ہاتھ کاٹا جائے گا جو کسی مسلمان یا غیر مسلم کا مال چوری کرے۔"

جیسے کہ پیچھے گزر چکا ہے کہ توہین رسالت ایک قابل سزا جرم اور اسلام کا پبلک قانون ہے جس کی پابندی اسلامی ریاست کے تمام شہریوں کو کرنا ہوگی۔ دارالاسلام میں ذمی حضرات اسی صورت میں رہ سکتے ہیں جب وہ ریاستی قانون کی پابندی کریں گے۔ بصورتِ دیگر ذمی حضرات کا عہد اورامان نامہ ٹوٹ جائے گا۔ دورِ نبوی میں مدینہ منورہ میں کعب بن اشرف، بنوخطمہ کی گستاخ عورت اورابورافع سلام بن الحقیق وغیرہ کے گستاخی رسول پر قتل کے رائیگاں جانے کی شرعی اساس یہی ہے۔

⑤ اسلام کی رو سے نبی کریم ﷺ کی بعثت کے بعد تمام انسان، آپ کی اُمت کا حصہ ہیں۔ چاہے وہ آپ کی دعوت کو قبول کرکے اُمتِ اجابت کی سعادت حاصل کریں یا قبول نہ کرکے اُمتِ دعوت کی حیثیت پر برقرار رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو کائنات

---

① كنز العمال: ٣٣٥٤٦٥ ، الصارم المسلول:٢٠١

② موسوعة الإجماع في الفقه الإسلامي: ١/ ٣٤٢

مزید تفصیل کے لئے دیکھیں مضمون: غیر مسلموں پر شرعی قوانین کا نفاذ (ماہنامہ 'محدث' جون ٢٠١٠ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لئے رحمت للعالمین اور انسانیت کا محسن و معلم بنا کر بھیجا ہے حتیٰ کہ آپ کی یہ فضیلت اور امامت سابقہ تمام انبیا پر بھی حاوی ہے۔ چنانچہ سورۃ النساء میں کفار اور عاصیوں کو نبی کریم ﷺ کی اُمت قرار دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ﴿۴۱﴾ يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا (آیت:۴۱)

”پھر سوچو کہ اُس وقت یہ کیا کریں گے جب ہم ہر اُمت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور اِن لوگوں پر تمہیں (یعنی محمد ﷺ کو) گواہ کی حیثیت سے کھڑا کریں گے۔ اس وقت وہ سب لوگ جنھوں نے کفر کیا اور رسول کے نافرمان رہے، تمنا کریں گے کہ کاش زمین پھٹ جائے اور وہ اس میں سما جائیں وہاں یہ اپنی کوئی بات اللہ سے نہ چھپا سکیں گے۔“

اس آیتِ مبارکہ میں کفار اور عاصیانِ رسول کو بھی آپ ﷺ کی اُمت قرار دیا گیا ہے، جنہیں شرعی اصطلاح میں 'اُمتِ دعوت' کہا جاتا ہے۔ اس اُمت پر بھی اسلام کی رو سے آپ کا حق احترام واجب ہوتا ہے۔ ایک اور مقام پر بھی قرآنِ کریم میں ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾

⑥ آزادیٔ اظہار کا جدید تصور بھی، انسانی آزادی اور اظہارِ رائے کے حق کو اُس حد تک محدود کرتا ہے جہاں اس سے کوئی دوسرا متاثر نہ ہو۔ آزادیٔ اظہار کی یہ حد بندی صرف ایک مسلمہ حقیقت نہیں بلکہ یورپی کنونشن کا چارٹر اس کو قانونی حیثیت بھی عطا کرتا ہے۔ جس کی رو سے

”آزادیٔ خیالات کے ان حقوق پر معاشرے میں موجود قوانین کے دائرہ کار کے اندر ہی عمل کیا جاسکتا ہے، تاکہ یہ آزادیاں کسی دوسرے فرد یا کمیونٹی کے تحفظ، امن و امان اور دیگر افراد یا کمیونٹی کے حقوق اور آزادیوں کو سلب کرنے کا ذریعہ نہ بنیں۔“

(مجریہ ۱۹۵۰ء، روم)

یوں بھی یہ مطالبہ ہی ایک مہذب معاشرے میں کراہت آمیز ہے کہ انسانیت کی مسلمہ مقدس اور محسن شخصیت ﷺ کے تقدس کو پامال کرنے کو انسانی حق قرار دیا جائے۔ آپ ﷺ کی توہین سے پوری دنیا کی ایک چوتھائی آبادی یعنی ڈیڑھ ارب مسلمانوں کی دل شکنی اور دل آزاری ہوتی ہے۔ انسانی حقوق کے ایسے تصور جن سے ایسے رویے استدلال لیتے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں، اس قابل ہیں کہ اُنہیں قوت سے کنٹرول کرکے مسلمہ تہذیب وآداب کا مقید بنایا جائے۔

(۲) جدید قانون کی رو سے: نیشنل [وطنی] ریاست کے نقطہ نظر سے جس پر اس وقت دنیا بھر کی تمام ریاستیں قائم ہوئیں اور کاربند ہیں، یہ مسئلہ تو بڑا ہی سادہ ہے کہ کیا توہین رسالت کا پاکستانی قانون پاکستان کے غیر مسلم شہریوں پر لاگو کیا جائے گا؟

توہین رسالت کا قانون پاکستان کا 'لاء آف لینڈ' ہے جس کے قانونی ہونے کے تمام سیاسی مطالبے مثلاً پارلیمنٹ کی توثیق ومنظوری اور عدالتی تقاضے بخیر وخوبی پورے کئے گئے ہیں۔ یہاں یہ بھی یاد رہے کہ یہ قانون آخرکار ۱۹۹۲ء میں پاکستانی پارلیمنٹ کی منظوری کی بنا پر نافذ العمل ہے، کیونکہ جہاں تک وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کا تعلق ہے جس میں ۳۰/اکتوبر ۱۹۹۱ء کی تاریخ دی گئی تھی، اس میں سزائے قید کے خاتمے کے ساتھ اس سزاے موت کو تمام انبیا کی توہین تک وسیع کرنے کی بات بھی کی گئی تھی۔ لیکن جب قومی اسمبلی اور سینٹ میں یہ معاملہ دوبارہ ۱۹۹۲ء میں پیش ہوا تو تمام انبیا کی توہین پر سزاے موت کی شق کو ختم کردیا گیا اور آج پاکستان میں یہی قانون نافذ ہے جو تمام ترارتقا کے بعد آخرکار پارلیمنٹ کی طرف سے اسی صورت میں منظور ہوا ہے کہ اس میں صرف نبی کریم ﷺ کی توہین وگستاخی پر سزاے موت کی سزا کا تعین کیا گیا ہے۔

☜ یہاں موضوع سے قطع نظر ایک اور وضاحت بھی مناسب معلوم ہوتی ہے کہ ۱۹۹۲ء میں بینظیر بھٹو کا اس قانون کے بارے میں کردار کیا تھا؟ جیسا کہ راقم اپنے سابقہ مضمون میں واضح کرچکا ہے کہ بینظیر اس قانون کی سخت مخالف تھیں اور اسے پاکستان کے لئے بدنامی کا سبب قرار دیتی تھی، ان کا تفصیلی بیان اور ردّ عمل اُس مضمون میں مذکور ہے۔ موجودہ پاکستانی وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی نے اپنی کتاب 'چاہِ یوسف سے صدا' میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ بینظیر بھٹو بھی اس قانون کی مؤید تھیں، حالانکہ یہ بات تاریخی طور پر حقائق کے منافی ہے۔ بینظیر بھٹو نے اس اپنے مراسلے میں دراصل اس موقف کی حمایت کی تھی جو ۱۹۸۶ء میں ضیا حکومت کے وزیر قانون اقبال احمد خاں کا تھا اور جس کی مخالفت وفاقی شرعی عدالت نے اپنی ڈیڈلائن ۳۰/اکتوبر ۱۹۹۱ء کے ذریعے کی۔

وفاقی شرعی عدالت نے اپنے فیصلے میں یہ قرار دیا کہ اگر حکومت نے قانون توہین رسالت کی سزا سے سزاے قید کا خاتمہ نہ کیا تو ۳۰/اکتوبر ۱۹۹۱ء تک یہ سزاے قید ختم ہوکر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

از خود صرف سزائے موت رہ جائے گی۔ بینظیر بھٹو نے اس وقت اپنا مراسلہ لکھ کر، سزائے قید کو برقرار رکھنے کی حمایت کی تھی۔ یہ ہے بینظیر بھٹو کی حمایت کی وہ حقیقت جس کا ڈھنڈورا آج پیپلز پارٹی کے عہدیداران بشمول وزیر اعظم پاکستان پیٹتے پھرتے ہیں۔

☜ جہاں تک نواز حکومت کی ۱۹۹۲ء میں اسمبلی سے منظوری اور تائید کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں مجاہدِ ناموس رسالت محمد اسمٰعیل قریشی بتاتے ہیں کہ نواز شریف کو ان کے والد محترم میاں محمد شریف سے ملاقات کرکے، اس قانون کی حمایت پر نہ صرف آمادہ کیا گیا تھا، بلکہ ان کے والد صاحب نے اس قانون کے خلاف اپیل پر اُنہیں ڈانٹ پلائی تھی۔ بعد میں جب یہ پدرانہ دباؤ نہ رہا تو اسی نواز حکومت نے ۱۹۹۸ء میں اس قانون کے قابل عمل ہونے کے راستے میں سنگین رکاوٹیں کھڑی کردیں جس کی تفصیل میرے سابقہ مضمون میں گزر چکی ہے۔ یہ نواز حکومت ہی تھی جس نے ۱۹۹۴ء میں سلامت اور رحمت مسیح کو چند گھنٹوں میں جرمنی کے سفر پر روانہ کردیا تھا۔

ان واقعاتی وضاحتوں اور حقائق کی درستگی سے قطع نظر بہر حال توہین رسالت پاکستان کا منظور شدہ قانون ہے جو بلا امتیاز نہ صرف پاکستان کے تمام شہریوں بلکہ پاکستان میں آنے والے مسافروں اور زائرین پر بھی عائد ہوتا ہے، جیسا کہ لاہور میں دوہرے قتل کے امریکی مجرم ریمونڈ ڈیوس کا فیصلہ بھی پاکستانی قانون کی روشنی میں کیا جائے گا۔ اس میں مذہبی حوالے کا کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے، یہ پاکستان کا پبلک لاء ہے جو پاکستان کی دھرتی پر نافذ ہے۔

☜ جس طرح پاکستانی تارکین وطن پر جرمنی یا امریکہ کا قانون ان ممالک میں رہتے ہوئے نافذ ہوتا ہے، اسی طرح پاکستان کا قانونِ دہشت گردی پاکستان میں قیام پذیر لیکن دنیا بھر کے شہریوں پر نافذ ہوتا ہے۔ یاد ش بخیر، ڈاکٹر عافیہ صدیقی پر افغانستان کی بگرام ائیر بیس میں ہونے والے ایک واقعہ کا مقدمہ امریکی عدالت میں کیوں چلایا جارہا ہے؟ جبکہ عافیہ صدیقی پر ایک پاکستانی شہری ہونے کے ناطے یا تو پاکستان میں پاکستانی قانون اور عدلیہ کے تحت کیس چلنا چاہئے یا افغانستان میں وقوعہ ہونے کی بنا پر افغانستان میں کیس چلنا چاہئے۔

امریکہ جہاں بھی اپنی افواج بھیجتا ہے، وہاں اپنے فوجی کیمپ بناتا ہے، جن کے بارے میں مقامی حکومت سے وہ معاہدہ کرتا ہے کہ وہاں امریکہ کا قانون نافذ ہوگا اور امریکی عدالتیں ہی اس کا فیصلہ کریں گی۔ اس بنا پر افغانستان کا بگرام ائیر بیس ہو یا پاکستان کا جیکب

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آباد کا امریکی کیمپ، ان دونوں مقامات پر ہونے والے جرائم کا تعین اور ان کی سزا کا فیصلہ امریکی عدالتیں کریں گی، چاہے مجرموں کا تعلق کسی بھی ملک سے ہو۔ نیشنل ریاستوں کے اس مسلمہ تصور کے بعد یہ ایک قانونی مذاق ہے کہ کہا جائے کہ آسیہ مسیح پر پاکستانی قانون کے مطابق کیوں مقدمہ چلایا جاسکتا ہے اور اسے توہین رسالت کی سزا کیوں دی جاسکتی ہے؟

☜ یورپی ممالک سیکولر ریاستیں ہیں، جو اپنے ہاں دیگر مذاہب کی آزادی کے نظریے کے داعی اور محافظ ہیں۔ یہ ممالک مذہبی جبر کے شدید ناقد ہیں۔ اس کے باوجود فرانس، بلجیم اور اٹلی میں پہلے حجاب وسکارف اور چھ ماہ قبل چہرے پر نقاب کے حوالے سے قانون پاس ہوا ہے جس کی رو سے فرانس میں چہرے پر نقاب ڈالنے والی عورت کو ۲۵۷ یورو جرمانہ [1] اور قید کی سزا دی جائے گی۔ فرانس، سیکولرزم کا چیمپئن ملک اور مذہبی تحفظ کا داعی، اپنے ہاں مسلم خواتین پر اپنا غیر اسلامی قانون نافذ کرنے میں کوئی جھجک نہیں رکھتا۔ دوسری طرف پاکستان ایک اسلامی ملک ہے، اور یہ ملک دستوری طور پر سیکولر ہونے کی بجائے اسلام کے فروغ اور اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے بنایا گیا ہے۔ عجیب بات ہے کہ ہمارے لادین دانشوروں کو یہاں غیر مسلموں پر تو اسلام کا نفاذ چبھتا ہے، لیکن یورپ کے سیکولر ملک میں مسلمان خواتین پر یہ مذہبی جبر دکھائی بھی نہیں دیتا !!

شاتم رسول اور حنفی فقہا کا موقف؟

شاتم رسول کی سزا ایک مسلمہ شرعی تقاضا ہے۔ اس کے منکرین کو تو قرآنِ کریم اور احادیثِ مبارکہ کی صریح نصوص کی کوئی فکر نہیں، لیکن ہمارے بعض ایسے بزعم خویش اسلامی دانشور بھی ہیں جو اس سلسلے میں مسلمانوں میں باہمی اختلاف کا شوشہ پیدا کرکے مطلب براری کرنا چاہتے ہیں۔ ایسے مفکرین حنفی فقہ کا حوالہ کس منہ سے دیتے ہیں حالانکہ کسی مسئلہ کے اجماعی طور پر اُمت اسلامیہ کا موقف ہونے اور قرآن وحدیث میں اس کا غیر متزلزل اثبات موجود ہونے کے باوجود یہ مفکرین اس کو درخورِ اعتنا نہیں جانتے، جیسا کہ ماضی میں اس کی کئی مثالیں موجود ہیں۔ تاہم اہل مغرب سے اس کی کوئی تائید مل جائے یا ان کے مفادات پر کوئی حرف گیری کرنے لگے تو تب ایسے دانشور اسلام سے اس کے خلاف

① تفصیلات: 'یورپ میں حجاب ونقاب کے خلاف مہم' از راقم (ماہنامہ 'محدث': اپریل ۲۰۱۰ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلائل ڈھونڈنا شروع کر دیتے ہیں۔

ٹی وی کے مباحثوں میں جاوید احمد غامدی عام یہ کہتے پائے جاتے ہیں کہ ''اے مسلمانانِ پاکستان! آپ اس سلسلے میں میری نہ مانیں، امام ابو حنیفہ کی ہی تسلیم کر لیں جو شاتم رسول کی سزا قتل قرار نہیں دیتے۔'' غامدی صاحب کے ادارے 'المورد' کے سکالرز نے ایسے تمام اقتباسات کو بڑی جستجو کے بعد جمع کر کے مختلف ذرائع کے ذریعے پھیلانے کی بھی کوشش کی ہے۔ ان کے پیش کردہ موقف میں بہت سے مغالطے دیے جاتے ہیں:

① اوّل تو یہ ملتِ اسلامیہ کا اجماعی موقف ہے کہ شاتم رسول کی سزا قتل ہے اور اس میں حنفی علما کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ جیسا کہ ابن المنذر لکھتے ہیں:

أجمع عوام أهل العلم على أن حدّ من سبّ النبي ﷺ القتل[①]

''اہل علم کا اجماع ہے کہ جو آدمی نبی ﷺ کو گالی دیتا ہے، اس کی سزا قتل ہے۔''

② یہی حنفیہ کے معتبر فقہا کا بھی موقف ہے جیسا کہ ابن ہمام حنفی لکھتے ہیں:

كل من أبغض رسول ﷺ بقلبه كان مرتدًا، فالساب بطريق أولىٰ ، ثم يقتل حدًا عندنا فلا تقبل توبته في إسقاطه القتل[②]

''جس شخص نے بھی رسول اللہ ﷺ سے دلی طور پر بغض رکھا، وہ مرتد ہو جاتا ہے، تو گالی دینے والا تو بالاولیٰ مرتد ہو گا۔ اور پھر ایسا شخص ہمارے نزدیک بطورِ حد قتل کیا جائے گا اور قتل کے بارے میں اس کی کوئی توبہ قبول نہیں ہو گی۔''

اور قاضی ابو یوسف اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

وأيما مسلم سبّ رسول الله ﷺ أو كذبه أو عابه أو تنقصه فقد كفر بالله وبانت منه امرأته[③]

'' جس مسلمان نے بھی رسول اللہ ﷺ کو گالی دی، آپ کی تکذیب یا توہین کی تو وہ کافر ہو گیا، اس کی عورت اس سے جدا ہو جائے گی۔''

جیسا کہ اوپر دو معتبر حنفی علما کا قول ذکر ہو چکا ہے کہ شاتم رسول کی سزا بطورِ شرعی حد

---

① موسوعة الدفاع عن رسول الله ﷺ: ج ا/ص ۱۲

② فتح القدير بحواله البحر الرائق شرح كنز الدقائق ج ١٣/ ص ٤٩٥

③ كتاب الخراج بحواله حاشية رد المحتار ج ٤ / ص ٤١٩

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے قتل ہے اور اس کی توبہ ناقابل قبول ہے۔ یاد رہے کہ احناف کے ہاں اسی قول کا اعتبار کیا جاتا ہے جس پر ان کے ہاں فتویٰ دیا جاتا ہو اور پاکستان کے علماے احناف کا فتویٰ بھی وہی ہے جو پوری ملتِ اسلامیہ کا ہے، جیسا کہ اس سلسلے میں پاکستان کے علماے احناف نے اپنا موقف پیش کر دیا ہے کہ امام ابو حنیفہ اور بعض علما احناف کی طرف اس قول کی نسبت درست نہیں!

③ اگر امام ابو حنیفہؒ کی طرف اس قول کی نسبت کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو ان کا موقف کوئی زیادہ مختلف نہیں ہے اور اس سے موجودہ صورتحال میں کوئی فرق واقع نہیں ہوتا۔ فقہی انسائیکلوپیڈیا میں ہے:

والسّابّ إن كان مسلما فإنّه يكفر ويقتل بغير خلاف، وهو مذهب الأئمّة الأربعة وغيرهم، وإن كان ذمّيّا فإنّه يقتل عند الجمهور، وقال الحنفيّة: لا يقتل، ولكن يعزّر على إظهار ذلك①

"اگر دشنام طرازی کرنے والا مسلمان ہو تو وہ کافر ہو جائے گا، اور بلا اختلاف اس کی سزا قتل ہے۔ یہی ائمہ اربعہ وغیرہ کا متفقہ موقف ہے۔ تاہم اگر وہ ذمی ہے تو جمہور کے ہاں اس کی سزا بھی قتل ہے، لیکن حنفیہ کا موقف ہے کہ اس کو لازماً قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ اس جرم کے اظہار پر اس کو تعزیری سزا دی جائے گی۔"

علامہ ابن تیمیہ نے بعض حنفی علما کا موقف ان الفاظ میں درج کیا ہے:

وأما أبو حنيفة وأصحابه فقالوا: لا ينتقض العهد بالسبّ، ولا يقتل الذمي بذلك، لكن يعزر على إظهار ذلك كما يعزر على إظهار المنكرات التي ليس لهم فعلها من إظهار أصواتهم بكتابهم ونحو ذلك، وحكاه الطحاوي عن الثوري②

"امام ابو حنیفہ اور ان کے شاگردوں کا کہنا یہ ہے کہ ذمی کا عہد نبی کریم ﷺ کو گالی دینے سے ٹوٹتا نہیں ہے اور اس بنا پر ذمی کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ تاہم اس کی سزا اس کو دی جائے گی جس طرح دیگر منکرات وغیرہ کی سزا اُنہیں دی جاتی ہے، جن میں سے ان کا اپنی کتب کو بلند آواز سے پڑھنا وغیرہ بھی شامل ہیں۔ اور یہی

① الموسوعة الفقهية الكويتية ج ۲ / ص ۴۸۸۳
② الصارم المسلول: ۱/ ۱۷

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موقف امام طحاوی نے ثوری سے بھی نقل کیا ہے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کی دشنام طرازی پر علمائے اُمت اور احناف میں کوئی فرق نہیں ہے کہ اس کی سزا قتل ہے۔ تاہم بعض احناف کا یہ موقف فقط ایسے ذمی لوگوں کے بارے میں ہے جو دارالاسلام میں رہتے ہوں کہ اگر وہ شتم رسول کریں گے تو ان کی معاہدہ اور امان نامہ نہیں ٹوٹے گا، لیکن اُنہیں اس جرم کی سزا ضرور دی جائے گی جو لازمی نہیں کہ قتل ہی ہو، جیسا کہ تفصیل آگے آرہی ہے۔ پتہ چلا کہ احناف کا یہ موقف ایسے ذمی لوگوں کے بارے میں جو دارالاسلام میں رہ کر ذمی کے فرائض یعنی جزیہ بھی ادا کرتے ہوں۔ احناف کے اس موقف سے اگر یہ ثابت شدہ ہو تو پاکستان کی موجودہ صورتحال میں کوئی فرق واقع نہیں ہوتا کیونکہ پاکستان کے غیر مسلم نہ تو ذمی ہیں اور نہ ہی ذمی کی حیثیت کو قبول کرکے جزیہ وغیرہ ادا کرتے ہیں بلکہ یہ تو برابر کے شہری ہونے کے داعی ہیں۔ دراصل پاکستان خالص طور پر اسلامی مفہوم میں دارالاسلام نہیں بلکہ ایک وطنی ریاست ہے جس میں رہنے والے ایک باہمی متفقہ دستور کی بنا پر اپنے حقوق کا تعین کرتے ہیں۔ ان حالات میں ایک ایسی ریاست میں ذمی کا مسئلہ ڈال کر معاملہ کو اُلجھانا مغرب زدہ دانشوروں کا وطیرہ ہی ہو سکتا ہے۔

دوسری طرف حنفیہ کے نامور فقیہ علامہ محمد امین عرف قاضی ابن عابدین نے اپنی کتاب میں علامہ ابن تیمیہ کے اس اقتباس کو بیان کرکے اس کی وضاحت یوں کی ہے:

ومن أصولهم: يعني الحنفية أن ما لا قتل فيه عندهم مثل القتل بالمثقل والجماع في غير القبل، إذا تكرر فللامام أن يقتل فاعله، وكذلك له أن يزيد على الحد المقدر إذا رأى المصلحة في ذلك، ويحملون ما جاء عن النبي ﷺ وأصحابه من القتل في مثل هذه الجرائم، على أنه رأى المصلحة فذلك ويسمونه القتل سياسة.

وكان حاصله: أن له أن يعزر بالقتل في الجرائم التي تعظمت بالتكرار، وشرع القتل في جنسها، ولهذا أفتى أكثرهم بقتل من أكثر من سب النبي ﷺ من أهل الذمة وإن أسلم بعد أخذه، وقالوا يقتل سياسة، وهذا متوجه على أصولهم اهـ. فقد أفاد أنه يجوز عندنا قتله إذا تكرر منه ذلك وأظهره.

وقوله: وإن أسلم بعد أخذه، لم أر من صرح به عندنا، لكنه نقله

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عن مذهبنا وهو ثبت فيقبل[①]

"اُصولِ حنفیہ میں سے یہ ہے کہ احناف میں بھاری آلہ سے قتل پر یا قُبل کے علاوہ کسی جگہ میں جماع کرنے پر سزاے قتل ضروری نہیں۔ تاہم جب یہ فعل تکرار سے ہوں تو حاکم اس کے فاعل کو قتل کرنے کا حکم بھی دے سکتا ہے اور حاکم کو یہ صلاحیت بھی حاصل ہے کہ مصلحتِ عامہ کا لحاظ کرتے ہوئے متعین حد پر سزا کا اضافہ بھی کر سکتا ہے۔ اس کی دلیل نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کا اس جیسے جرائم میں عوامی مصلحت کو ملحوظ رکھتے ہوئے قتل کی سزا کا فیصلہ کرنا ہے۔ احناف میں ایسی سزائے قتل کو سیاستاً سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ [یعنی ایک تو وہ سزاے قتل جو شرعاً مقرر ہے اور دوسری جو شرعی مصلحت کی بنا پر دی جائے، وہ 'سزاے قتل سیاستاً' کہلائے گی]

حاصل بحث یہ ہے کہ قاضی کو یہ حق حاصل ہے کہ تکرار سے ہونے والے جرائم کی شدت کی بنا پر ان میں قتل کی سزا جاری کرے۔ اسی بنا پر بہت سے احناف نے ایسے بہت سے شاتمان رسول کے قتل کا فتویٰ دیا ہے جو ذمی ہونے کے باوجود تکرار سے اس فعل شنیع کا ارتکاب کرتے تھے، باوجود اس امر کے کہ مجرم ذمی پکڑے جانے کے بعد توبہ کرکے اسلام بھی لے آئے۔ اور حنفیہ نے کہا کہ ایسے شاتمان کو سیاستاً [مصلحتِ شرعی کی بنا پر] قتل کیا جائے گا۔ اور یہ موقف ان کے اصول سے ثابت شدہ ہے۔ اس سے ہمیں معلوم ہوا کہ ہمارے [حنفیہ] کے ہاں بھی شاتم ذمی کا قتل کرنا جائز ہے، جب وہ تکرار کا مرتکب ہو اور کھلم کھلا یہ جرم کرے۔

امام ابن تیمیہ کا یہ کہنا کہ اگرچہ ایسا ذمی پکڑے جانے کے بعد اسلام بھی لے آئے [تب بھی اس کو قتل کیا جائے گا] تو مجھے علم نہیں کہ حنفیہ میں سے کسی نے اس کی صراحت بھی کی ہے یا نہیں؟ تاہم جب امام ابن تیمیہ حنفیہ کے بارے میں یہ بات جو بتا رہے ہیں تو ایک معتبر شخصیت ہونے کے ناطے ان کی بات کا اعتبار کیا جانا چاہیے۔"

مذکورہ بالا طویل اقتباس سے معلوم ہوا کہ

- توہین رسالت کے ارتکاب کی صورت میں ذمی کو تعزیری سزا دی جائے گی۔

---

① ردّ المحتار علی الدر المختار: ٤/٢٣٣

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- احناف کے ہاں ذمی کو مسلسل یا کھلم کھلا توہین رسالت پر قتل کی سزا دی جاسکتی ہے۔
- اس سزا کی اساس شریعت کے براہِ راست حکم کی بجائے قاضی کے پیش نظر مصلحت شرعی ہوگی جسے اصطلاحاً 'سزاے قتل سیاستاً' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔
- اگر شاتم رسول ذمی توبہ کے بعد اسلام بھی لے آئے تو اس کی توبہ ناقابل قبول ہوگی۔

④ احناف کے اس موقف کی وضاحت کے بعد، آخر میں سب سے اہم نکتہ جو ایک مسلمان کے لئے اساسی حیثیت رکھتا ہے، یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے دور میں ایسے شاتمانِ رسول سے جو غیر مسلم اور ذمی تھے، کوئی رعایت ملحوظ نہ رکھی اور ان کو خود اپنے حکم سے قتل کروایا۔ احادیث کے یہ چھ واقعات چار صفحات پہلے بیان ہوچکے ہیں۔ اس ضمن میں کعب بن اشرف یہودی اور ابورافع سلام بن الحقیق یہودی کے واقعات، جن میں آپ نے خود صحابہ رضی اللہ عنہم کو ان شاتمانِ رسول کو قتل کرنے کے لئے بھیجا، صحیح بخاری کی احادیث ہیں اور امام ابوحنیفہ کے قول کے مطابق: إذا صح الحديث فهو مذهبي "جب کوئی حدیثِ صحیح آجائے تو وہی میرا مذہب ہے۔" ان کا قول بھی ان احادیث کے بعد یہی بنتا ہے جو دیگر علماے اُمت کا ہے جیسا کہ مشہور حنفی امام قاضی ابن عابدین فرماتے ہیں:

> إِذَا صَحَّ الْحَدِيثُ وَكَانَ عَلَى خِلَافِ الْمَذْهَبِ عُمِلَ بِالْحَدِيثِ، وَيَكُونُ ذَلِكَ مَذْهَبَهُ وَلَا يَخْرُجُ مُقَلِّدُهُ عَنْ كَوْنِهِ حَنَفِيًّا بِالْعَمَلِ بِهِ، فَقَدْ صَحَّ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: إِذَا صَحَّ الْحَدِيثُ فَهُوَ مَذْهَبِي. وَقَدْ حَكَى ذَلِكَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ وَغَيْرِهِ مِنَ الْأَئِمَّةِ (رد المحتار: ١/ ١٦٦)
>
> "جب کوئی حدیث صحیح اور مستند ہو حالانکہ وہ حنفی مذہب کے خلاف ہو تو اس صحیح حدیث پر عمل کیا جائے گا اور وہی امام ابوحنیفہ کا مسلک ہوگا۔ اور اس حدیث پر عمل کرنے کی بنا پر امام ابوحنیفہ کا مقلد حنفیت کے دائرہ سے خارج نہیں ہوگا۔ کیونکہ امام ابوحنیفہ سے یہ بات درست طور پر منقول ہے کہ جب حدیث صحیح مل جائے تو وہی میرا مذہب ہے۔ یہ بات ابن عبد البر اور دیگر ائمہ اسلاف نے امام ابوحنیفہ سے بیان کی ہے۔"

الغرض یہی مستند شرعی مسئلہ ہے اور یہی حقیقی حنفی موقف ہے جیسا کہ اوپر کی تصریح سے معلوم ہوا اور اسی کو تمام فقہاے عظام اور محدثین کرام رحمہم اللہ اجمعین نے اختیار کیا ہے کہ شاتم رسول کی سزا قتل ہے، چاہے وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم!

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ ذمی کے لئے توہین رسالت کی سزا میں رعایت نہ تو امام ابو حنیفہ کا موقف ہے، نہ ہی پاکستان کے عیسائی یا دیگر غیر مسلم ذمی ہیں، نہ وہ اس حیثیت کو مانتے اور نہ ہی اس کے تقاضے پورے کرتے ہیں، پھر جاوید غامدی کا واویلا اور ان کے لئے رعایت کا مطالبہ کس بنا پر ہے؟ پاکستان کے ایک شہری ہونے کے ناطے ان پر پاکستان کا ہی قانون توہین رسالت لاگو ہو گا، اور یہی پاکستان کے قانون اور اسلام کا تقاضا ہے۔

☜ آج بعض لوگ یہ شبہ بھی پیدا کرتے ہیں کہ گستاخِ رسول کی سزا عورت کو نہیں دی جائے گی، حالانکہ احادیثِ رسول میں یہودیہ، عمیر بن اُمیہ کا اپنی گستاخ مشرکہ بہن کو قتل کرنے اور عمیر بن عدی کے عصما بنت مروان کو قتل کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس جرم کی سزا میں عورت اور مرد میں کوئی فرق نہیں ہے۔

ہفتہ 22 جنوری 2011ء

روزنامہ امت کراچی

جاوید احمد غامدی نے ناموس رسالت قانون کو خلاف اسلام قرار دیدیا

منسوخی کا مطالبہ-علما جھوٹ بول رہے ہیں-نتیجہ پاکستان کی تباہی کی صورت نکلے گا-انٹرویو میں شرانگیزی

لندن (امت نیوز) نت نئے خیالات ایجاد کرنے کے لیے مشہور جاوید احمد غامدی ناموس رسالت قانون کے خلاف بھی کھل کر سامنے آگئے ہیں۔ ممتاز برطانوی اخبار گارجین کو ایک انٹرویو میں شرانگیزی کرتے ہوئے جاوید غامدی نے ناموس رسالت قانون کو منسوخ کرنے کا مطالبہ کیا ہے اور دعویٰ کیا کہ قرآن وسنت میں اس کی کوئی بنیاد موجود نہیں ہے اور اسلام اس قانون کی حمایت نہیں کرتا۔ جاوید غامدی نے کہا کہ ناموس رسالت قانون کو منسوخ نہ کیا گیا تو پاکستان میں مذہبی انتہاپسند اور ان کے پُرتشدد حامی مزید طاقتور ہو جائیں گے، جن کا پہلے ہی اسٹیبلشمنٹ یعنی فوج کے ساتھ اتحاد قائم ہے اور یہ قوت مقبوضہ کشمیر اور افغانستان کی لڑائی میں سرگرم ہے۔ جاوید غامدی نے مزید کہا کہ ناموس رسالت قانون کے حوالے سے علما لوگوں سے جھوٹ بول رہے ہیں کیوں کہ اسلام میں اس بارے میں کوئی توجیح موجود نہیں ہے۔ ملائیشیا میں اپنی اہلیہ اور بیٹیوں کے ساتھ موجود 59 سالہ جاوید احمد غامدی کا کہنا ہے کہ مذہبی قوتوں کے پاس اسٹریٹ پاور ہے، جس کے ذریعے وہ مضبوط ہو رہی ہیں، جب کہ لبرل قوتیں کمزور و تقسیم ہیں اور یہ سلسلہ ایسے ہی جاری رہا تو نتیجہ پاکستان کی تباہی کی صورت میں نکلے گا۔ برطانوی اخبار کے مطابق جاوید غامدی گذشتہ برس اس وقت اپنی فیملی کے ساتھ لاہور سے ملائیشیا منتقل ہو گئے تھے، جب پولیس نے ان کے گھر کو بم سے اڑانے کی ایک کوشش ناکام بنا دی تھی۔ اس حوالے سے جاوید غامدی نے کہا کہ ان کا اب پاکستان میں رہنا ناممکن ہو گیا ہے۔

☆☆☆☆☆

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقہ واجتہاد

مولانا محمد تصدق حسین [1]

گستاخِ رسول کی سزا اور فقہائے احناف

آج کل تجدد پسند دانشوروں کی طرف سے شتم رسول کے مسئلہ پر امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور حنفی فقہا کے اقوال کا بہ کثرت تذکرہ کیا جارہا ہے، حالانکہ یہ دعویٰ کرنے والے لوگ وہ ہیں جو اجماعِ اُمت تو کجا، قرآنی آیت واحادیثِ مبارکہ کو بھی کوئی وزن دینے کو تیار نہیں۔ اس کے باوجود میڈیا پر ان کے مسلسل بیانات کے دفاع میں، مدیر 'محدث' کے مطالبے پر، اَحناف کے ایک معتمد عالم دین مولانا تصدق حسین نے فقہاے کرام کے اس حوالے سے اہم اقوال کو جمع کر دیا ہے۔ حبِ نبوی ﷺ اور اتباعِ سنت کے حوالے سے کی جانے والی یہ کاوش قابل تحسین ہے۔ اِدارہ

عصر حاضر میں اُٹھنے والے فتنوں میں سے سب سے عظیم فتنہ جو دنیا کو اپنی لپیٹ میں لیے ہوئے ہے، وہ شعائر اللہ کی توہین ہے اور رسول اللہ ﷺ کی عزت وناموس پر رکیک حملے کیے جارہے ہیں، یہود و نصاریٰ نت نئے طریقوں سے اُمتِ مسلمہ کے مذہبی جذبات مجروح کرنے کی سعی میں مصروف ہیں، نوبت بایں جارسید کہ اسلام کی دعویدار حکومتوں کی ریاست میں سرعام رسول اللہ ﷺ کی حرمت وناموس کے حوالے سے عوام کے اَذہان و قلوب کو منتشر کیا جارہا ہے، انگریز کے زرِ خرید غلام مسلمانوں کو محبتِ مصطفی ﷺ سے تہی دامن کرنا چاہتے ہیں۔

فتنہ و فساد کی اس شورش میں یہود و ہنود کے کچھ گماشتے ملک پاکستان کی بنیادوں میں لادینیت اور سیکولر ازم کا زہر گھولنا چاہتے ہیں، کوئی کہتا ہے: قائداعظم سیکولر تھے، تو کوئی یہ راگ الاپتا دکھائی دیتا ہے کہ پاکستان نظامِ مصطفیٰ کے لئے نہیں بنا۔ انہی حالات میں جب

[1] رکن صوبائی شوریٰ جمعیت علما پاکستان، ناظم تعلیمات جامعۃ المرکز الاسلامی، مین والٹن روڈ، لاہور کینٹ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آسیہ ملعونہ نے نبی کریم ﷺ کی عزت و ناموس پر حملہ کیا اور عدالت نے اسے موت کی سزا سنادی تو ایک طوفانِ بد تمیزی بپا ہو گیا۔ قانون ناموس رسالت کو ختم کروانے کے لئے انگریز کے وفادار نام نہاد مسلمان میدان عمل میں آ گئے۔اسی طرح ایک نام نہاد سکالر جاوید غامدی نے یہ شوشہ پھیلانے کی کوشش کی کہ فقہائے احناف کے نزدیک گستاخِ رسول کی سزا موت نہیں، لہٰذا ۲۹۵سی، کو ختم کر دیا جائے، اس شخص کا مقصد اُمتِ مسلمہ میں افتراق و انتشار کی فضا پیدا کرنا ہے۔اُمتِ مسلمہ کو ایسے اشخاص کے گھناؤنے کردار سے خبر دار رہنا چاہئے۔ گستاخِ رسول کی سزا کے حوالے سے احناف کے جلیل القدر علما کی آرا ملاحظہ فرمایئے:

① امام محقق ابن الہمام علیہ الرحمہ

كل من أبغض رسول الله ﷺ بقلبه كان مرتدًا فالساب بطريق أولى ثم يقتل حدًا عندنا فلا تقبل توبته في إسقاط القتل.... وإن سبّ سكران ولا يعفى عنه ①

''ہر وہ شخص جو دل میں رسول ﷺ سے بغض رکھے، وہ مرتد ہے اور آپ کو سب و شتم کرنے والا تو بدرجہ اولیٰ مرتد ہے اسے قتل کیا جائے گا۔ قتل کے ساقط کرنے میں اسکی توبہ قبول نہیں۔ اگرچہ حالتِ نشہ میں کلمہ گستاخی بکا ہو، جب بھی معافی نہیں دی جائے گی۔''

② علامہ زین الدین ابن نجیم علیہ الرحمہ

كل كافر فتوبته مقبولة في الدنيا والآخرة إلا جماعة الكافر بسب النبي وبسبّ الشيخين أو إحداهما.... لا تصح الردة السكران إلا الردة بسب النبي ولا يعفى عنه.... وإذا مات أو قتل لم يدفن في مقابر المسلمين، ولا أهل ملته وإنما يلقى في حفيرة كالكلب ②

''ہر قسم کے کافر کی توبہ دنیا و آخرت میں مقبول ہے، مگر ایسے کفار جنھوں نے حضور ﷺ یا شیخین میں سے کسی کو گالی دی تو اُس کی توبہ قبول نہیں۔ ایسے ہی نشہ کی حالت میں ارتداد کو صحیح نہ مانا جائے گا مگر حضور ﷺ کی اہانت حالتِ نشہ میں بھی کی

① فتح القدیر: ۵/ ۳۳۲
② الاشباہ والنظائر: ۱۵۹،۱۵۸

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے تو اُسے معافی نہیں دی جائے گی۔ جب وہ شخص مر جائے تو اسے مسلمانوں کے مقابر میں دفن کرنے کی اجازت نہیں، نہ ہی اہل ملت (یہودی نصرانی) کے گورستان میں بلکہ اسے کتے کی طرح کسی گڑھے میں پھینک دیا جائے گا۔“

③ امام ابن بزار علیہ الرحمہ

إذا سبّ الرسول ﷺ أو واحد من الأنبياء فإنه يقتل حدًا فلا توبة له أصلًا سواءً بعد القدرة عليه والشهادة أو جاء تائبًا من قبل نفسه كالزنديق لأنه حد واجب فلا يسقط بالتوبة ولا يتصور فيه خلاف لأحد لأنه حق تتعلق به حق العبد فلا يسقط بالتوبة كسائر حقوق الآدميين وكحد القذف لا يزول بالتوبة①

”جو شخص رسول اللہ ﷺ کی اہانت کرے یا انبیا میں سے کسی نبی کی گستاخی کرے تو اسے بطورِ حد قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ کا کوئی اعتبار نہیں، خواہ وہ تائب ہو کر آئے یا گرفتار ہونے کے بعد تائب ہو اور اس پر شہادت مل جائے تو وہ زندیق کی طرح ہے۔ اس لیے کہ اس پر حد واجب ہے اور وہ توبہ سے ساقط نہیں ہوگی۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں، اس لیے کہ یہ ایسا حق ہے جو حق عبد کے ساتھ متعلق ہے، جو بقیہ حقوق کی طرح توبہ سے ساقط نہیں ہوتا جیسے حدِ قذف بھی توبہ سے ساقط نہیں ہوتی۔“

④ علامہ علاء الدین حصکفی علیہ الرحمہ

الكافر بسبّ النبي من الأنبياء لا تقبل توبته مطلقًا ومن شكّ في عذابه و كفره كفر②

"کسی نبی کی اہانت کرنے والا شخص ایسا کافر ہے جسے مطلقاً کوئی معافی نہیں دی جائے گی، جو اس کے کفر و عذاب میں شک کرے، وہ خود کافر ہے۔"

⑤ علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ

واعلم انه قد اجتمعت الأمة على أن الاستخفاف بنبينا وبأي نبي كان من الأنبياء كفر، سواء فعله فاعل ذلك استحلالا أم فعله معتقدًا بحرمته ليس بين العلماء خلاف في ذلك، والقصد للسب وعدم القصد

① رسائل ابن عابدین: ۲/ ۳۲۷

② درمختار: ۶/ ۳۵۶

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سواء إذ لا يعذر أحد في الكفر بالجهالة ولا بدعوى زلل اللسان إذا كان عقله في فطرته سليما ①

"تمام علمائے اُمت کا اجماع ہے کہ ہمارے نبی کریم ﷺ ہوں یا کوئی اور نبی علیہ السلام ان کی ہر قسم کی تنقیص و اہانت کفر ہے، اس کا قائل اسے جائز سمجھ کر کرے یا حرام سمجھ کر، قصداً گستاخی کرے یا بلا قصد، ہر طرح اس پر کفر کا فتویٰ ہے۔ شانِ نبوت کی گستاخی میں لاعلمی اور جہالت کا عذر نہیں سنا جائے گا، حتیٰ کہ سبقتِ لسانی کا عذر بھی قابل قبول نہیں، اس لیے کہ عقل سلیم کو ایسی غلطی سے بچنا ضروری ہے۔"

⑥ علامہ ابو بکر احمد بن علی رازی علیہ الرحمہ

ولا خلاف بين المسلمين أن من قصد النبي ﷺ بذلك فهو ممن ينتحل الإسلام أنه مرتد فهو يستحق القتل ②

"تمام مسلمان اس پر متفق ہیں کہ جس شخص نے نبی کریم ﷺ کی اہانت اور ایذا رسانی کا قصد کیا وہ مسلمان کہلاتا ہو تو بھی وہ مرتد مستحق قتل ہے۔"

ذمی شاتم رسول کا حکم

جو شخص کافر ہو اور اسلامی سلطنت میں رہتا ہوں، ٹیکس کی ادائیگی کے بعد اسے حکومت تحفظ فراہم کرتی ہے، مگر جب وہ اہانتِ رسول کا مرتکب ہو تو اس کا عہد ختم ہو جاتا ہے اور اس کی سزا بھی قتل ہے۔

⑦ امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ

علامہ ابن تیمیہ علیہ الرحمہ امام اعظم ابو حنیفہؒ کا موقف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فإن الذمي إذا سبه لا يستتاب بلا تردد فإنه يقتل لكفره الأصلي كما يقتل الأسير الحربی ③

"اگر کوئی ذمی نبی کریم ﷺ کی اہانت کا مرتکب ہو تو اسے توبہ کا مطالبہ کئے بغیر قتل کر دیں گے کیونکہ اسے اس کے کفر اصلی کی سبب قتل کیا جائے گا جیسے حربی کافر کو قتل کیا

---

① روح البیان: ۳/ ۳۹۴
② احکام القرآن: ۳/ ۱۱۲
③ الصارم المسلول: ص ۲۶۰

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتا ہے۔"

⑧ **امام محقق ابن الہمام** علیہ الرحمہ

"میرے نزدیک مختار یہ ہے کہ ذمی نے اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کی یا اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی طرف غیر مناسب چیز منسوب کی، اگر وہ ان کے معتقدات سے خارج ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی طرف اولاد کی نسبت یہ یہود و نصاریٰ کا عقیدہ ہے، جب وہ ان چیزوں کا اظہار کرے تو اس کا عہد ٹوٹ جائے گا اور اسے قتل کر دیا جائے گا۔"①

⑨ **علامہ ابن عابدین شامی** علیہ الرحمہ

فلو أعلن بشتمه أو إعتاده قُتل ولو امرأة وبه يفتٰى اليوم②

"جب ذمی علانیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کا مرتکب ہو تو اسے قتل کیا جائے گا، اگرچہ عورت ہی ہو اور اسی پر فتویٰ ہے۔"

حرفِ آخر

قاضی عیاض مالکی اور علامہ ابن تیمیہ رحمہما اللہ، دونوں نے امام ابو سلیمان خطابیؒ کا موقف نقل کرتے ہوئے لکھا:

لا أعلم أحدا من المسلمين اختلف في وجوب قتله

"میں نہیں جانتا کہ مسلمانوں میں سے کسی نے شاتم رسول کے قتل میں اختلاف کیا ہو۔"

علامہ ابن تیمیہؒ مزید لکھتے ہیں:

إن الساب إن كان مسلما فإنه يكفرويقتل بغير خلاف وهو مذهب الأئمة الأربعة وغيرهم③

"بے شک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب و شتم کرنے والا اگرچہ مسلمان ہی کہلاتا ہو، وہ کافر ہو جائے گا۔ ائمہ اربعہ اور دیگر کے نزدیک اِسے بلا اختلاف قتل کیا جائے گا۔"

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت عطا فرمائے، اور قرآن و سنت کے مطابق ہمیں زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

---

① فتح القدیر: ۵/ ۳۰۳

② رد المحتار: ۶/ ۳۳۱

③ الصارم المسلول: ص ۲۴

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیگم عطیہ انعام الٰہی

بارہ ربیع الاوّل، غور و فکر کے چند پہلو!

ربیع الاوّل کے بابرکت مہینے میں ہمارے پیارے نبی ﷺ اس دنیا میں تشریف لائے۔ مشیتِ الٰہی کے تحت اس دنیا سے آپ ﷺ کی واپسی بھی اسی ماہ میں ہوئی۔ یہ صرف ایک اتفاق ہی نہیں بلکہ ربُ العزّت کی طرف سے ہم مسلمانوں کا ایک خاص قسم کا امتحان بھی ہے۔ اس امتحان کی اہمیت اس وقت اور بھی بڑھ جاتی ہے، جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ آپ کی پیدائش کا دن اور آپ کا یومِ رحلت بھی ایک ہی یعنی بارہ ربیع الاوّل ہے۔ ہم اس وقت ایک عجیب قسم کے دوراہے پر کھڑے ہو جاتے ہیں کہ ہم آج کے دن آپ کی پیدائش کی خوشی منائیں یا آپ کی وفات کا دُکھ اور صدمہ!

ایک بارہ ربیع الاوّل وہ تھا جس دن آپ ﷺ اس دنیا میں تشریف لائے۔ بے شک اس موقع پر کئی بابرکت اُمور ظاہر ہوئے مگر کلی طور پر کوئی بھی اس بات کا اِحاطہ نہیں کر سکتا تھا کہ یہ پیدا ہونے والی ہستی کون ہے اور انسانیت کے کس اعلیٰ ترین منصب پر فائز ہونے والی ہے، کیونکہ مستقبل کا کامل علم اللہ کے علاوہ کسی اور کے پاس نہیں۔

پھر درجہ بدرجہ آپ ﷺ اپنی عمر مبارک کی منازل طے کرتے گئے حتیٰ کہ عمر عزیز کے چالیسویں سال آپ کو مقامِ نبوت سے سرفراز فرمایا گیا اور دنیا میں آپ ﷺ کی تشریف آوری کا اصل مشن آپ کے سپرد کیا گیا۔ یہ مشن تھا بھٹکی ہوئی انسانیت کو اس کے خالق سے ملانا اور اس کی عبادت اور اِطاعت کے ذریعے اسی کے ساتھ وابستہ کرنا۔

آپ ﷺ نے اس مشن کو توفیقِ ایزدی کے ساتھ اس شان سے کمال تک پہنچایا کہ حجۃ الوداع کے موقع پر ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام کے ٹھاٹھیں مارتے سمندر نے گواہی دی کہ آپ نے اپنا فرض کماحقہ پورا کر دیا۔ حج کے انہی ایام میں، منیٰ میں ہی سورۃ النصر نازل

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی تو جہاں یہ آپ کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تکمیل مشن کی بشارت تھی، وہیں اس میں آپ ﷺ کے لئے اب دنیا سے رخصتی کا اشارہ بھی تھا۔ سمجھ دار صحابہ اس اشارے کو سمجھ گئے تھے اور غمگین اور افسردہ ہوگئے۔ پھر بارہ ربیع الاوّل کا وہ دن بھی آگیا جب آپ اس دنیاے فانی سے تشریف لے گئے۔ إنا لله وإنا إليه راجعون!

اس دن صحابہ کرام کے غم والم کا کیا عالم تھا۔ حضرت عمر جیسے جری اور بہادر صحابی غم کے اس کوہِ گراں کو برداشت نہ کرسکے اور تلوار لے کر کھڑے ہوگئے کہ جو شخص یہ کہے گا کہ محمد ﷺ فوت ہوگئے ہیں تو اس کی گردن اُڑا دوں گا۔ ابوبکر صدیقؓ نے بڑی ہوش مندی اور تدبر کے ساتھ سب کے سامنے حقیقت بیان کی۔ فرمایا:

> ''جو شخص محمد ﷺ کو پوجتا تھا تو وہ سمجھ لے کہ بلا شبہ محمد ﷺ فوت ہوگئے ہیں اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ ہمیشہ زندہ ہے اور کبھی مرنے والا نہیں۔''

پھر آپ نے سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۱۴۴ تلاوت فرمائی:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ اَفَا۟ىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓي اَعْقَابِكُمْ

> ''محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ ان سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے۔ اگر وہ وفات پاجائیں یا شہید ہوجائیں تو کیا تم اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے۔ (یعنی اسلام چھوڑ دو گے)''

عبد اللہ بن عباس کہتے ہیں: گویا ہم لوگوں کو پتہ ہی نہیں تھا کہ اللہ نے یہ آیت بھی نازل فرمائی ہوئی پھر جسے دیکھو وہ یہی آیت پڑھ رہا تھا اور خود سیدنا عمر کہتے ہیں:

> ''اللہ کی قسم! مجھے یوں محسوس ہوا کہ میں نے یہ آیت ابوبکر کے تلاوت کرنے سے پہلے سنی ہی نہ تھی اور جب سنی تو سہم گیا۔ دہشت کے مارے میرے پاؤں نہیں اُٹھ رہے تھے۔ زمین پر گر گیا اور جب میں نے ابوبکر کو یہ آیت پڑھتے سنا تب معلوم ہوا کہ واقعی رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی ہے۔'' (صحیح بخاری: ۴۴۵۴)

بلالِ حبشی موذّنِ رسول ﷺ کو ایسی چپ لگ گئی کہ نبی ﷺ کے بعد وہ اذان نہ دے سکے۔ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد فقط دو دفعہ اذان دی۔ ایک دفعہ حضرت حسن وحسین کے مجبور کرنے پر اَذان دینا شروع کی مگر أشهد أن م ُم محمد تک پڑھا اور اس سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آگے نہ بڑھ سکے۔ صد حیرت اور افسوس ہے ہم پر کہ بارہ ربیع الاوّل کو ہماری یہ کیفیت کیوں نہیں ہوتی۔ آپ ﷺ کے یومِ پیدائش کی خوشی میں آپ ﷺ کے یومِ وصال کو ہم قطعاً بھول جاتے ہیں۔ قارئین! اگر ایسا ہو کہ ہمارا کوئی بہت ہی پیارا عزیز اسی تاریخ پر فوت ہو جائے جس تاریخ پر وہ پیدا ہوا تو آپ دل پر ہاتھ رکھ کر انصاف سے بتائیے کہ کیا اس تاریخ کو پیدائش کی خوشیاں منائیں گے یا وفات کا غم!

جس دن نبی ﷺ پیدا ہوئے، کسی کو کامل ادراک نہیں تھا کہ کیسی ہستی دنیا میں تشریف لائی، لیکن اپنی بے مثال زندگی گزار کر جب آپ ۶۳ سال کے بعد وفات پاتے ہیں تو صحابہ کرام اور سارے عرب کو اندازہ تھا کہ کون سی ہستی ہم سے جدا ہو گئی ہے۔ اسی لئے ان کے غم واَندوہ کی یہ کیفیت تھی کہ جیسے اُن پر پہاڑ ٹوٹ پڑا ہو۔

ہم اگر چند دہائیاں پیچھے کو جائیں تو بہت سے لوگوں کو یاد ہو گا کہ ہمارے ہاں بارہ ربیع الاوّل کو بارہ وفات کا نام دیا جاتا تھا اور اس دن لوگوں کے احساسات و جذبات افسردہ اور اُداس ہوتے تھے۔ اس دن ان کی سرگرمیاں ایسے ہی جذبات کی عکاسی کرتیں۔ نجانے کس روشن خیالی کے تحت ایسی سب سوچوں پر پہرہ لگا دیا گیا اور اس کو صرف اور صرف خوشیوں اور مسرتوں کا ایک ایسا موقع سمجھ لیا گیا کہ 'عید' سے کم کسی نام پر اطمینان ہی نہیں۔ حالانکہ ایسی مذہبی، ملی اور اجتماعی خوشیوں کے مواقع مقرر کرنا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حق ہے اور ان دو ہستیوں نے ہمارے لئے سال بھر میں دو عیدیں مقرر فرمائیں: عید الفطر اور عید الاضحیٰ۔ عیدین کے فلسفہ پر غور کریں تو واضح ہوتا ہے کہ دونوں عیدوں کے ساتھ اسلام کے دو بنیادی فرائض وابستہ ہیں: رمضان اور حج، اور ان کی ادائیگی کی خوشی اور شکرانے میں اللہ تعالیٰ ہمیں مسرت کا ایک موقع فراہم کرتے ہیں کہ اللہ کے بندوں نے اللہ کی رضا پانے کے لئے اللہ کے عائد کردہ فرائض بجالانے میں محنت کی۔ آخرت میں اللہ نے حسن قبولیت کا پروانہ دیا اور دنیا میں اجتماعی ملّی خوشی کا دن مقرر کر دیا۔ عید میلاد النبی ﷺ کے ساتھ ایسا کوئی فریضہ وابستہ نہیں بلکہ صرف اور صرف اللہ رب العزّت کا بے پایاں کرم ہے کہ اس نے ہمیں امام الانبیاء رحمۃ للعالمین محمد ﷺ سے نوازا۔ اس موقع پر اللہ کا شکر ادا کریں اور محمد

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کی اتباعِ کامل کا عہد و اقرار کریں تو اللہ رب العزّت کی اس نعمتِ عظمیٰ کا کچھ حق ادا ہو سکتا ہے۔

کسی بھی عمل کو بطورِ ایک شرعی فریضے کے ادا کرنے کے لئے ہمارے پاس دو بنیادیں ہوتی ہیں: قرآن کریم اور سنت مطہرہ میں اس کے بارے میں شرعی حکم۔ جس کے بارے میں دورِ نبوی اور خلافتِ راشدہ کے دور کے بعد ہمیشہ سے اُمتِ مسلمہ کا اجتماعی عمل بھی ہمارے شوقِ عمل کو مہمیز دیتا ہے۔

عید میلاد النبی ﷺ کے حوالے سے ہم قرآن و سنت میں غور کریں تو واضح نظر آتا ہے کہ اَحادیث میں ہمیشہ 'عیدین' یعنی دو عیدوں کے احکام اور تفاصیل ہی ملتی ہیں نہ کہ تین عیدوں کی۔ رہ گیا اُمت کا تعامل تو سب سے پہلے ان میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی پاکیزہ جماعت کا نمبر ہے، دوسرے نمبر پر تابعین کا اور پھر تبع تابعین کا۔ نبی ﷺ نے اپنی ایک حدیث میں فرمایا ہے:

"سب سے بہترین میرا زمانہ ہے پھر اس کے ساتھ کا اور پھر اس کے ساتھ کا۔"

(صحیح بخاری:۲۶۵۱)

اگر ہم ان تینوں ادوار کو دیکھیں تو ان پاکیزہ نفوس نے بارہ ربیع الاوّل کے حوالے سے ہمارے لئے کوئی نمونہ قائم نہیں کیا۔ ہمارے لئے ان اَدوار کے صالحین کا عملی نمونہ بن سکتا ہے، کیونکہ انہیں آنحضور ﷺ نے بہترین قرار دیا۔ پھر بعد کے اَدوار میں دین پر عمل کے حوالے سے لوگوں میں ویسی پابندی اور اہتمام نہ رہا، اس لئے بعد کے لوگوں کا عمل ہمارے لئے حجت نہیں ہے۔

نبی ﷺ کے یومِ میلاد کے سلسلے میں ایک تاریخی پہلو سے بھی جائزہ لیں۔ مسلمانوں میں معروف ہے کہ نبی ﷺ ۲۲/اپریل ۵۷۱ء میں بروز سوموار پیدا ہوئے۔ جبکہ اسلامی مہینے کے لحاظ بارہ ربیع الاوّل عام الفیل کے اگلے سال بروز سوموار صبح کو پیدا ہوئے۔

محققین کی تحقیق کے مطابق ۲۲/اپریل ۵۷۱ء، ۱۲ ربیع الاوّل سن ۱ ہجری عام الفیل میں پیر کا دن نہیں بنتا بلکہ جمعرات کا دن بنتا ہے۔ پیر کا دن ۹ ربیع الاوّل میں پڑتا ہے۔ اس لئے آپ ﷺ کی یوم پیدائش ۹ ربیع الاوّل ہے، نہ کہ ۱۲ ربیع الاوّل۔ یہ تحقیق سیرتِ نبوی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر عالمی انعام یافتہ کتاب 'الرحیق المختوم' کے مصنف علامہ صفی الرحمٰن مبارکپوری کی ہے۔ اُنہوں نے اپنی اس کتاب میں علامہ محمد سلیمان منصورپوری اور محمود پاشا فلکی کی تحقیق کا حوالہ دیا ہے۔

قارئین! غور فرمائیں اگر منشائے الٰہی یہ ہوتا کہ اُمتِ محمدیہ اپنے نبی محمد ﷺ کا یوم پیدائش بطورِ عید منائے تو کم از کم اس کی تاریخ کے بارے میں اختلاف نہ ہوتا۔ دوسری طرف ۱۲ ربیع الاوّل آپ ﷺ کا یوم رحلت ہونے کے بارے میں اُمت میں کوئی اختلاف نہیں۔ لہٰذا بارہ ربیع الاوّل آپ ﷺ کا یومِ میلاد ہو یا نہ ہو مگر یہ نبی ﷺ کا یوم رحلت ضرور ہے۔ مگر ستم ظریفی ملاحظہ فرمائیں کہ اس سنگ دل اُمت نے اپنے نبی ﷺ کے یوم رحلت کو 'یومِ عید' بنا ڈالا۔ عیسائی حضرت عیسیٰ کے یومِ پیدائش کو بطورِ عید مناتے ہیں تو مسلمانوں نے بھی اُن کی دیکھا دیکھی اپنے نبی ﷺ کے یومِ پیدائش کو عید بنا ڈالا۔ مگر جوشِ نقالی میں وہ یہ بھی غور نہ کرسکے کہ یومِ پیدائش کو عید منا رہے ہیں یا یومِ وصال کو۔

پھر اس عید کو منانے کے لئے نئے سے نئے انداز اختیار کرلیے۔ پہلے تو صرف جلوس نکلتے تھے۔ جس کی قیادت ہاروں سے لدے پھندے کچھ 'پیر' کرتے ہیں۔ ساتھ میں کچھ ڈھول بجانے اور بھنگڑا ڈالنے والے بھی ہوتے ہیں۔ پھر آخر میں سب پیٹ بھر کر اعلیٰ کھانا کھاتے ہیں۔ نام نبی ﷺ کا اور شان اپنی دوبالا کرتے ہیں۔ کام و دہن کی لذت خود حاصل کرتے ہیں۔ اُس نبی کے نام پر جنہوں نے کبھی پیٹ بھر کر اچھا کھانا نہیں کھایا تھا اور کئی کئی دن تک اُن کے ہاں چولہا ہی نہیں جلتا تھا۔

ہر سال اس عید کو منانے میں جدت پیدا کرلی جاتی ہے۔ اس دفعہ کی خبر یہ ہے کہ عید میلاد النبی ﷺ پر مشعل بردار جلوس نکالا جائے گا۔ یہ فیصلہ کرنا ضروری ہے کہ یہ مشعلیں خوشی کی علامت ہوں گی یا غم کی؟ کیونکہ مغرب میں تو غم کے موقع پر مشعلیں جلا کر خاموشی اختیار کی جاتی ہے۔ نوائے وقت میں یہ خبر پڑھنے کو ملی کہ مدینہ منورہ سے اشیا حاصل کرکے یہاں پاکستان میں تین من کیک تیار کیا جائے گا۔ اگر یہ کیک 'برتھ ڈے' کیک ہے تو پھر اس کو ۶۳ من کا ہونا چاہیے، کیونکہ حضور ﷺ کی عمر مبارک ۶۳ سال تھی اور اگر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یومِ رحلت کے لئے ہے تو خود ہی اپنے عمل کی سنگینی پر غور فرمالیں۔

"یہ اُمت روایات میں کھو گئی!"

یہ بات واضح ہے کہ عوام الناس اپنے آباء اَجداد اور نام نہاد 'مولویوں' کو دیکھتے سنتے ہوئے یہ سب کچھ کرتے ہیں مگر ان کی غلطی اور کوتاہی یہ ہے کہ دین کے معاملات کو کم اہم سمجھتے ہوئے اُن میں خود سمجھ پیدا نہیں کرتے اور کچھ نہیں تو اُنہیں علمائے حق سے ہی راہنمائی لے لینی چاہیے۔ یہ بات بھی واضح ہے کہ لوگ نبی ﷺ سے اپنی محبت اور عقیدت کے اظہار کے لئے ہی یہ سب کچھ کرتے ہیں مگر ... اظہارِ عقیدت و محبت کے لئے ہمارے سامنے کتاب و سنت اور اُسوہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہونا چاہیے نہ کہ مروّجہ رسوم و رواج!

کتاب و سنت اور اُسوہ صحابہ کرام کی روشنی میں حبِ رسول ﷺ کے عملی تقاضے پورے کرنے کے لئے ہمارے سامنے واضح احکام اور ہدایات ہیں جن پر پورا اُترنے سے ہی حبِ رسول ﷺ کا کچھ اظہار ہو سکتا ہے۔ جس بات سے رسول اللہ ﷺ منع فرمائیں، ہم رک جائیں اور جس کام کو کرنے کا حکم دیں، پوری رضا اور رغبت سے اس پر عمل پیرا ہوں، یہی ہمارے دین کا مطالبہ ہے۔ اس سلسلے میں ہمیں اتباعِ رسول کا راستہ اختیار کرنا ہو گا اور اتباع سے مراد یہ ہے کہ اطاعت سے آگے بڑھ کر رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر معاملے میں اتباع اور پیروی کو اختیار کیا جائے یعنی آپ ﷺ کی پسند و ناپسند کو اپنی پسند اور ناپسند بنا لینا۔

آپ سے محبت کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ نبی ﷺ پر مسنون طریقے سے مسنون الفاظ میں زیادہ سے زیادہ درود و سلام پڑھا جائے۔ اذان کے بعد آپ ﷺ کے لئے مقامِ وسیلہ کی دعا کی جائے۔ اس کے لئے مسنون دعا کو ہی اختیار کیا جائے اور اللہ تعالیٰ سے اُمید رکھی جائے کہ وہ روزِ قیامت ہمیں رسول اللہ ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائیں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقائق و عبر

اوریا مقبول جان

اللہ کے ہاں مقدمہ درج ہو چکا ہے!

اس ملک کے تھانوں میں روزانہ ایسی ہزاروں ایف آئی آر درج ہوتی ہیں جن میں مقتول کے ورثا کتنے بے گناہوں کا نام درج کرواتے ہیں، اُنہیں قتل میں ملوث کرتے ہیں، ان کے خلاف موقع کے جھوٹے گواہ بنائے جاتے ہیں۔ ملک کے مہنگے ترین وکیلوں کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں۔ ہو سکتا ہے، ان میں ایسے وکیل بھی شامل ہوں جو انسانی حقوق کے علمبردار بھی ہوں۔ یہ وکیل اپنے مؤکل کی اس خواہش کا احترام کرتے ہوئے کہ اس کے زیادہ سے زیادہ دشمنوں کو پھانسی گھاٹ کا منہ دیکھنا پڑے، اُن کو ہزاروں داؤ پیچ سے گواہ کھڑے کرنے، خاص طریقے سے بیان دینے اور بیان میں مخصوص الفاظ بولنے کی ترغیب بھی دیتے ہیں۔

ایسے مقدمات روزانہ عدالتوں میں چالان ہو کر جاتے ہیں جن میں بے گناہوں کی کثیر تعداد موجود ہوتی ہے۔ پھر اس دن اس کامیاب وکیل کا چمکتا دمکتا چہرہ دیکھنے کے قابل ہوتا ہے جب وہ ایک یا ایک سے زیادہ بے گناہوں کو پھانسی کی کوٹھڑی تک پہنچا آتا ہے۔ قتل کے مقدموں میں میرے ملک میں یہ رواج عام ہے۔ اس عام رواج کی گواہی پنجاب ہائی کورٹ کا چالیس کی دہائی کا وہ فیصلہ ہے جس میں ججوں نے کہا ہے کہ اس خطے کے لوگوں کا نزع یعنی عین مرتے وقت ریکارڈ کئے جانے والے بیان پر بھی یقین نہ کرو۔ کیونکہ یہ موت کو سامنے دیکھتے ہوئے بھی جھوٹ بول کر اپنے بے گناہ دشمنوں کے نام قاتلوں کی فہرست میں شامل کرواتے ہیں۔

میرے شہر گجرات کے ایک گاؤں کا مشہور واقعہ ہے کہ دو خاندانوں کی دشمنی مدتوں سے چل رہی تھی، کئی قتل ہو چکے تھے۔ ان میں سے ایک خاندان کا بوڑھا شخص اس قدر ضعیف اور کمزور ہو گیا تھا کہ گھر والوں نے اس کی چارپائی کے بیچ سوراخ کر دیا تھا تاکہ رفع

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاجت وغیرہ کر سکے، کیونکہ وہ اُٹھنے سے معذور ہو چکا تھا۔ ایک دن اُس نے اپنے بیٹوں کو بلایا اور کہا: میں مر تو رہا ہوں میری موت سے فائدہ اُٹھاؤ۔ بیٹوں نے حیرت سے پوچھا: وہ کیسے؟ کہنے لگا: مجھے ڈیرے پر لے جاؤ، وہاں دو تین دن رکھو، پھر مجھے قتل کرو اور دشمنوں پر پرچہ درج کروادو۔ بیٹوں نے ایسا ہی کیا۔ پرچہ درج ہوا، موقع کے جھوٹے گواہ خدا کو حاضر وناظر جان کر عدالتوں میں بیان دیتے رہے اور بے گناہ پھانسیوں پر جھول گئے۔

ایسے واقعات ہر صوبے، ضلع اور شہر میں روزانہ ہوتے ہیں۔ سارے شہر کو علم ہوتا ہے کہ یہ بے گناہ پھانسی پر جھولنے جا رہے ہیں۔ لیکن جھوٹی گواہیوں اور پولیس کے بہیمانہ تشدد کے نتیجے میں یہ سب ہو رہا ہوتا ہے اور گذشتہ ایک صدی سے ہوتا آ رہا ہے۔ لوگ موت کی آغوش میں جاتے ہیں اور پولیس اور وکیلوں کے رزق کا سامان مہیا ہوتا رہتا ہے۔ یہ سب ظلم وبربریت ہر کسی کے علم میں ہے لیکن آج تک کوئی انسانی حقوق کا علمبردار، کوئی سپریم کورٹ، ہائی کورٹ یا ڈسٹرکٹ بار کا صدر غصے میں آنکھیں لال کر کے، بینر اُٹھا کر، جلوس نکالتے ہوئے یا میڈیا کے سامنے گرجتے ہوئے یہ نہیں بولا کہ تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ ۳۰۲ کو ختم کیا جائے۔ یہ ظلم ہے، اس سے بے گناہ لوگوں کو پھانسیاں ہوتی ہیں۔ جو عدالت میں پھانسی سی بچ جاتا ہے، اُسے گھات میں بیٹھے دشمن مار دیتے ہیں۔ گذشتہ ۶۲ سال کی تاریخ میں کسی انسانی حقوق کی انجمن کو نہ یہ بے گناہ لوگ یاد آئے اور نہ ہی تعزیراتِ پاکستان کا 'کالا قانون' دفعہ ۳۰۲۔

تعزیراتِ پاکستان کی اس دفعہ کے علاوہ انسدادِ منشیات کے بھی سخت قوانین اس ملک میں رائج ہیں۔ ان قوانین کا معاملہ عجیب ہے۔ جو بڑے بڑے منشیات کے سمگلر اور اڈے چلانے والے ہیں، سب کے سب پولیس اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کی ملی بھگت سے اپنا کاروبار جاری رکھے ہوئے ہیں اور کارکردگی دکھانے کے لیے کسی بھی معصوم کی کار میں یا اُس کے سامان میں دھوکہ دہی سے منشیات رکھ کر پکڑوایا جاتا ہے، یہاں تک کہ حج پر جانے والے معصوم حاجیوں کو بھی فریب سے مال دیا جاتا ہے۔ اس سارے دھندے میں بعض دفعہ ٹارگٹ پورا کرنے کے لیے پولیس عام لوگوں کی جیب میں ہیروئن کی پڑیاں اور چرس کے پتے رکھ کر پکڑتی ہے اور ایسا مضبوط کیس بنایا جاتا ہے کہ اُنہیں لمبی قید اور کبھی کبھی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سزائے موت بھی ہو جاتی ہے۔ ایسی حرکتیں کسی سے دشمنی نبھانے کے لیے بھی کی جاتی ہیں۔ یہاں بھی پولیس کا 'رزق' چلتا ہے اور وکیلوں کا دھندا بھی۔ لیکن کسی نے آواز بلند نہیں کی کہ انسدادِ منشیات کے کالے قانون کو ختم کرو، اس لیے کہ اس کی وجہ سے بے گناہ لوگ تختہ دار پر پہنچ رہے ہیں!!

پاکستان کا ضابطہ فوجداری پولیس کو تفتیش کا اختیار دیتا ہے اور ایک طریقہ بتاتا ہے۔ ایف آئی آر درج ہوتے ہی گرفتار کرلو۔ ناقابل ضمانت جرم ہو تو ملزم بے گناہ ہی کیوں نہ ہو کئی سال تک جیل کی سلاخوں کے پیچھے پڑا سڑتا رہتا ہے۔ تفتیشی افسر رشوت سے، بددیانتی سے یا سیاسی دباؤ سے جس طرح کا کیس بنائے، جس کو چاہے ملوث کرے۔ اور مظلوم بے چارہ روزِ اوّل یعنی ایف آئی آر کے درج ہونے کے دن سے تھانوں، حوالاتوں اور جیلوں میں تشدد برداشت کرنا، ظلم سہنا اور اپنی قسمت کو کوستا رہتا ہے۔

لیکن آج تک کسی انسانی حقوق کے ترجمان، سپریم کورٹ، ہائی کورٹ یا ڈسٹرکٹ بار کے صدر نے چیخ چیخ کر یہ اعلان نہیں کیا، یہ مطالبہ نہیں دہرایا کہ قتل، اقدامِ قتل، دہشت گردی یا منشیات وغیرہ کے مقدمات اس وقت تک نہ رجسٹر کئے جائیں۔ ایس ایچ او ایف آئی آر نہ کاٹے جب تک عدالت اس کی تحقیق نہ کرلے کہ کسی کو غلط طور پر دشمنی کی بنیاد پر یا سیاسی دباؤ کی وجہ سے ملوث تو نہیں کیا گیا۔ ایسا سب کچھ اس ملک میں سالوں سے ہوتا آرہا ہے۔ تھانے، کچہریاں، عدالتیں اور وکیلوں کے دفاتر اسی طرح آباد ہیں اور روز بے گناہ لوگ تعصب، دشمنی، سیاسی چپقلش اور غنڈہ گردی کی وجہ سے تختہ دار پر بھی لٹکتے ہیں اور لمبی جیلیں بھی کاٹتے ہیں۔ کوئی ان کے دُکھ میں نہیں روتا، ان کا درد بیان نہیں کرتا۔ کسی جاوید غامدی یا عاصمہ جہانگیر کو اس گلے سڑے اور بدبودار انگریز کے نافذ کردہ اینگلو سیکسن قانون کی ان مسلسل ناانصافیوں پر احتجاج کی توفیق نہیں ہوتی!!

البتہ جیسے ہی معاملہ میرے نبی ﷺ کی حرمت اور اس کی عزت و توقیر کا آجائے تو یہ ساری زبانیں کھل جاتی ہیں۔ یہ اس اُمت کی آخری متاعِ عزیز ہے۔ گناہگار ہو، عصیاں میں لتھڑا ہو لیکن اس اُمت کا سادا سا مسلمان سید الانبیا ﷺ کی شان میں ایک لفظ بھی برداشت نہیں کرتا۔ میں آسیہ کے کیس کے مندرجات اور تفصیلات میں نہیں جانا چاہتا۔ لیکن مجھے اتنا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علم ہے کہ آسیہ جیسی کئی عورتیں اور کئی سو مرد ایسے ہیں جنہیں خاندانی دشمنی اور ریاستی مشینری کی بددیانتی کی وجہ سے آج بھی ایسی سزاؤں کا سامنا ہے۔ لیکن تمسخر اُڑانے کے لئے، اسلام کی تضحیک کرنے کے لیے میرے پیارے رسول ﷺ کی ذات ہے جو ان روشن خیالوں کو ملتی ہے۔ سزا معاف کروانے کے دعوے کرنے والے گورنر کو شاید لطف آتا ہے کہ ہم نے اس حوالے سے لوگوں سے سید الانبیا ﷺ کی محبت چھین لی ہے۔ اُنہیں شاید علم نہیں کہ اس بہانے وہ قانون کا مذاق نہیں بلکہ اللہ کی اس محبت کا تمسخر اُڑاتے ہیں جو وہ میرے پیارے رسول ﷺ سے فرماتا ہے۔ اس سے صرف اس کے غضب اور عذاب کو دعوت دی جاتی ہے۔

آسیہ شاید توہین کی مرتکب ہو نہ ہو، اس کو اسلام سے بغض کی وجہ سے میڈیا ایشو بنانے والے ضرور توہین کے مرتکب ہیں اور اس جرم کی سزا ۲۹۵سی نہیں، اللہ خود دیتا ہے۔ ایک بار رسول اللہ ﷺ بازار سے گزر رہے تھے تو مکہ کے لوگوں نے اشارہ بازی شروع کی اور کہا یہ شخص کہتا ہے کہ اس کے پاس جبرائیل علیہ السلام آتا ہے (نعوذ باللہ)۔ جبرائیل علیہ السلام خود تشریف لائے اور ان لوگوں کی جانب انگلی سے اشارہ کیا تو ان کے جسموں سے خون بہنے لگا اور ایسی بدبو آئی کہ کوئی ان کے قریب نہ جاتا۔

قبیلہ بنو نجار کا ایک شخص مسلمان ہوا، کاتبِ وحی مقرر ہوا، پھر نصرانی ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ کا مذاق اُڑاتا کہ میں نے وحی میں بہت باتیں شامل کیں جن کا اُنہیں پتہ نہ چلا۔ کچھ دنوں بعد اس کی گردن ٹوٹ گئی۔ لوگوں نے دفن کیا، لاش کو زمین نے قبول نہ کیا، صبح باہر پڑی تھی۔ اگلی صبح اور نیچے دفن کیا پھر ایسا ہوا، پھر کیا آخر لاش ویرانے میں پھینک دی گئی۔ جو کوئی جس نیت سے ایسے معاملات کو اُچھال رہا ہے، اس کا حال اللہ جانتا ہے اور مقدمہ وہاں درج ہو چکا ہے۔ بس عذاب کا انتظار کرو کہ اس کی پکڑ بہت شدید ہے!!

[سلمان تاثیر کے قتل سے چند روز پہلے قومی اخبارات میں شائع ہونیوالی ایمان افروز تحریر]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقائق و عبر

محمد نوید شاہین
ایڈووکیٹ ہائیکورٹ

گورنر کا جنازہ: عبرت آموز حقائق

۱۴ جون ۲۰۰۹ء کو ضلع ننکانہ کے ایک نواحی گاؤں اِٹانوالی میں عیسائی مذہب کی مبلغہ آسیہ مسیح نے قرآنِ مجید اور حضور نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں نہایت نازیبا، دل آزار اور گستاخانہ کلمات کہے جن کو دہرانے کی میرا قلم اجازت نہیں دیتا۔ آسیہ مسیح کے شوہر عاشق مسیح نے فوری طور پر وفاقی وزیر اقلیتی اُمور شہباز بھٹی سے رابطہ کیا جن کی مداخلت پر کئی دن تک ملزمہ کے خلاف پرچہ درج نہ ہو سکا۔ وفاقی وزیر کی اس حرکت سے علاقہ بھر میں غم و غصے کی لہر دوڑ گئی۔ بالآخر ۱۹ جون ۲۰۰۹ء کو آسیہ مسیح کے خلاف تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ سی کے تحت ایف آئی آر نمبر ۳۲۶ درج کرلی گئی اور ملزمہ کو گرفتار کرکے حفاظتی اقدام کے طور پر ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ بھیج دیا گیا۔

اہم بات یہ ہے کہ اس کیس کی تفتیش پنجاب پولیس میں نیک نامی اور دیانت داری کی مثالی شہرت رکھنے والے جناب سید محمد امین بخاری ایس پی شیخوپورہ نے کی، جنہوں نے ۲۶ جون ۲۰۰۹ء کو ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۶۱ کے تحت آسیہ مسیح کا بیان ریکارڈ کیا اور نہایت جانفشانی، غیر جانبداری اور شفاف طریقے سے اس کیس کے تمام پہلوؤں کی مکمل تفتیش کرتے ہوئے آسیہ مسیح کو واقعی ملزمہ قرار دیا اور اپنی رپورٹ میں لکھا کہ

> ''ملزمہ آسیہ مسیح کا حضور نبی کریم ﷺ کی شان میں اور قرآنِ مجید کے متعلق گستاخانہ باتیں کرنا قانونی طور پر ثابت ہوچکا ہے۔ ملزمہ نے یہ تمام باتیں نہ صرف تسلیم کیں ہیں بلکہ اپنی غلطی کی معافی بھی مانگی ہے۔''

اس مقدمہ کی سماعت ایڈیشنل سیشن جج ننکانہ صاحب، جناب محمد نوید اقبال کی عدالت میں ہوئی۔ ملزمہ کی طرف سے اکبر منور درّانی ایڈووکیٹ، طاہر گل صادق ایڈووکیٹ، چوہدری ناصر انجم ایڈووکیٹ، جسٹن گل ایڈووکیٹ، طاہر بشیر ایڈووکیٹ، ایرک جون

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایڈووکیٹ اور منظور قادر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ، جبکہ استغاثہ کی طرف سے میاں ذوالفقار علی ایڈووکیٹ پیش ہوئے۔ تقریباً ڈیڑھ سال تک اس مقدمہ کی سماعت ہوتی رہی۔ ۸ نومبر ۲۰۱۰ء کو اس مقدمہ کا فیصلہ سناتے ہوئے ایڈیشنل سیشن جج نے جرم ثابت ہونے پر ملزمہ آسیہ مسیح کو تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ سی کے تحت سزائے موت کا مستحق قرار دیتے ہوئے اپنے فیصلہ میں لکھا :

> ''یہاں یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ اس گاؤں میں عیسائی حضرات کی ایک کثیر تعداد مسلمانوں کے ساتھ کئی نسلوں سے آباد ہے۔ لیکن ماضی میں اس قسم کا کبھی کوئی واقعہ پیش نہیں آیا۔ مسلمان اور عیسائی دونوں ایک دوسرے کے مذہبی جذبات اور اعتقادات کے سلسلے میں برداشت اور رواداری کا مظاہرہ کرتے آرہے ہیں۔ اگر توہین رسالت کا اس قسم کا کوئی واقعہ پہلے کبھی اس گاؤں میں پیش آیا ہوتا، تو یقیناً فوجداری مقدمات اور مذہبی جھگڑے اس گاؤں میں پہلے سے موجود ہوتے۔ لہٰذا اس دفعہ یقیناً توہین رسالت کا ارتکاب ہوا ہے۔ جس کے باعث مقدمہ درج ہوا اور عوامی اجتماع منعقد ہوا اور یہ معاملہ اس قصبے اور اِرد گرد میں موضوعِ بحث بن گیا۔ یہاں یہ ذکر کرنا بھی مناسب ہو گا کہ نہ تو ملزمہ خاتون نے اپنی صفائی میں کوئی شہادت پیش کی، اور نہ ہی دفعہ (۲)۳۴۰، ضابطہ فوجداری کی تعمیل کرتے ہوئے اپنے اوپر لگائے گئے الزامات غلط ثابت کئے۔ مندرجہ بالا بحث کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ استغاثہ نے اس مقدمہ کو کسی شک و شبہ سے بالاتر ثابت کر دیا ہے۔ تمام استغاثہ گواہان نے استغاثہ کے موقف کی متفقہ اور مدلل انداز میں تائید و تصدیق کی ہے۔ استغاثہ گواہان اور ملزمہ، اُن کے بزرگوں، یا ان کے خاندانوں میں کسی دشمنی کا وجود نہیں پایا جاسکا۔ لہٰذا ملزمہ خاتون کو ناجائز طور پر اس مقدمہ میں ملوث کیے جانے کا قطعاً کوئی امکان نہیں۔ ملزمہ کو اس مقدمہ میں کوئی رعایت دیئے جانے کا بھی کوئی جواز موجود نہیں۔ لہٰذا میں ملزمہ آسیہ بی بی زوجہ عاشق کو زیر دفعہ ۲۹۵ سی تعزیراتِ پاکستان، موت کی سزا کا مجرم ٹھہراتا ہوں۔''

اس فیصلہ کے خلاف دنیا بھر کی سیکولر لابیاں، نام نہاد 'انسانی حقوق' کی تنظیمیں اور عیسائی نمائندے میدان میں آگئے۔ عیسائی پوپ بینڈکٹ نے آسیہ ملعونہ کے دفاع میں احتجاج کرتے ہوئے اس فیصلہ کی مذمت کی اور کہا کہ وہ ایسے کسی فیصلے پر عمل درآمد نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے دیں گے۔ پوپ نے ویٹی کن میں منعقدہ خصوصی دعائیہ تقریب میں آسیہ مسیح کی رہائی کے لیے نہ صرف اس کا نام لے کر دعا کرائی بلکہ صدرِ پاکستان سے بھی اپیل کی کہ اس کی سزا معاف کی جائے۔ اُنہوں نے حکومتِ پاکستان سے یہ بھی مطالبہ کیا کہ قانون توہین رسالت کو فوری طور پر ختم کیا جائے۔

پوپ کے بیان کے بعد ۲۰ نومبر ۲۰۱۰ء کو گورنر پنجاب سلمان تاثیر عدالت سے مجرمہ قرار دی جانے والی خاتون سے ملنے کے لیے فوراً ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ پہنچے۔ جہاں اُنہوں نے سپرنٹنڈنٹ جیل شیخوپورہ کے وی آئی پی کمرہ میں آسیہ مسیح سے خصوصی ملاقات کی اور اُسے حکومتی سطح پر ہر ممکن امداد کا یقین دلایا۔ وہ گورنر ہاؤس سے اپنے ساتھ آسیہ مسیح کو ملنے والی سزا کی معافی کی ٹائپ شدہ درخواست بھی ہمراہ لائے تھے۔ گورنر سلمان تاثیر نے میڈیا کی موجودگی میں آسیہ مسیح سے کہا کہ یہ آپ کی طرف سے تحریر کردہ درخواست ہے، آپ اس پر دستخط کردیں تاکہ میں بطورِ گورنر اس درخواست کو صدر آصف علی زرداری تک پہنچا کر سزا کی معافی ممکن بنواسکوں۔ سزا کی معافی کے بعد آپ کو یورپ کے کسی ملک میں بھجوا دیا جائے گا۔ اس موقع پر گورنر پنجاب نے پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے ملعونہ آسیہ مسیح کو معصوم قرار دیا اور کہا کہ دنیا کی کوئی طاقت آسیہ مسیح کو سزا نہیں دے سکتی۔ اُنہوں نے کہا کہ قانونِ توہین رسالت ایک 'امتیازی، غیر انسانی اور کالا قانون' ہے جس کو ہر حالت میں ختم ہونا چاہیے۔

اس پریس کانفرنس کے ذریعے یورپی ممالک کو یہ پیغام بھی دیا گیا کہ حکومت آسیہ مسیح کو سزا دینے کے حق میں نہیں ہے اور حکومت ایسے تمام قوانین کو بھی ختم کردے گی جو اقلیتوں کی 'آزادئ اظہار' کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔ معتبر ذرائع کے مطابق گورنر پنجاب سلمان تاثیر نے ایڈیشنل سیشن جج جناب محمد نوید اقبال، جنہوں نے شانِ رسالت میں گستاخی کا جرم ثابت ہونے پر آسیہ مسیح کو سزائے موت سنائی تھی، کو ٹیلی فون کیا اور نہایت غلیظ زبان استعمال کی۔ اس کے بعد وہ آئے روز مختلف ٹی وی چینلز پر برملا کہتے رہے کہ قانون توہین رسالت ضیاء الحق کے دور میں انسانوں کا بنایا ہوا 'کالا قانون' ہے، اس کے ردعمل میں دی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونیورسٹی آف فیصل آباد سے ٹیکسٹائل انجینئرنگ میں تیسری پوزیشن حاصل کرنے والے، نیک بخت طالب علم صاحبزادہ عطاء الرسول مہاروی نے ۱۶ نومبر ۲۰۰۹ء کو یونیورسٹی کے سالانہ کانووکیشن میں مہمانِ خصوصی گورنر پنجاب سلمان تاثیر سے احتجاجاً براؤنز میڈل وصول کرنے سے انکار کیا اور حقارت سے کہا کہ آپ نہ صرف گستاخانِ رسول کی سرپرستی کرتے ہیں، بلکہ توہین رسالت ایکٹ ۲۹۵ سی کو ظالمانہ اور ختم کرنے کے بیانات بھی جاری کرتے ہیں۔ اس طرح آپ بذاتِ خود توہین رسالت کے مرتکب ہوئے ہیں، لہٰذا آپ سے میڈل وصول کرنا میں گناہ سمجھتا ہوں۔

۳۰ نومبر ۲۰۱۰ء کو ملک کے جید علماے کرام نے قانون توہین رسالت کو 'کالا قانون' کہنے اور ملعونہ آسیہ مسیح کی بے جا حمایت و سرپرستی کرنے پر سلمان تاثیر کو دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا۔ اسی دن پیپلز پارٹی کی رکن قومی اسمبلی و سابق وفاقی وزیر اطلاعات و نشریات شیری رحمٰن نے قانون توہین رسالت کو ختم کرنے کا بل اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع کرایا۔ اس سے اگلے روز صدر پاکستان آصف علی زرداری نے وفاقی وزیر اقلیتی اُمور شہباز بھٹی مسیح کی سربراہی میں اراکین اسمبلی پر مشتمل ۹ رُکنی کمیٹی تشکیل دی جس نے قانونِ توہین رسالت کو ختم کرنے کے حوالے سے ایک ماہ کے اندر حکومت کو اپنی سفارشات پیش کرنی تھی۔

۴ جنوری ۲۰۱۰ء کو گورنر سلمان تاثیر کو ان کے سرکاری محافظ غازی ملک ممتاز حسین قادری نے فائرنگ کرکے قتل کر دیا۔ واقعات کے مطابق گورنر پنجاب، اسلام آباد کے سیکٹر ایف سکس ٹو کی کوہسار مارکیٹ میں واقع ایک مہنگے ریسٹورنٹ میں اپنے کاروباری دوست شیخ وقاص کے ساتھ کھانا کھا کر واپس اپنی گاڑی کی طرف آرہے تھے کہ ان کے سرکاری محافظ گن مین غازی ملک ممتاز حسین قادری نے ان پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی جس پر وہ شدید زخمی ہوگئے۔ اُنہیں فوری طور پر پولیس کی گاڑی میں ڈال کر پولی کلینک لے جایا گیا، لیکن وہ راستے ہی میں دم توڑ گئے۔ غازی ملک ممتاز حسین قادری نے موقع پر خود کو پولیس کے حوالے کر دیا۔ گرفتاری کے وقت وہ حیران کن حد تک نہایت پرسکون اور مطمئن نظر آرہا تھا۔ اس نے ابتدائی تحقیقات میں اعتراف کیا کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''گورنر پنجاب نے قانون توہین رسالت کو 'کالا قانون' قرار دیا تھا، اس لیے گستاخِ رسول کی سزا موت ہے۔ سلمان تاثیر گستاخِ رسول تھا، اس نے چونکہ قانون توہین رسالت کے تحت عدالت سے سزا پانے والی ملعونہ آسیہ مسیح کو بچانے کا عندیہ دے کر خود کو گستاخِ رسول ثابت کر دیا تھا، اس پر میں نے اپنا فرض پورا کر دیا۔''

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

''اور اگر اللہ لوگوں میں بعض سے بعض کو دفع نہ کرے تو ضرور زمین پر فساد پیدا ہو جائے، مگر اللہ سب جہانوں پر فضل کرنے والا ہے۔'' (البقرۃ:۲۵۱)

اسی روز تمام مکاتبِ فکر کے ۵۰۰ سے زائد جید علماے کرام نے یہ فیصلہ کیا کہ توہین رسالت کے جرم میں سزا یافتہ ملعونہ آسیہ مسیح کی حمایت کرنے اور قانونِ توہین رسالت کو 'کالا قانون' کہنے کے باعث سلمان تاثیر کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے اور نہ ہی اس کا افسوس کیا جائے۔ کمشنر لاہور خسرو پرویز نے رات گئے بادشاہی مسجد کے خطیب عبدالخبیر آزاد کو فون کیا اور کہا کہ آپ نے کل ایک بجے سلمان تاثیر کا جنازہ پڑھانا ہے۔ مولانا عبدالخبیر آزاد کو حالات کی سنگینی کا احساس تھا۔ اُنہوں نے کمشنر لاہور سے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ وہ شہر سے باہر ہیں اور کل تک واپسی ناممکن ہے۔ لہٰذا ان کے لیے نمازِ جنازہ پڑھانا ممکن نہیں ہے۔ بعد ازاں اعلیٰ انتظامیہ نے داتا دربار مسجد کے خطیب مولانا محمد رمضان سیالوی سے رابطہ کیا تو اُنہوں نے اپنی بیماری کا کہہ کر جنازہ پڑھانے سے معذرت کرلی۔ اس کے بعد گورنر ہاؤس کے اعلیٰ حکام نے گورنر ہاؤس کی مسجد کے خطیب قاری محمد اسماعیل سے رابطہ کیا اور اُنہیں دھمکی آمیز لہجے میں سلمان تاثیر کی نماز جنازہ پڑھانے کا حکم دیا۔ جناب قاری محمد اسماعیل نے نماز جنازہ پڑھانے سے صاف انکار کرتے ہوئے کہا کہ اگر آپ مجھے ملازمت سے برخاست کرنا چاہیں تو میں اس کے لیے ذہنی طور پر تیار ہوں، مگر میں گستاخِ رسول سلمان تاثیر کا جنازہ نہیں پڑھا سکتا۔ چاروں طرف سے انکار کے بعد اعلیٰ انتظامیہ کی طرف سے نمازِ جنازہ کے لیے محکمہ اوقاف کے متعدد سرکاری علماے کرام سے رابطے کیے گئے مگر کسی نے حامی نہ بھری بلکہ اکثریت نے اپنے موبائل فون بند کر لیے:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک چہرہ بھی شناسا نہیں نکلا اُس کا
وہ جو کہتا تھا کہ میری سب سے شناسائی ہے!

اس صورتِ حال پر پیپلز پارٹی کی اعلیٰ قیادت بے حد پریشان ہوئی۔ لہٰذا اُنہوں نے فوری طور پر اپنی جماعت سے وابستہ ایک آزاد خیال مولوی افضل چشتی کو جنازے کے لیے بلایا۔ جنازے کے لیے ایک بجے دوپہر کا وقت مقرر کیا گیا تھا، لیکن جیالوں کی ہلڑ بازی، بد نظمی اور مست قلندر کی وجہ سے صفیں ترتیب دینے میں دقت ہو رہی تھی۔ حکومت اور پیپلز پارٹی کے اعلیٰ عہدیدار وقفے وقفے سے جنازہ میں آرہے تھے تاکہ وہ ٹی وی چینلز پر دکھائی دے سکیں۔ وزیر اعظم پاکستان سید یوسف رضا گیلانی تقریباً ڈیڑھ بجے کے قریب جنازہ میں شرکت کے لیے آئے تو جیالے اپنی موجودگی کا احساس دلانے کے لیے ان پر مکھیوں کی طرح اُمڈ پڑے جس سے وہاں شدید بد نظمی پیدا ہوئی۔ ان سب چیزوں سے بے نیاز ایک کونے میں وفاقی وزیر قانون ڈاکٹر بابر اعوان گورنر پنجاب بننے کی افواہ پر پیپلز پارٹی کے کارکنان سے بڑی گرمجوشی سے ہاتھ ملا رہے تھے۔ سپیکر پنجاب اسمبلی رانا محمد اقبال جنازے کے لیے جب گورنر ہاؤس پہنچے تو پیپلز پارٹی کے کارکنان نے نواز شریف کے خلاف شدید نعرے بازی شروع کر دی۔ اس پر وہ وزیر اعلیٰ سندھ قائم علی شاہ کے کہنے پر وہاں سے واپس چلے گئے۔ وفاقی وزیر اطلاعات قمر الزمان کائرہ، سینئر صوبائی وزیر راجہ ریاض احمد، پیپلز پارٹی پنجاب کے صدر امتیاز صفدر وڑائچ ہنس ہنس کر کارکنان سے مل رہے تھے، جس سے ظاہر ہو رہا تھا کہ اُنہیں سلمان تاثیر کی موت کا کوئی دُکھ نہیں ہوا بلکہ وہ اس کی آڑ میں مخصوص سیاسی مقاصد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اسی اثنا میں تقریباً ایک بج کر ۵۲ منٹ پر سپیکر سے اچانک 'اللہ اکبر' کی آواز سنائی۔ جو جہاں کھڑا تھا، جس حالت میں تھا، فوراً ناف پر ہاتھ باندھ لیے۔ پانچ سیکنڈ بعد دوسری تکبیر 'اللہ اکبر' ہوئی، چھ سیکنڈ بعد تیسری تکبیر اللہ اکبر اور پانچ سیکنڈ بعد چوتھی اللہ اکبر کے بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ دیا گیا۔ یعنی ۱۵، ۲۰ سیکنڈ میں نمازِ جنازہ پڑھا دیا گیا۔ یہ دنیا کا واحد جنازہ تھا کہ جس کے امام کا کچھ پتہ نہ تھا کہ وہ کہاں کھڑا ہے؟ دلچسپ بات یہ ہے کہ امام کے آگے بھی تین صفیں تھیں۔ اس نان سٹاپ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنازہ کے بعد افضل چشتی نے دعا مانگی اور کہا: یا اللہ! مرحوم کو حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت نصیب فرما! حیرانگی ہے کہ اس کے لیے اس رسول معظم ﷺ کی شفاعت طلب کی جارہی تھی کہ جن کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لیے بنائے گئے قانون کو سلمان تاثیر 'امتیازی قانون، غیر انسانی قانون اور کالا قانون' کہتے رہے۔ اس جنازہ کی خاص بات یہ ہے کہ ایم کیو ایم اوراے این پی ایسی سیکولر جماعتوں کے علاوہ کسی بھی دینی، سیاسی جماعت کے کسی معمولی سے عہدیدار نے بھی شرکت نہیں کی۔ یہاں تک کہ گورنر ہاؤس میں ملازمت کرنے والا کوئی بھی شخص جنازے میں شامل نہیں ہوا۔ عینی شاہدین کا کہنا ہے کہ سلمان تاثیر کے تابوت سے اس قدر بدبو آرہی تھی کہ اس کے قریب کھڑا ہونا محال تھا۔ لہٰذا گورنر ہاؤس کی انتظامیہ نے فوری طور پر تابوت پر خالص عرق گلاب اور مختلف قیمتی پرفیومز کا سپرے کیا، لیکن اس سے کوئی خاص فرق نہ پڑا۔

بعد ازاں ہیلی کاپٹر کے ذریعے تابوت کیولری گراؤنڈ کے فوجی قبرستان میں لایا گیا، جہاں فوج اور رینجرز کی کڑی نگرانی میں سرکاری اعزاز کے ساتھ رسیوں کی مدد سے اُسے زمین میں اُتارا گیا۔ سوال یہ پیدا ہوتا کہ اگر گورنر سلمان تاثیر عوامی آدمی تھے اور اُنہوں نے گورنر ہاؤس کے دروازے عام لوگوں کے لیے بھی کھول دیئے تھے تو اُنہیں کسی عوامی قبرستان (میانی قبرستان وغیرہ) میں دفن کرنا چاہئے تھا۔ کیولری قبرستان میں جانے کا عام آدمی سوچ بھی نہیں سکتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ عوامی ردعمل کے پیش نظر اُنہیں کسی ایسے قبرستان میں دفن نہیں کیا گیا، جہاں عوام الناس کا داخلہ ہر وقت عام ہو۔ یاد رہے کہ جنرل یحییٰ خاں کو بھی پورے سرکاری اعزازات کے ساتھ دفن کیا گیا تھا، جس نے پاکستان کو دولخت کرنے میں اہم کردار ادا کیا تھا۔ باقی اُس کے کردار کے بارے میں ہر شخص بخوبی جانتا ہے۔

ذرائع ابلاغ کی ایک خصوصی رپورٹ کے مطابق پاکستان بھر کی عیسائی اور قادیانی کمیونٹی نے مقتول گورنر سلمان تاثیر کو اپنا ہیرو قرار دیتے ہوئے پورے ملک کے سینکڑوں گرجا گھروں اور قادیانی عبادت گاہوں میں ان کے لیے پندرہ روز تک دعاؤں کو عبادت کا حصہ بنائے رکھا۔ گورنر کے لیے قادیانی جماعت کی طرف سے ایک بڑا ایوارڈ دینے کا اعلان

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متوقع ہے جسے گورنر سلمان تاثیر کے صاحبزادے شہریار لندن میں قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا مسرور احمد سے وصول کریں گے۔

یہاں ایک بات کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ معروف نعت خوان اختر حسین قریشی اور نقیب محفل قاری محمد یونس قادری نے مقتول گورنر کے ایصالِ ثواب کے لیے ہونے والی تقریبات میں شرکت پر علماے کرام کے فتویٰ کے بعد تجدیدِ ایمان کیا اور کہا کہ ہم لاعلمی کے باعث تقریبات میں شریک ہوئے۔ تفصیلات کے مطابق قاری محمد یونس نے گورنر ہاؤس میں سلمان تاثیر کی رسم قل جبکہ اختر قریشی نے صوبائی وزیر تنویر الاسلام کی رہائش گاہ پر گورنر کے ایصالِ ثواب کی تقریب میں نعت خوانی کی تھی، فتویٰ کی روشنی میں اُنہوں نے جامعہ رسولیہ شیرازیہ میں مولانا راغب نعیمی، ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی اور دیگر علماے کرام اور گواہان کی موجودگی میں اپنی اس حرکت پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی اور تجدید ایمان کیا۔

جنازہ کے موقع پر کئی جیالے سگریٹ نوشی کررہے تھے۔ ایک بزرگ کے منع کرنے پر اُن کا کہنا تھا کہ وہ سلمان تاثیر کی موت کا غم بھلانے کے لیے ایسا کررہے ہیں۔ اس موقع پر پیپلز پارٹی کے اکثر کارکنان سلمان تاثیر کو 'شہید' قرار دے کر نعرے بازی کررہے تھے۔ افسوس! اسلامی تعلیمات سے نابلد ان کارکنوں کو ذرا سا بھی احساس نہیں کہ شہید کسے کہتے ہیں یا شہادت کے عظیم رُتبے پر کون کیسے فائز ہوتا ہے؟

۱۹۷۸ء میں پیپلز پارٹی، مریدکے ضلع شیخوپورہ کے نائب صدر عبدالجبار نے محلے کی ایک نابالغ کمسن لڑکی سے زیادتی کی جس پر وہ جاں بحق ہوگئی۔ اس مقدمہ کی سرسری سماعت فوجی عدالت میں ہوئی۔ ضلعی مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کرنل بشیر نے کیس کی مکمل سماعت کے بعد ملزم کو سزاے موت کا حکم سنایا۔ شیخوپورہ جیل سے پھانسی کے بعد جب ملزم عبدالجبار کی میت مریدکے لائی گئی تو ملزم کے متعلق شہید کے نعرے لگائے گئے اس کے علاوہ پیپلز پارٹی کے کارکنان نے مریدکے شہر میں عبدالجبار 'شہید' کے بینر لگائے اور جنازہ پر ''تم کتنے جبار ماروگے، ہر گھر سے جبار نکلے گا۔'' کے نعرے لگاتے رہے۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ۱۹۷۱ء کے انتخابات میں جب الیکشن سرگرمیاں عروج پر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھیں تو ننکانہ صاحب کے قریب ایک قصبہ موڑ کھنڈا میں پیپلز پارٹی کا جلسہ منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں پیپلز پارٹی کے رہنما رانا شوکت محمود کو اس وقت شدید خفت کا سامنا کرنا پڑا جب ایک جیالے نے سپیکر پر نعرۂ تکبیر لگایا تو پنڈال سے بیک زبان زندہ باد کا جواب آیا۔ ان بے چاروں کو یہ بھی نہیں معلوم کہ نعرۂ تکبیر کا جواب اللہ اکبر ہوتا ہے۔

حال ہی میں وفاقی کابینہ کے ایک اہم اجلاس میں جب وزیر داخلہ رحمٰن ملک کو تلاوت قرآنِ مجید کے لیے کہا گیا تو اُنہوں نے کوٹ کی جیب سے ایک کاغذ نکالا اور سورۂ اخلاص پڑھنا شروع کی اور اُس میں عجیب و غریب الفاظ خلط ملط کر دیئے۔ وزیر داخلہ کی بدحواسی پر وزیر اعظم سمیت سب وزرا نے فلک شگاف قہقہے لگائے۔ رحمٰن ملک نے دوبارہ تلاوت شروع کی تو وہ پھر غلط پڑھ گئے۔ اس پر کابینہ کے تمام ارکان نے دوبارہ قہقہے لگانا شروع کر دیئے۔ یاد رہے کہ سورۂ اخلاص قرآن مجید کی چھوٹی لیکن نہایت اہم سورت ہے جو ہر چھوٹے بڑے مسلمان کو ازبر ہوتی ہے۔ افسوس اس بات پر ہے کہ رحمٰن ملک کی اس غلطی پر چاہیے تو تھا کہ کوئی دوسرا رکن تلاوت کر دیتا مگر اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حمام میں سب ننگے ہیں۔ یہ دلچسپ ویڈیو انٹرنیٹ پر موجود ہے۔ سلمان تاثیر کس قبیل کے آدمی تھے، ان کے شب و روز کس طرح گزرتے تھے؟ اس کی مکمل تفصیلات بھی انٹرنیٹ پر موجود ہیں۔ آپ گوگل (Google) پر سلمان تاثیر لکھ کر سرچ کروائیں، وہاں آپ کو ایسی رنگین و سنگین تصاویر اور اندرونی داستانیں ملیں گی جس کو دیکھنے سے آپ کے ہوش اُڑ جائیں گے۔

اہم بات یہ ہے کہ سلمان تاثیر کے صاحبزادے آتش تاثیر نے اپنی کتاب (Stranger to History) میں اپنے والد پر جو سنگین الزامات عائد کیے ہیں، وہ ہر شخص کی آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ہیں۔ یاد رہے کہ گورنر سلمان تاثیر نے معروف بھارتی صحافی تلوین سنگھ (جو سکھ مذہب سے تعلق رکھتی ہے) سے دوسری شادی کی تھی۔ جس سے ان کا بیٹا آتش تاثیر پیدا ہوا۔ علماے کرام نے جب اس شادی کی شرعی حیثیت پر اعتراض کیا تو سلمان تاثیر نے علماے کرام کو جاہل، اُجڈ اور غیر تعلیم یافتہ قرار دیا۔ معروف ترقی پسند اور روشن خیال بھارتی صحافی خشونت سنگھ نے گورنر سلمان تاثیر کی نجی زندگی کے بارے میں جو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انکشافات کیے ہیں، اُسے پڑھ کر آدمی حیرت کے سمندر میں گم ہو جاتا ہے۔ یہی حال شیری رحمٰن اور پرویز مشرف کے گرم مصالحوں کا ہے۔ انٹرنیٹ پر ان سب کی تصاویر کو ملاحظہ کریں اور خود سوچیں کس قماش کے لوگ ہمارے حکمران ہیں جو قانونِ توہین رسالت کو ختم کرنے کی مذموم کوششوں میں مصروف ہیں۔

۱۰ جنوری ۲۰۱۱ء کو سلمان تاثیر کی بیٹی شہر بانو تاثیر نے ناموسِ رسالت قانون کے مسئلہ پر اپنے والد کے موقف کی تائید کرتے ہوئے اس عزم کا اظہار کیا کہ ان کے والد نے قانون توہین رسالت کو ختم کرنے کے بارے میں جو سوچا تھا، وہ اب ضرور شرمندہ تعبیر ہو گا۔ اُس نے مزید کہا کہ ان کے والد آئین کی اس شق کے بھی زبردست مخالف تھے جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا ہے۔ اسی قبیل سے تعلق رکھنے والے بعض ناعاقبت اندیش نام نہاد دانشور آج کل حکومتی ایما پر مختلف ٹی وی چینلوں پر سلمان تاثیر کا دفاع کرتے نظر آرہے ہیں۔ چند ٹکوں کی خاطر ناموسِ رسالت کی مخالفت کا سودا کرنے والے ہمیشہ خسارے میں رہتے ہیں!

تمہیں رُسوا سر بازارِ عالم ہم بھی دیکھیں گے!

ماہنامہ **الشریعہ** گوجرانوالہ کی

خصوصی اشاعت بیاد ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ

نامور اہل علم، معاصرین، تلامذہ اور متعلقین کے قلم سے عصر حاضر کے ایک جید عالم اور محقق کے احوال وخدمات ـــــ اور افکار وتحقیقات کا تذکرہ

صفحات تقریباً ۶۰۰ سو ـــــ ہدیہ بشمول رجسٹرڈ ڈاک خرچ: ۲۰۰ روپے

رابطہ: ناظم ترسیل ماہنامہ 'الشریعہ' گوجرانوالہ

جامع مسجد شیرانوالہ باغ، گوجرانوالہ، فون: 0306-6426001

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکاتیب و مراسلات

① محترم مدیر ماہنامہ 'محدث' لاہور　　　السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

'محدث' ایک ایسا جریدہ ہے جو قرآن وحدیث کی تعلیمات کو خالص علمی انداز میں دورِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق پیش کررہا ہے۔ اللھم زد فَزِد! (آمین)

'محدث' ان رسائل میں شامل ہے جو صائب الفکر اور مستقیم العمل افراد کی تیاری کے لئے بامقصد محنت کررہے ہیں لیکن اس کا انداز بہر حال جدا اور اپنی جگہ بڑا مفید اور اہم ہے۔

دورِ حاضر میں جب کہ اِلحاد، دین بیزاری اور حیادریدگی کی سیاہی عام ہوتی جارہی ہے، 'محدث' جیسے نورِ وحی کو عام کرنے والے رسائل پہاڑی پر روشن چراغ کی سی حیثیت رکھتے ہیں۔ حوالے اور استفادے کے لحاظ سے یہ پرچہ میرے قلمی اور تبلیغی کام کے لئے اہم معاون کی حیثیت رکھتا ہے۔ مشربہ علم و حکمت لائبریری سے استفادہ کرنے والی خواتین اور طالبات بھی اس سے بھرپور فائدہ اُٹھاتی ہیں۔

اس کے سرپرست وبانی، مدیر محترم اور دیگر تمام معاونین کے لئے فکری و قلبی نیز علمی و عملی استقامت کے لئے ربِّ کریم سے دعا گو ہوں۔ [اُمّ عبدِ منیب، اعوان ٹاؤن، لاہور]

② محترم چیف ایڈیٹر، حافظ عبد الرحمٰن مدنی صاحب　　　السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

جنوری ۲۰۱۱ء کی سردہواؤں میں جناب محمد عطاء اللہ صدیقی کا ایمانی روح کو گرمانے اور جذبات کو تڑپا دینے والا مضمون 'محدث' میں پڑھنے کا موقع ملا۔ صدیقی صاحب کے قلم کی جولانیوں سے ٹپکنے والے الفاظ جو اوّل تا آخر، سر تا پا غلامی مصطفیٰ ﷺ کا چوغہ پہنے ہوئے تھے، زبانِ حال سے کہہ رہے تھے کہ ہم بے جان سہی مگر سرکارِ مدینہ ﷺ کی عظمت اور آپ کی حرمت پر کٹ مرنے کے لیے بے قرار ہیں۔ جناب محمد عطاء اللہ صدیقی نے دنیا بھر میں بالعموم اور پاکستان میں بالخصوص محمد مصطفیٰ ﷺ کے چاہنے والوں اور ان کی راہوں میں دیدہ ودل فرشِ راہ کرنے والوں کے جذبات کو اپنی قلم کی مہارت سے جو ان پر اللہ کی خاص دین ہے، اس مضمون میں بڑے اچھے طریقے پر بیان کرنے کی سعی فرمائی ہے۔ ان کی اس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحریر نے مسلمانوں کے دلوں میں محمد مصطفی ﷺ کے متعلق عزت و احترام کے جذبات کو جلا بخشی اور آتش محبت کو دوچند کر دیا ہے۔

یہ سعادت ماہنامہ 'محدث' کے حصہ میں آئی کہ سب سے پہلے ان حالات کا صحیح تجزیہ کرتے ہوئے اس مجلہ نے شاندار اور ایمان پرور مضامین کو شائع کرکے پاکستان بھر کے جرائد میں دفاعِ منصبِ رسالت کے میدان میں سبقت حاصل کی ہے۔ جہاں تک عاصمہ جہانگیر کے کردار کا تعلق ہے تو وہ اس قدر شرم ناک ہے کہ حیا اور شائستگی اس بات کی اجازت نہیں دیتی اور اس کے بیان کا حق زبان و قلم سے ادا نہیں ہو سکتا۔

صدیقی صاحب کی یہ تشبیہ کہ راج پال کی روح اور فکر ابھی مری نہیں بلکہ زندہ ہے، واقعی چوکنا کر دینے والی ہے۔ ۵۹ سال کے فرق کے باوجود حالات اور واقعات بالکل یکساں اور ایک جیسے ہیں۔ تعزیرات ۱۸۶۰ء کی دفعہ ۲۹۵ سے لے کر موجودہ ۲۹۵ سی تک کے سفر میں باقی کرداروں سے صرفِ نظر، اس وقت کے زندہ کردار کے رویے سے بحث کرنا انتہائی ضروری تھا۔ ناشر راج پال کی موت کے بعد اسی طرح یہ سلسلہ اب آگے بڑھ رہا ہے۔ اگر اس وقت بھی قانونی پیچیدگیوں کی آڑ نہ لی جاتی اور جج کنور سنگھ قانون کی غلط تشریح نہ کرتا تو نوبت یہاں تک نہ پہنچتی مگر حالات ایک مرتبہ پھر اسی ڈگر پر ڈالنے کی کوشش کی جارہی ہے اور اسی کے نتیجہ میں لادین لوگوں کو پہلے 'آفاقی اشتمالیت' لکھنے کی جرأت ہوئی۔ ایک قادیانیت نواز وکیل، قادیانی شوہر والی اور مذہب سے بے زار، شرم و حیا سے عاری، مغرب نواز اور دریدہ دہن عورت کا وہ بیان کیسے بھلایا جاسکتا ہے جو اس نے جناب ﷺ کی شان کے متعلق دیا تھا۔ اور وہ دن ضرور آئے گا کہ مملکت اسلامیہ میں شان رسالت میں زبانیں دراز کرنے والوں کو لگام دی جائے گی۔

ایک مرتبہ پھر میں مضمون نگار اور ادارہ محدث کو مبارکباد دینے پر مجبور ہوں کہ ایسے حالات میں حق کا علم بلند کرنا، بالخصوص جب کہ عالمی حالات اور پاکستانی حکمران اس بات کو سننے کے روادار نہیں ہیں، ان حالات میں باطل کا تعاقب اور قوانین اِسلامیہ کو نرم کرنے سے بچانے میں مجاہدانہ کردار ادا کرنا ایک قابل رشک فریضہ ہے۔ ہم اُمید رکھتے ہیں کہ آپ کی قیادت میں یہ مجلہ آئندہ اپنی انہی روایات پر ہمیشہ کاربند رہے گا۔ ان شاء اللہ [ابورجال]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.mohaddis.com

CPL No. 49
Vol. 44 No. 2

Monthly MUHADDIS Lahore

5866476
5866396

عناد اور تعصب قوم کے لیے زہرِ ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں
لیکن تعصّبات سے بالاتر رہ کر اِفہام وتفہیم اُمت کے لیے رحمت کا باعث ہے۔

علومِ جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار' انسانی ارتقاء کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں
لیکن قدیم علومِ اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دَقیانوس بتانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔

غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اَقدار کے منافی ہے
لیکن دینِ اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام نہ دینا حمیتِ دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

تبلیغِ دین اور اشاعتِ اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالحِ دینیہ کے خلاف ہے
لیکن حلال اور حرام کے امتیاز میں رَواداری برتنا اور قوانین ومسائلِ اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

آئین وسیاست سے بیگانہ ہو کر عبادت کے لیے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے
لیکن جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اَوصاف میں داخل ہے
لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو

ماہنامہ محدث لاہور

کا مطالعہ فرمائیے، آپ اس کو ان جملہ صفات ومحاسن سے مزین پائیں گے، اِن شاء اللہ!
کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

قیمت فی شمارہ ۲۰ روپے ——— زرِ سالانہ ۲۰۰ روپے

ISLAMIC RESEARCH COUNCIL 99-J, Model Town, Lahore 54700